بھول ہوئی ہم سے

"میری ایک بات تو نا آپ لکھ لیں..."

"وہ کیا...؟"

"وہ یہ کہ بڑی ہو کر نا میں نے آپ کا بیٹا بننا ہے..."

"اچھا جی..."

"ہاں جی اور پھر جو زمینوں کے حساب کتاب کرنے میں آپ کا جو اتنا وقت لگتا ہے یہ بالکل نہیں لگے گا... سارا کام آپ کا یہ بیٹا کیا کرے گا..."

"میرا یہ بیٹا اپنا کمرہ تو نوکرانی سے صاف کرواتا ہے، میرا کام خاک کرے گا..."

"اف صفائی کا نام مت لیں... صفائی مجھے بہت اچھی لگتی ہے مگر صفائی کرنا زہر لگتا ہے اور ویسے بھی بیٹے کب ایسے کام کرتے ہیں..."

"کل کو تمہاری شادی ہو گی پھر کیا کرو گی؟ اپنے گھر کی صفائی سُتھرائی تو تم ہی کو کیا کرنی پڑے گی...؟"

"اول تو یہ کہ میری شادی وادی کوئی نہیں ہونی... میں آپ کا بیٹا... آپ میرے بڑے ابا... دونوں ہمیشہ ساتھ رہیں گے... ہمارے درمیان شمس بابا کے علاوہ چوتھا رقیب کوئی نہیں آئے گا..."

"میں تو تمہارے لیے بہت شاندار لڑکے کا انتخاب کرنے والا ہوں..."

"ہائے اللہ آپ شادی کی باتیں کیوں کرنے لگ جاتے ہیں... اچھی بھلی بات چل رہی ہوتی ہے بیچ میں شہباز شریف کی طرح بول پڑتے ہیں ایسے پُل بنے گا..."

"بڑی ہوشیار ہو... ہر دفعہ مجھے باتوں میں الجھا کر موضوع بدلتی ہو..."

"ویسے آپس کی بات ہے ایک بات تو بتائیں..."

وہ ان کے سامنے بیٹھ کر کچے آم کے اوپر سے ہری جلد اُتارنے کے بعد نچلی گری کو کالا نمک اور مرچیں لگا لگا کر مزے سے چباتی پوچھنے لگی...

"دادی امی سے آپ کی شادی پسند کی ہوئی تھی؟ یا آپکے دادا کی مرضی سے...؟"

"کہنا کیا چاہتی ہو...؟"

"آپ بتائیں تو... میرے سوال کا جواب دیں..."

"اپنی مرضی سے کی تھی..."

"اور آپ کے گھر والے مان گئے؟ یعنی جو عام طور پر لو سٹوری میں ویلن آتے ہیں وہ بیچ میں نہ آئے...؟"

"دراصل میری منگنی ہو چکی تھی جب میں تمہاری دادی سے ملا... اُسی رات گھر آ کر اپنی اماں کو بتا دیا کہ منگنی توڑ دیں کیونکہ میں شادی کے لیے کسی اور کو پسند کر آیا ہوں..."

"ہائے اللہ تو کیا آپ کی اماں جھٹ سے مان گئیں...؟"

"بالکل بھی نہیں... اماں نے جوتا اُتارا اور میری سیوہ کر دی..."

"آپ کی پٹائی ہوئی...؟"

"ایسی ویسی... کیونکہ جس کے ساتھ منگنی تھی وہ اماں کی بھانجی تھیں..."

"تو پھر کیسے آپ کی دادی امی سے شادی ہوئی؟ کورٹ میرج کی...؟"

بڑے ابا دھیمے سے ہنسے... "شادی کوئی مذاق تھوڑی ہے اور میرے جیسے انسان کے لیے تو بہت ہی پیارا رشتہ ہے... ساری عمر ایک دوسرے کے ساتھ گُزارنی ہے... کوئی بھی انسان سو فیصد درست نہیں ہے نہ ہی فرشتہ ہے پر شادی میں دوسرے کو اپنے سے زیادہ چاہا نہ جائے تو شادی تو نہ ہوئی، بھونڈہ مذاق ہوا... یہی بات میں نے اپنے گھر والوں سے کی تھی کہ شادی اگر اُس سے نہیں کرنی ہے تو ٹھیک ہے... شادی کا ورق ہی پھاڑ دیں کیونکہ میں کسی اور لڑکی کی زندگی تباہ نہیں کر سکتا... جب کہ مجھے یقین ہے کہ میں اُس ایک کے علاوہ کسی اور کے ساتھ خوش رہوں گا نہ خوش رکھ سکوں گا... اللہ بھلا کریں ابا کو میری بات سمجھ میں آگئی... انہوں نے اماں کو سمجھالیا یوں شادی ہو گئی..."

"کبھی اپنے فیصلے پہ پچھتاوا ہوا...؟"

"نہ.... سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے... تمہاری دادی اور میں بنے ہی ایک دوسرے کے لیے تھے..."

"جانتی ہوں اور آپ کی جوڑی میری آئیڈیل جوڑی ہے... اگر مجھے آپ کے جیسی محبت نہ ملی تو میں نے بھی شادی نہیں کرنی..."

بڑے ابا چونکے ہوئے...

عمر کی دوسری لڑکیوں کی طرح صفا رنگین خواب سجانے اور پھر راتوں کو جاگ کر ان خوابوں کی تعبیر ڈھونڈنے والوں میں سے ہرگز نہیں تھی... بے فکر طبعیت کی مالک تھی... کھانا پینا... دوستوں کے ساتھ شاپنگ پہ جانا... بڑے ابا کے ساتھ بیٹھ کر گھنٹوں لایعنی باتیں کرنا... یہی اُس کی زندگی تھی...

"داؤد بھائی پھوپھو کی جان ہیں... جانتے ہیں جب بھی ان کے گھر گئی ہوں چاہے آدھی رات ہو جائے پھوپھو اُس وقت تک سونے کے لیے نہیں جاتی ہیں جب تک داؤد بھائی گھر نہ آجائیں... ویسے راز کی بات بتاؤں... میں نے اور طٰہ نے چوری سے داؤد بھائی کا فون دیکھا تھا... اُف بڑے ابا آپ وعدہ کریں آپ اُن کو نہیں بتائیں گے..."

"ایسا کیا کر دیا ہے جس کے لیے وعدہ لے رہی ہو...؟"

"آپ کا کوئی بھروسہ نہیں ہے اپنے چہیتے نواسے کو بتا دیں پھر ان کے ہاتھوں میری اور طٰہ کی شامت آجائے..."

"اچھا بھئی وعدہ..."

"بڑے ابا... ایک سو ایک لڑکیوں نے ان سے اظہارِ محبت کیا ہوا تھا پر مجال ہے جو داؤد بھائی نے اُن میں سے کسی ایک کو جواب دیا ہو... کتنے مغرور انسان ہیں... چلو بندہ کسی کا دل رکھنے کو ہی جواب دے دیتا ہے پر نہ جی... سب میسجز میں یہی ہوا ہے... پہلے بات چیت کرتے رہے ہیں پر جیسے ہی اگلی طرف سے اظہارِ محبت آیا ہے اُس کے بعد ان کی جانب سے کوئی جواب نہیں گیا... کتنی زیادتی کی بات ہے..."

"ہاں تو ٹھیک کر رہا ہے... اگر تمہارے مطابق ایک سو ایک لڑکی نے اظہارِ محبت کیا ہوا تھا تو وہ بیچارہ کس کس کو جواب دیتا..."

"نہیں خیر بیچارے تو وہ کہیں سے نہیں ہیں... اچھا یہ سب چھوڑیں آپ نے کہا تھا میری گھوڑی اس مہینے آ جائے گی... مہینہ ختم ہونے والا ہے بڑے ابا... گھوڑی کب پہنچے گی...؟"

"تم نے کسی عام سی گھوڑی کی فرمائش کی ہوتی تو کب کی مل جاتی... اعلٰی نسل کی گھوڑی ہے... تم شکر کرو اس کے مالک نے ہمیں فروخت کر دی ورنہ وہ تو دینا ہی نہیں چاہ رہا تھا.."

"ایسے ہی نہ دیتا پورے دس نفل مانگے تھے اور دو روزے..."

"بیٹا لڑکیوں والے شوق پالو..."

"اچھا اب آپ کے اوپر بھی میری پھوپھو اور خالاؤں کا اثر ہونا شروع ہو گیا ہے..."

بڑے ابا اس کو شفقت سے دیکھتے ہوئے مسکراتے رہے تب ہی شمس بابا نے ان کو حویلی میں کسی کی آمد کی اطلاع دی...

"چوہدری جی... فضل آیا ہے... آپ سے ملنا چاہتا ہے..."

"ووٹ لینے کے وقت ہی اس کو ہماری یاد آتی ہے... چلو دیکھ لیتے ہیں اس دفعہ کیا کہنے آیا ہے... تم اپنا کام کر لو پھر رات کے کھانے پہ ملتے ہیں..."

"افشی کو کھانے پہ بُلا لوں...؟"

"کیوں نہیں... ضرور بلاؤ..."

"شکریہ... وہ آنٹی سے کہوں گی رات وہ یہی رہے گی تا کہ کل تک میرے نوٹس تیار ہو کر سکول پہنچ سکیں..."

"بڑی تیز ہو... اپنے کام کے لیے اس کو مدعو کر رہی ہو..."

"تو اور وہ کون سا صدرِ پاکستان لگی ہوئی ہے جو یوں روز روز اس کی دعوتیں کرتی پھروں..."

****

وہ فون کی سکرین کو پڑھتے ہوئے منی مائنرز کے سٹور میں داخل ہوا تھا... چونکہ اسکا سارا دھیان فون میں تھا وہ یہ نہیں دیکھ پایا کے اس کے آگے آگے چلنے والی لڑکی اوپری منزل کی جانب بڑھ گئی ہے اور وہ نیچے کی طرف جا رہا تھا... پہلی سیڑھی پہ پاؤں رکھتے ہی وہیں رُک گیا اور انگلیاں تیزی سے سکرین پہ تھرکنے لگیں... اگلے دومنٹ میں اس نے آدھا پیراگراف لکھ کر سینڈ کا آئی کان دبایا اور فون کی سکرین کو آف کرتے ہوئے فون اپنے بلیزر کی اندرونی جیب میں رکھا... اب وہیں کھڑا ہو کر سوچنے لگا اسی طرف جانا ہے یا اوپر...؟ جب کان میں ایک آواز پڑی...

"ادھر کیوں لیٹے او...؟"

"تھک گیا او..." توتلی زبان اور اکتایا ہوا لہجہ سُن کر داؤد کے چہرے پہ بڑی بے اختیار سی مسکراہٹ دوڑ گئی اور وہ آواز کی سمت دیکھنے پہ مجبور ہوا... جن سیڑھیوں پہ وہ کھڑا تھا ان کی تعداد چار تھی... جس بچے نے تھکاوٹ کا شکوہ کیا تھا وہ سب سے آخری سیڑھی پہ لیٹا ہوا تھا... لیٹنے کا انداز بھی شاہانہ تھا ٹانگ پہ ٹانگ ٹکائی ہوئی تھی اور ایک اسی کا ہم عمر گھنے بھورے بالوں والا بچہ اسکے پاس کھڑا تھا... وہ ایک سیڑھی مزید اتر کر نیچے آیا...

"آپ کے کپڑے گندے ہو جائیں گے..."

لیٹے ہوئے نے بھنویں اچکا کر آنکھیں گھماتے ہوئے جواب دیا...

"تو...؟"

"مما ناڑاض ہو گی..."

"میں مما سے خود ناڑاض او..."

"کیوں...؟"

"آئس کڑیم ناہیں کھلاتی ایں..."

وہ خاموشی سے انکی باتیں سُن کر محفوظ ہو رہا تھا... آخری بات پہ بے اختیار بولا...

"میں آئس کریم کھلا دوں...؟ کونسا فلیور لو گے...؟"

دونوں بچوں نے ایک دم چونک کر اس آدمی کی جانب دیکھا... آنکھوں میں اسی پل سرد مہری اُتر آئی... دونوں بڑے غور سے اُس کو دیکھتے گئے پھر ایک دوسرے کو دیکھا... ایک نے بلیو جینز کے ساتھ گہری نیلی ہُڈی پہنی ہوئی تھی دوسرے نے پیلی سُرخ وسفید رنگ... موٹی موٹی آنکھیں... نمایاں ہوتے گلابی ہونٹ... بلاشبہ وہ دونوں جُڑواں تھے... اس دوران جو سیڑھی پہ لیٹا ہوا تھا وہ اُٹھا اور اپنے پاس کھڑے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے لے گیا... اتنے چھوٹے بچوں کے اتنے سیانے عمل پہ وہ خود بخود کھل کر مسکرایا اور ہاتھ کے اشارے سے واہ کہہ کر داد دی...

"تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟ میں تمہیں اوپر ڈھونڈ رہی تھی..."

"ہاں وہیں آ رہا تھا..."

"ای میل کا جواب دے دیا...؟"

"ہاں دے دیا ہے..."

وہ اُس حسین لڑکی کو جواب دیتے ہوئے اسکے ساتھ ہولیا مگر مسکراتی ہوئی نظروں سے نچلے حصے کی جانب ضرور دیکھا پر وہاں نظر کوئی نہ آیا...

"میں نے دو اوپر پسند کئے ہیں تم دیکھ کر بتاؤ کونسا زیادہ اچھا لگے گا...؟"

"تمہارے لیے...؟"

"ارے نہیں بھئی... اپنے بھتیجے کے لیے لے رہی ہوں... تمہارا دماغ غیر حاضر لگ رہا ہے کیونکہ اگر تم غور کرتے تو علم ہوتا ہم بچوں کے سیکشن میں کھڑے ہیں..."

"اوہاں... معاف کرنا میرا دماغ ای میل کی جانب متوجہ رہا..."

"کوئی بات نہیں..."

وہ اپنے سٹریٹ کئے بالوں کو ایک جھٹکے سے کندھے سے ہٹاتے ہوئے دو ہینگرز اس کے سامنے کرتے ہوئے پوچھنے لگی...

"ہاں تو بتاؤ کونسا رنگ لوں...؟"

اُس نے مکمل بوریت محسوس کرتے ہوئے بھنویں اچکائے... اگر کوئی دیکھ کر غور کرتا تو اس کا انداز ہو بہو سیڑھی پہ لیٹے بچے سے مل رہا تھا...

"یار میں نے آج تک بچوں کی شاپنگ نہیں کی اسلئے مجھے اس کام میں کوئی تجربہ نہیں ہے... تم اپنی پسند سے لو یا پھر اپنے بھتیجے کو دونوں کی تصویر بھیج کر اس کی پسند سے لے لو..."

"اف تم سے تو اس قسم کی کسی مدد کی توقع رکھنا ہی فضول ہے..."

وہ کچھ کہنے لگا تھا مگر فون کے بجنے پر بات وہیں رہ گئی... جیب سے فون بر آمد کر کے سکرین پہ چمکتے نمبر کو پڑھا... "ابا کی کال ہے... تم ایسا کرو جو بھی لینا ہے لیکر نیچے آؤ میں پے منٹ کر دوں گا بلکہ ایسا کرو میرا کریڈٹ کارڈ لو... پے منٹ کر کے آجاؤ... میں تب تک یہ کال سن لوں..."

لڑکی نے منہ بسورتے ہوئے اس کے ہاتھ سے کارڈ پکڑ کر اثبات میں گردن ہلائی... وہ کال کو لیتے ہوئے سیڑھیاں اُتر کا باہر کی جانب بڑھ گیا...

"اسلام علیکم ابا..."

"وعلیکم السلام تم اس وقت کدھر ہو...؟"

"وہ ایک دوست کے ساتھ ہوں..."

"تو گھر پہ تو بتادیا ہوتا... تمہاری ماں کب سے تمہارے لیے پریشان ہو رہی ہے... اس کو لگتا ہے کہ یورپ میں رہنے والا اس کا سپوت پاکستان میں کہیں کھو جائے گا اس لیے پل پل کی خبر رکھو..."

وہ دھیرے سے ہنسا...

"ابا... میں یہیں کی پیداوار ہوں..."

"میں تو اُس کو سمجھا رہا تھا کہ وہ لوگوں کو گما سکتا ہے خود نہیں گے گا پر خیر... ماں ہے نا... تم بھی تھوڑا خیال کیا کرو ساڑھے گیارہ ہو رہے ہیں اور تم صبح نو بجے کے گھر سے نکلے ہوئے ہو... میں جانتا ہوں تم اپنی مرضی کے مالک ہو پر اب ماں باپ بوڑھے ہو گئے ہوئے ہیں اور پریشانی برداشت نہیں کر پاتے... اسلئے کوشش کیا کرو کہ جلدی لوٹ آیا کرو..."

"جی جی... بس آرہا ہوں..."

فون کو واپس جیب میں ڈالتے ہوئے وہ بڑبڑایا...

"مجال ہے جو یہ لوگ طعنہ مارنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے دیں..."

"مامو... آئس کریم کھانی ہے..."

"نا بیٹا میں نے تیری ماں سے اپنی پٹائی نہیں کروانی..."

"مما کو نہ بتانا..."

"اتنے چالاک نہ بنو... وہ ابھی آ رہی ہے..."

"میری آپ دونوں سے کٹی ہے... میں خوڈ جا کڑ آئس کڑیم لے لوں گا..."

وہ پھولے ہوئے گالوں والا دونوں ہاتھ سینے پہ باندھ کر اپنے بھائی اور جس کو ماموں کہہ رہا تھا ان سے الگ ہو کر دوسری سمت کو چل پڑا... یہ اس کی زندگی کا پہلا موقع تھا جب اس کو بچے اپنی طرف متوجہ کر رہے تھے... ایک بار پھر وہ بڑے غور سے ان جڑواں بچوں کی باتیں سن نےلگا پر اس دفعہ ان کے ساتھ چلتے ہوئے مرد کو پہچان کر حیرت بھی ہوئی جس کے تحت وہ اسی جانب آ گیا...

"ایوب...؟"

اس کے مخاطب کرنے پر سامنے والا مڑا... چونکا... تھما... پھر جیسے جلدی سے خود کو سنبھالتے ہوئے بولا...

"ارے... داؤد بھائی آپ...؟"

داؤد کو ایوب کے عجیب وغریب ردِ عمل پہ تعجب ہوا... کیونکہ نہ تو اس نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا نہ ہی گلے ملنے کی کوشش کی جو کہ عام روٹین میں ہوتا تھا... اس وقت وہ پہلے حیرت اور پھر ہلکی سی پریشانی سے داؤد کو دیکھ رہا تھا...

"ماموں چلیں... عفان اکیلا جا رہا ہے..."

ایوب کی انگلی پکڑ کر کھڑے بچے نے اس کے بازو کو ہلاتے ہوئے کہا جس پہ ایوب فوراً حرکت میں آیا...

"اچھا داؤد بھائی پھر ملتے ہیں... اس وقت میں جلدی میں ہوں..."

اتنا کہہ کر وہ تیزی سے دور جاتے بچے کی جانب گیا... اُس کو زبردستی گود میں اُٹھایا... دوسرے والے کی انگلی پکڑی اور کالی گاڑی کا دروازہ کھول کر باری باری دونوں بچوں کو اندر بٹھایا... خود ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا... داؤد ماتھے پہ سلوٹیں لیے اپنے کزن ایوب کی حرکت کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا جب ناک کے نتھنوں سے خوشبو ٹکرائی... اُس نے بے اختیار گردن موڑ کر اُس خوشبو کے وجود کو دیکھا...

وہ کوئی خاتون تھی جس کی اب داؤد کی جانب پُشت تھی... دونوں ہاتھوں میں منی مائنرز کے شاپنگ بیگز... کندھے پہ ہینڈ بیگ... اونچا قد... مناسب جسامت.... پیروں میں کالے پمز... اسکے وجود کو سکن رنگ کی گرم چادر نے لپیٹا ہوا تھا جس میں سے صرف ایک چیز باہر نظر آ رہی تھی... اُس کی لمبی براؤن چوٹی... وہ نہ چاہتے ہوئے بھی دیکھے گیا... یہاں تک کے وہ خاتوں ایوب کی گاڑی میں اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی اور ساتھ ہی گاڑی تیزی سے وہاں سے نکل گئی... اس کے دماغ میں ایک بات آئی جسے زیرِ لب بڑبڑایا...

"ہو نہ ہو اس لڑکے کا افیئر چل رہا ہے اور سالا دوسری طرف گھر والوں کی مرضی سے کسی اور سے شادی بھی کر رہا ہے... ہمارے خاندان والوں کا کچھ نہیں ہو سکتا... نہ جانے کب تک انہوں نے اولاد کی مرضی جانے بغیر ان کے ساتھ زبردستی کے سودے کرنے ہیں... اب کل کو یہ بھی بھاگ جائے گا..."

اب اُس کو غصہ چڑھ گیا تھا مگر پھر ایک خیال جاگا...

"یہ بچے اس کو ماموں کیوں کہہ رہے تھے...؟"

****

بینش کو اس کے گھر چھوڑنے کے بعد اُس نے گاڑی اپنے گھر کو موڑی اور سارا راستہ دماغ میں ایک ہی سین چلتا رہا حتیٰ کہ بینش کی باتوں کے جواب میں بھی بس ہوں ہاں ہی کرتا رہا تھا کیونکہ اس کا دماغ حاضر نہیں تھا... گاڑی کی ہیڈ لائٹس گیٹ پر پڑنے کی دیر تھی کہ دوسری جانب سے کسی نے فوراً سے گیٹ کھول دیا... گاڑی کی روشنی میں اپنی ماں کو دیکھتے ہی اُس نے خود کو گالی دی تھی... گاڑی اندر لے آیا اور ساتھ ہی شیشہ نیچے کر کے ماں کو کہا...

"آپ اندر چلیں میں گیٹ بند کرتا ہوں..."

وہ بھی اسی کی ماں تھیں نہ گیٹ بند کیا نہ ہی اندر گئیں... جب تک وہ فارغ ہو کر ان تک پہنچا وہ سینے پہ ہاتھ باندھے اسکو دیکھتی رہیں... ان کے پاس پہنچ کر اُس نے ماتھے پہ پیار کیا...

"کتنی دفعہ کہوں کہ میرے انتظار میں مت جاگا کریں... مجھے تو ہر روز دیر سویر ہو جاتی ہے اور آپ کے آرام میں خلل آتا ہے..."

"سالوں بعد مجھے تمہاری شکل دیکھنی نصیب ہوئی ہے پھر بھی تم گھر پہ کم اور زیادہ وقت گھر سے باہر اپنے دوستوں کو دیتے ہو..."

"معاف کر دیں... اصل میں بینش صبح واپس جا رہی ہے، اس کی چھٹی ختم ہو گئی ہے اس لیے آج اس کی دعوت رکھی ہوئی تھی... اس کے بعد شاپنگ پہ چلے گئے..."

"کیا تم بینش سے شادی کرنا چاہتے ہو...؟"

وہ اچانک سے ماں کی جانب سے ملنے والے اس سوال پہ مسکرایا...

"ابھی تو ایسا کوئی پروگرام نہیں ہے... مستقبل میں بن گیا تو بتادوں گا..."

"تو کیا تم دونوں کا تعلق رومنٹک ہے؟ دوست تو نہ ہوئے پھر..."

"کہہ سکتی ہیں... کوئی ایسا دھماکے دار عشق وشق تو نہیں ہے البتہ پھول اور چاکلیٹس وغیرہ دے دلا لیتے ہیں..."

مدیحہ سٹنگ روم کے دروازے پہ ہی رُک گئیں اور بیٹے کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں بھر کر غور سے پڑھا... وہ بھی سنجیدگی سے ان کی آنکھوں میں دیکھے گیا...

"کیا دیکھ رہی ہیں...؟"

"بس یہ دیکھنے کی کوشش کر رہی ہوں آیا میرا بیٹا خوش تو ہے نا...؟"

دھیمی سی مسکراہٹ نے اس کے چہرے پہ روشنی بھری...

"آپ کو کیوں وہم ہوتے ہیں کہ میں خوش نہیں ہوں..."

مدیحہ کے بجائے جواب اس کو اپنے ابا کی طرف سے موصول ہوا...

"وہ اس محاورے کی تصدیق کے لیے تمہیں یوں غور سے دیکھتی ہے کہ آیا یہ سچ ہے کہ جو لوگ دوسروں کو دکھ دیتے ہیں وہ خود بھی خوش نہیں رہتے... جبکہ یہ بات بھول رہی ہے کہ ایسا احساس مند لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے... بے حس اور خود غرض لوگ شرمندگی یا ضمیر کی مار سے بے نیاز ہی رہتے ہیں..."

داؤد کے چہرے پہ سختی آگئی... ماں سے دور ہٹ گیا...

"بہت شکریہ ابا... میں بھی سوچ رہا تھا اتنے دنوں سے آیا ہوا ہوں ابھی تک طنز کے تیر نہیں چلے ہیں... آپ کو میری شکل زیادہ عرصہ تک برداشت نہیں کرنی پڑے گی... اگلے ہفتے میری فلائیٹ ہے..."

باپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دینے کی بعد ماں سے مخاطب ہوا...

"اماں آپ آرام کریں... کل سے جلدی آجایا کروں گا...

اتنا کہہ کر اپنے کمرے کی جانب چل پڑا... مدیحہ نے پیچھے سے آواز دی...

"کھانا نہیں کھاؤ گے...؟"

"نہیں ڈنر کر کے آیا ہوں..."

"دودھ پی لو..."

"ابھی ضرورت محسوس نہیں کر رہا ہوں... آپ سو جائیں..."

سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ماں کی آواز سن سکتا تھا جو ابا سے کہہ رہی تھیں...

"اس کو یہ سب کہنے کی کیا ضرورت تھی...؟"

"ہاں ٹھیک کہتی ہو اب تو واقعی ضرورت نہیں رہی، نقصان تو ہو چکا... تم اس کو جھنجھوڑ کر ایک دفعہ تو یہ احساس دلوا دو کہ اُس نے کتنے بڑے گھاٹے کا سودا کیا ہوا ہے... عقل کا اندھا انسان... میرا دل کٹتا ہے... دنیا کا سب سے بڑا بے وقوف میرے گھر میں پیدا ہوا ہے..."

"اچھا بس کر دیں... سُن لے گا..."

"تو سُن لے... کیا میں اس سے ڈرتا ہوں...؟"

"نہیں آپ نہیں ڈرتے مگر میں ڈرتی ہوں. اس طرح کریں گے تو وہ اپنا وعدہ پورا کر دے گا..."

"بہت احسان کرے گا... بہت بڑا احسان کرے گا..."

"میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں... چُپ کر جائیں..."

"مجھے تو ہاتھ جوڑ کر چُپ کروا لو گی مگر جو سارے خاندان میں اس کی وجہ سے جوتے پڑتے رہے ہیں اور ابھی تک پڑتے ہیں، انکا کیا کرو گی...؟ یہ اتنے بڑے لاٹ صاحب ہیں کہ ہم ان سے اس موضوع پہ بات تک نہیں کر سکتے..."

وہ وہاں رُک کر مزید سُننے کے بجائے تیزی سے باقی کی سیڑھیاں چڑھ گیا... کمرے میں آ کر لائٹ جلائی... جیب سے فون، گاڑی کی چابیاں اور والٹ کو نکال کر بیڈ سٹینڈ پہ رکھا... ریموٹ اُٹھا کر ٹیلی وژن چلایا اور واش روم میں گھس گیا... شاور لیکر شلوار قمیض پہنی اور تولیے سے بالوں کو خُشک کرتا آ کر صوفے پہ براجمان ہو گیا اور خبروں کے چینل کھولنے لگا... بیس اکیس منٹ میں یورپ اور امریکہ کے

تمام نیوز چینلز پہ آتی ہیڈ لائینز دیکھنے کے بعد نیٹ فلکس پہ کوئی سیریز ڈھونڈنے لگا... ابا کی کہی باتوں کو اگنور کرنے میں اس کو زیادہ دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا کیونکہ دماغ پہلے ہی کہیں مصروف تھا... بے آرامی سے صوفے سے اُٹھا اور اوپر والے پورشن میں موجود کچن سے کافی کا کپ بنا کر لایا... کافی میز پہ رکھی اور شیشے کے سامنے کھڑا ہو کر بالوں میں برش کرنے لگا... شیشے میں اپنی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس کو احساس ہوا... ایسی آنکھیں کسی اور کی بھی دیکھی ہیں مگر کس کی... یاد آتے ہی اس کی آنکھیں پھیل گئیں... بچوں کی آنکھوں کا رنگ یہی تھا... ایوب کے ساتھ جانے والے بچوں کی آنکھیں اس کے جیسی تھیں... داؤد کے ماتھے پہ تیوری آئی... واہ اللہ کی قدرت ہے. ایک انسان اتنی دور رہتا ہے، دوسرا اتنی دور... مگر ان کے اندر یوں مشابہت بناتا ہے... پھر سے اسی سوال نے سر اُٹھایا...

"ایوب کے ساتھ وہ لڑکی اور بچے کون تھے...؟"

لوسیفر دیکھتے ہوئے کافی پینے لگا مگر زیادہ دیر تک اس سرگرمی کو جاری نہ رکھ سکا... اکتا کر فون اُٹھایا... فون بک میں سے ایوب کا نمبر ڈھونڈا... چند پل اس کو دیکھتے رہنے کے بعد ڈائل کر دیا... اس تجسس میں نیند خاک آنی تھی... چھٹی بیل پہ جواب ملا...

"اسلام علیکم ۔۔"

"کیسے ہو ایوب...؟"

"بالکل ویسا ہی جیسا تین گھنٹے پہلے تھا... آپ سنائیں...؟"

"فرسٹ کلاس..."

"جی وہ تو آپ کو دیکھ کر ہی پتا چل جاتا ہے..."

"تم بھی یقیناً سونا چاہ رہے ہو گے اسلئے سیدھا پوچھ لیتا ہوں تا کہ دونوں کا وقت ضائع نہ ہو..."

"جی جی... ضرور..."

"مارکیٹ میں تمہارے ساتھ وہ لڑکی کون تھی؟ اور وہ بچے کون ہیں...؟"

دوسری جانب خاموشی چھا گئی... یہاں تک کہ اُس کو خود پوچھنا پڑا...

"ہیلو لائن پہ ہی ہو...؟"

"ایک بات بتاؤں داؤد بھائی... میں آپ کی دھیلا عزت نہیں کرتا ہوں... یہ تو آپ خاندان کے بڑے لڑکوں میں شمار ہوتے ہیں اس لیے اپنی تربیت کے ہاتھوں مجبور ہو کر آپ جناب کرتا ہوں ورنہ یقین جانیں آپ کے ساتھ بات کرنا میرے لیے انتہائی ناگوار کام ہے..."

"تم اپنی بکواس بند کر کے مجھے بتانا پسند کرو گے کہ وہ لوگ کون ہیں...؟"

"جی نہیں... میں ہرگز بھی آپ کے ساتھ ایسی کوئی معلومات شیئر کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہوں..."

"تو اس کا مطلب ہے دال میں کالا ہے ورنہ تم اتنا بُرا کیوں مناتے..."

"آپ کی اس بات کا کیا مطلب لوں...؟"

"مطلب چھوڑو بس تھوڑی حیا کر لو... جہاں تک میری معلومات ہیں اسی ہفتے کے آخر پہ تمہاری شادی ہو رہی ہے اور تم اپنی منگیتر کو دھوکا دیکر کسی اور کے ساتھ گھوم پھر رہے ہو..."

ایک دفعہ پھر خاموشی چھاگئی پر جب ایوب بولا تو لہجہ حد سے زیادہ سرد اور بدلحاظ تھا...

"ایسی اخلاقیات کی باتیں کرنے سے پہلے بہت اچھا ہوتا جو آپ ایک دفعہ اپنے گریبان میں جھانک لیتے... انتہائی گھٹیا انسان ہو... اس سے گھٹیا آپکی سوچ ہے..."

داؤد ہنسا... "یعنی تیر نشانے پہ لگا ہے..."

"منہ سنبھال کر بات کر سالے... ورنہ تیرے گھر آکر تیرا منہ توڑ سکتا ہوں..."

"کیا لگتی ہے؟ وہ تمہاری کیا لگتی ہے...؟"

جیسے داؤد دھاڑا تھا اسی انداز میں ایوب نے جواب دیا...

"میری دوست ہے اور وہ بچے بھی اسی کے ہیں... جان لیا... پڑ گئی ٹھنڈ... اب فون بند کر..."

"دوست... ہاں! جس کو آدھی رات کو سڑکوں پہ لیے گھوم رہا تھا..."

"اب اپنے ساتھ تو مجھے نہ ملا کیونکہ تم تو دوستی کے آڑ میں نفس بھی پالتے ہو... میری دوستی کا مطلب دوستی ہی ہوتا ہے اور وہ میری منگیتر کی بھی دوست ہے... جا اب کر لے جو ہوتا ہے..." اس کے ساتھ ہی ایوب نے کال کاٹ دی...

"اس الو کے پٹھے کی اتنی جرات..."

غصے سے بڑبڑاتے ہوئے اپنے فون کو دیکھا...

"تجھے جس وجہ سے اتنی مرچیں لگ رہی ہیں بیٹے اس کی وجہ میں جان ہی جاؤں گا... سالے مجھے پاگل سمجھ رکھا ہے کیا...؟"

اُس نے فیس بک کھولی... ایوب کی پروفائل میں جا کر دوستوں کی لسٹ کو اوپن کیا... اگلے آدھے گھنٹے تک ایوب کی لسٹ میں ایڈ ہر لڑکی کی پروفائل کو کھول کر کھنگالا... مگر مطلوبہ معلومات میسر نہیں ہوئی... اس دفعہ اُس نے اس کی لسٹ میں موجود مردوں کی تصویروں کا جائزہ لینا شروع کر دیا... جب وہ فیس بک بند کرنے کا سوچ ہی رہا تھا تب ایک آئی ڈی کی پروفائل کھولی جہاں اُن دونوں بچوں کی تصویر تھی... پبلک سیٹنگ میں صرف ایک ہی تصویر تھی... وہ حالیہ تصویر نہیں تھی مگر اس کے باوجود بچوں کو پہچانا جا سکتا تھا... ایک کھل کر مسکرا رہا تھا جس کی وجہ سے گالوں پہ ڈمپل نمایا ہو رہے تھے جبکہ دوسرا ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کیمرے کی آنکھ میں دیکھ رہا تھا اور داؤد کو لگا وہ کسی اور کی نہیں اپنی ہی آنکھوں میں دیکھ رہا ہے... بچوں کے ساتھ کھڑی خاتون کا آدھا چہرہ نظر آرہا تھا... سائیڈ پوز... جس میں اُس کی نوز پن چمک رہی تھی... تصویروں کو بند کر کے اُس نے آئی ڈی پہ لکھا نام پڑھا...

"سلیمان داؤد..." دل نے ایک بیٹ مس کی تھی...

"ایسا ممکن ہی نہیں ہے... مجھے خوامخواہ میں ایسے ویسے خیالات آرہے ہیں..."

اُس نے فون کو بیڈ پہ پھینک دیا اور ٹیلی وژن کا آواز تھوڑا اور اونچا کر کے ڈرامہ دیکھنے لگا...

"یہ کوئی چھوٹی بات تو نہیں ہے... اتنی بڑی خبر مجھ سے چھپ کیسے سکتی تھی...؟"

اُس کے دل کی دھڑکن مسلسل تیز ہی جا رہی تھی... جب پوری کوشش کر کے بھی اپنی توجہ کہیں اور لگانے میں ناکام ہوا تو ٹی وی بند کرتے ہوئے ریموٹ کو کمرے کے دوسرے کونے میں پھینک دیا. خود ننگے پیر کمرے سے نکل آیا... نچلی منزل پہ موجود اپنی بہن کے کمرے پہ دستک دی... دستک کی آواز پورے گھر میں گونجتی دیکھ کر اُس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو وہیں سے پلٹ آیا...

کمرے میں آ کر جوتے پہنے، الماری میں سے گرم شال اوڑھی، فون و والٹ کو جیب میں ڈالا اور چابی اُٹھا کر نیچے آ گیا... پہلے ہال کا دروازہ باہر سے لاک کر کے چابی دروازے سے نیچے اندر کو دھکیل دی... زیادہ آواز پیدا نہ کرتے ہوئے گیٹ کھولا، گاڑی باہر نکالی، پھر اندر آ کر گیٹ لاک کیا اور دیوار پھلانگ کر باہر آیا جہاں گاڑی ابھی تک اسٹارٹ کھڑی تھی... رات کے پونے چار بجے وہ کسی کو بھی بتائے بغیر جا رہا تھا کیونکہ جو خیالات اس کے دماغ میں پل رہے تھے ان کی تصدیق یا تردید کرنا بڑا ضروری تھا...

✲✲

"مما...!!"

"مما جی۔۔۔!!"

"عفان اتنی رات کو اتنی زور زور سے آوازیں دینے کی کیا تک بنتی ہے...؟ ہاں... خاص کر کے جب میں اسی کمرے میں ہوں..."

"آپ نے وعدہ کیا تھا کہ میرے ساتھ سوئیں گی..."

"ہاں تو چندہ ادھر ہی سونا ہے..."

"تو پھر اُس بیڈ پہ لیپ ٹاپ پہ کیوں بیٹھی ہیں...؟"

"میرا تھوڑا سا کام رہتا ہے وہ کر لوں پھر آ کر آپ کے پاس ہی سونا ہے..."

"ابھی آئیں نا ورنہ میں نے زور زور سے آوازیں دینی ہیں..."

وہ جھنجھلاہٹ میں وہی جملہ دہرانے لگی جو اکثر ایسے مواقع پہ بولتی تھی...

"عفان تم اپنے باپ کی اولاد ہو... مجال ہے جو کسی صورتحال سے کمپرومائز کرنا آتا ہو..."

جانتی تھی جب تک آ کر اس کے پاس لیٹ نہیں جاتی، عفان صاحب سونے والے نہیں تھے... اسلئے لیپ ٹاپ پکڑا اور آ کر دونوں کے درمیان بیٹھ گئی پھر دونوں پہ اچھی طرح کمبل اوڑھایا...

"چلو اب سو جاؤ... آج بہت لیٹ ہو گئے ہیں..."

دونوں کی پیشانی پہ پیار کیا. عفان تو پوری طرح اس کے ساتھ لپٹا ہوا تھا مگر سلیمان تھوڑا چُپ چاپ سا تھا... اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اُس کے چہرے پہ جھکی...

"میرا بیٹا کیا سوچ رہا ہے...؟"

"مما..."

"ہوں..."

"بابا کدھر ہیں...؟"

اچانک سوال پہ اُس نے بیٹے کو غور سے دیکھا...

"بتایا تو ہوا ہے بابا پاکستان میں نہیں ہیں..."

"نہیں مما وہ پاکستان میں ہیں..."

"نہیں بیٹے بابا کی جاب ہے نا اسلئے پاکستان نہیں آسکتے ہیں..."

"مما وہ پاکستان میں ہیں..."

وہ محتاط ہوئی... آخر نازک جذبات کا معاملہ تھا جن کو ہمیشہ پیار اور احتیاط سے ہی سلجھانا چاہیے...

"آپ کو کیسے علم ہے..؟"

"مارکیٹ میں دیکھا ہے..."

وہ مسکرائی اور بیٹے کی پیشانی ایک دفعہ پھر چومی...

"نہیں چندہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہو گی..."

"مما انہوں نے ہمارے ساتھ بات بھی کی تھی... کی تھی نا عفان...؟"

اب کے اُس کا ماتھا ٹھنکا...

"کیا بات کی تھی؟ اور کب...؟"

"عفان کو کہہ رہے تھے کہ میں آئس کریم کھلا دیتا ہوں..."

"وہ کوئی اور ہو گا..."

"بابا ہی تھے... میں نے ان کو جواب نہیں دیا..."

وہ اندر سے کانپ رہی تھی... اتنی جلدی اتنے بڑے امتحان کہ توقع نہیں تھی نہ ہی تیاری تھی...

"ک... کیوں جواب نہیں ددا...؟"

"میں ناراض ہوں..."

"کیوں...؟"

"سمجھا کریں نامما وہ کال جو نہیں کرتے تھے... اسلیے ناراض ہوں..."

"اچھا اب سو جاؤ... صبح بات کریں گے..."

"وہ ابھی تک گھر کیوں نہیں آئے ہیں...؟"

"آ... آجائیں گے... کوئی ضروری کام پڑ گیا ہو گا..."

"صبح میں نیا سوٹ پہنوں گا..."

"اچھا میری جان..."

عفان تو اس دوران سو بھی چکا تھا... سلیمان کو دس پندہ منٹ لگ گئے اور یہ دس پندرہ منٹ اُس کی ماں نے سولی پہ کاٹے... جیسے ہی سلیمان نے خراٹے بھرنے شروع کئے وہ بیڈ میں سے نکل آئی... اپنا

موبائل لیا اور کمرے کا دروازہ اپنے پیچھے بند کرتی ہوئی کچن میں آگئی... انگلیاں کانپ رہی تھیں جن سے ایوب کا نمبر ملایا...

"ہیلو... تم ابھی تک جاگ رہی ہو...؟"

"بات سُنو... ایک گڑبڑ ہوگئی ہے..."

"کیا ہوا ہے...؟"

"وہ سلیمان..."

"اس کو کیا ہوا ہے؟ ٹھیک تو ہے...؟"

"ہاں ہاں... اللہ کا شکر ہے بالکل ٹھیک ہے سو رہا ہے..."

"تو پھر اتنی پریشان کیوں ہو...؟"

"ایوب..."

"ہاں..."

"جب ہم مارکیٹ گئے تھے، تم نے وہاں پہ کسی کو دیکھا تھا...؟"

دوسری طرف ایوب نے گہری سانس کھینچی اور بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں تحمل کے ساتھ بولا...

"صفا... وہ پچھلے ہفتے کا پاکستان آیا ہوا ہے..."

صفا کو لگا ٹانگوں سے جان نکل رہی ہو... صوفے پہ ڈھے سی گئی...

"س... سلیمان... نے... سلیمان نے اسکو... دیکھا ہے...؟"

"ہاں اُس نے بھی ان دونوں کو دیکھا ہے..."

"اب کیا ہو گا...؟ میں کیسے ان کے سوالوں کے جواب دوں گی...؟ یہ میں نے کیا کر دیا ہے...؟ سلیمان پوچھ رہا تھا کہ بابا ابھی تک گھر کیوں نہیں پہنچے ہیں؟ ایوب دیکھو مجھ احمق نے اپنے لیے کتنی بڑی آزمائش کھڑی کر لی ہے... مجھے اپنے بچوں کو ان کے باپ کے بارے میں نہیں بتانا چاہیے تھا کیونکہ جب وہ انسان میرا کچھ نہیں لگتا تو ان کو کیا سمجھے گا... نہ وہ ملے گا اور نہ میرے بچے دکھی ہوں گے... ان کی کوئی عمر ہے اتنے پیچیدہ دکھ کا سامنا کرنے کی... میں کتنی جاہل تھی..."

"صفا..."

"ایوب ایسا کرو... میری اور بچوں کی دبئی کی فلائیٹ بک کروادو... وہ زیادہ عرصے کے لیے نہیں آیا ہو گا... میں بچوں کو بہانہ بنادوں گی کچھ بھی کہہ دوں گی..."

"صفا..."

"سن رہے ہو نا... ٹکٹ کا پتا کر دو... اپنے اُس دوست سے بولو جس کی ٹریول ایجنسی ہے کوئی اچھا سا ہولیڈے پیکج دیدے... میں پیکنگ کر لیتی ہوں..."

"فار گاڈ سیک... دو منٹ سانس لیکر میری بات سُن لو گی...؟"

"بولو...؟"

"کس لیے اتنا گھبرا رہی ہو...؟"

"اپنے بچوں کے لیے ایوب... اپنے بچوں کے لیے... وہ ان کو نہ قبول کرے گا نہ ان سے ملے گا... وہ بہت سنگدل انسان ہے..."

"ہاں ہے وہ سنگدل... بہت بڑا کمینہ ہے... میں تمہیں کچھ بتاؤں...؟"

"بولو..."

"وہ تمہیں اگنور کر سکتا ہے... اتنے عرصے سے اگنور کرتا آرہا ہے پر آج نواب صاحب نے اپنے بچوں کی فقط ایک جھلک ہی دیکھی ہے اور اب پاگل ہوئے گھوم رہے ہیں..."

وہ خاموش ہو گئی پھر سرگوشی میں بولی... "کیا مطلب...؟"

"مجھے ابھی دس منٹ پہلے اُس کی کال آئی تھی... بڑے تجسس میں ہے. پوچھ رہا تھا کہ میرے ساتھ وہ لڑکی اور بچے کون تھے...؟"

"تم نے کیا کہا...؟"

"خبر لی ہے... رج کے بدتمیزی کی ہے... دل کو کچھ سکون آیا ہے..."

"اس نے مجھے بھی دیکھا ہے...؟"

صفا کی حیرت کے جواب میں ایوب نے قہقہہ مارا...

"پر پہچان نہیں پایا ہے... سالے کا کیا ہی علاج ہوا ہے..."

وہ خاموش ہی رہی جسے محسوس کرتے ہوئے ایوب سنجیدہ ہوا...

"صفا... میری پیاری ہمت والی... بہادر دوست صفا..."

"ہوں..."

"تمہیں گھبرانے کی پریشان ہونے کی بالکل ضرورت نہیں ہے... ہم سب ہیں نا ہم دیکھ لیں گے..."

"تم اچھی طرح جانتے ہو ایوب مجھے اپنی جنگ خود لڑنے کی عادت ہے..."

"یہ ہوئی نہ بات..."

"مجھے صرف اتنا بتا دو۔۔۔ کیا میں نے اپنے بچوں کو ان کے باپ کے بارے میں بتا کر غلط کیا ہے...؟"

"بالکل بھی نہیں... یہ سب جاننا ان کا حق تھا... اب اگر تم اجازت دو گی تب ہی بچے اُس سے ملنے دیئے جائیں گے... اگر تم نہ چاہو تو بالکل نہیں ملیں گے..."

"کیا تم اُس سے واقف نہیں ہو؟ اگر بچوں سے ملنے پہ تُل گیا تو روک کون سکے گا... اسلئے میں چاہتی ہوں کہ اس سے پہلے کہ وہ میرے سامنے آئے میں خود ہی بچوں کو اُس سے ملوانے بھیج دوں گی بلکہ تم صبح آکر ان دونوں کو لے جانا اور اُس سے ملوا دینا..."

"جیسے تم چاہو..."

"اس کا بھی یہ حق بنتا ہے کہ وہ دیکھے کل جسے ٹھکرا کر گیا تھا، آج وہ کتنی امیر ہے... کیسے خزانے لیکر بیٹھی ہوئی ہے... صبح ملتے ہیں... اللہ حافظ..."

****

دو گھنٹے لگے اُس کو منزل پر پہنچنے میں... جس وقت وہ حویلی کے باہر گاڑی روک کر اُس میں سے نکلا تھا فجر کی اذان ہونے والی تھیں... اس نے دروازہ نہیں کھٹکھٹایا... بلکہ ہمسایوں کی دیوار پر چڑھ کر اُن کی چھت پہ گیا... وہاں سے دیوار میں سے باہر نکلی ہوئی اینٹوں کے زریعے بڑی آسانی سے اوپر چڑھ کر مطلوبہ چھت تک پہنچ گیا... دبے قدموں سے چلتا ہوا سیڑھیوں سے نیچے صحن میں آیا...

ایک کمرے کی بتی جل رہی تھی وہ اُس جانب نہیں گیا بلکہ صحن کے آخری کونے میں موجود کمرے کی جانب گیا... کمرے کے دروازے پہ پُرانے ماڈل کا تالا لگا ہوا تھا جس سے ثابت ہو گیا کہ اندر کوئی بھی نہیں تھا... وہیں سے مڑا اور باورچی خانے میں ایک خاص جگہ پہ رکھا چابیوں کا گُچھا لیکر واپس اسی دروازے کے پاس آیا... ایک دو چابیاں چیک کرنے کے بعد آخر تالا کھل ہی گیا... تالے کو چابیوں سمیت دروازے میں لٹکتا چھوڑ کنڈی کھول کر دروازہ وا کیا... چند پل وہیں دہلیز میں رُکا رہا... کمرے کے اندر قدم رکھے، سیدھے ہاتھ پہ دروازے کے پیچھے سوئچ بورڈ پہ موجود سب سے پہلا بٹن دبایا کمرہ روشن ہو گیا... عمارت پُرانی تھی مگر ڈیکوریشن نئے انداز میں کی گئی تھی... اور جس بات کی تصدیق کے لیے وہ وہاں آیا تھا وہ ثبوت سامنے دیوار پہ لگا اُس کا منہ چڑا رہا تھا...

دو گولو مولو سے بچوں کی انلارج لیمینیشن والی تصویر... اس تصویر میں دونوں ہنس رہے تھے... ایک سی آنکھیں، ایک سے براؤن گھنے بال، ایک سے ڈمپل، ایک سی آنکھیں... باپ کی آنکھوں والے جڑواں بیٹے... وہ اُس کے بیٹے تھے... داؤد اکرام کے بیٹے...

کل رات میں وہ یونہی ایک دم سے کسی کے بچوں کو دیکھنے اور ان سے بات کرنے پہ مجبور نہیں ہوا تھا... وہ اُس کے اپنے خون کی کشش تھی جس نے قدم روکے تھے ورنہ اس کو کب بچوں سے باتیں کرنے کی چاہت ہوئی تھی... وہ اُس کے اپنے جگر کے ٹکڑے تھے... وہ سب عمل لاشعوری تھا... وہ شاک میں کھڑا تھا...

"میں باپ ہوں... میرے دو بیٹے ہیں... یہ کیسے ممکن ہوا؟ ان کے پیدا ہونے پہ حیرت نہیں ہے، حیرت اس بات کی ہے کہ میں لاعلم رہا... لاعلم رکھا گیا... سوا چار سال تک مجھے کسی نے بتایا ہی نہیں ہے..."

دروازے کے پاس قدموں کی آہٹ سُن کر وہ پلٹا نہیں...

"اسلام علیکم خان صاحب..."

وہ بولا تو آواز بوجھل تھی... گلا کھنکار کر اپنی کمزوری چھپائی...

"وعلیکم السلام... شمس بابا کیسے ہو...؟"

"اللہ کا کرم ہے خان... بڑے خان اپنے کمرے میں ہیں آپ کو وہیں بلا رہے ہیں..."

اُس کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی... "ان کو خبر ہو گئی کہ میں آیا ہوں..."

"وہ پچھلے ہفتے سے آپ کے انتظار میں تھے..."

"وہ کہاں ہے...؟"

"خان آپ کس کا پوچھ رہے ہیں...؟"

"تمہاری بی بی..."

"ماریہ بی بی تو اسلام آباد میں ہیں..."

اس دفعہ وہ زرا سنجیدگی سے بولا...

"شمس بابا آپ اچھی طرح جانتے ہیں میں کس کا پوچھ رہا ہوں..."

"صفا بی بی نے کہا تھا جب آپ یہاں آ کر ان کے بارے میں پوچھیں تو میں کہہ دوں یہاں کوئی صفا نہیں رہتی ہے..."

داؤد نے آنکھیں موندیں اور شمس بابا کی جانب مُڑا...

"کیا اُس نے یہ حکم آج دیا...؟"

"نہیں خان آج نہیں... چار سال پہلے کہا تھا..."

اُس نے مزید کچھ کہے بغیر سر اثبات میں ہلا دیا... بابا خود سے ہی بولا...

"خان وہ یہاں بہت کم آتی ہیں. شہر میں ان کی نوکری ہے، نیا گھر لیا ہوا ہے وہیں ہوتی ہیں..."

(نوکری...؟)

"کس کے ساتھ...؟"

"دونوں بابا لوگوں کے ساتھ..."

"دونوں کے نام کیا ہیں...؟"

بابا اس کے لہجے کی سنجیدگی سے گھبرا رہا تھا...

"سلیمان جان اور عفان جان صاحب..."

اُس کے دل پہ گھونسا لگا تھا...

"خان... آپ بڑے خان سے ملے بغیر مت جائیے گا..."

اُس نے نظر اُٹھا کر شمس بابا کی جانب دیکھا وہ بوڑھا ہو گیا ہوا تھا... اس نے سر سے اچھا کا اشارہ کیا، بابا چلا گیا... اس نے ایک دفعہ پھر سے تصویر دیکھی اور کمرے سے نکل آیا...

انکے کمرے میں داخل ہو کر سلام دعا کئے بغیر سر جھکا کر بیڈ کے قریب پڑے لکڑی کے جائے نماز پہ بیٹھ گیا... عینک کے شیشوں کے پیچھے سے انہوں نے بڑے غور سے اُس کو سر تا پیر دیکھا... پھر قرآن شریف بند کر کے ایک طرف رکھتے ہوئے وہیں بیٹھے بیٹھے ہی انہوں نے نماز کی نیت کی... وہ ویسے ہی بت بنا بیٹھا رہا... سنتوں کی ادائیگی کے بعد وہ خود ہی بول پڑے...

"وہاں ٹھنڈ میں کیوں بیٹھے ہو؟ یہاں بستر میں آجاؤ..."

اُس نے کوئی ردِ عمل نہ دکھایا... انہوں نے فرضوں کی نیت باندھ لی... نماز پڑھ کر تسبیح کرنے لگے دعا مانگی...

"کچھ کہو گے نہیں...؟"

"آپ کو کیسے پتا چلا کہ میں آیا ہوں...؟"

"تمہارے علاوہ کون اس گھر میں دیواریں پھلانگ کر آتا ہے...؟"

"میں آپ کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا اسلئے دروازہ نہیں بجایا..."

"ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتے یا سامنا نہیں کرنا چاہتے تھے...؟"

اُس نے ڈرتے ڈرتے نظر اُٹھا کر دیکھا... سامنے وہی سدا موجود رہنے والی نرم مسکراہٹ تھی...

"تم پاکستان آئے مگر مجھ سے ملنے نہیں آئے..."

"مجھے لگا شائد اس گھر کے دروازے مجھ پہ بند ہیں..."

"میرے گھر کے دروازے تو دشمنوں کے لیے بھی کھلے ہوتے ہیں..."

"میں بھی تو دشمن ہی ہوں..."

"ہاں مگر میرے لیے تو اولاد جیسے ہی ہو..."

"میرے لیے ہمدردی رکھتے ہیں کہیں اسی وجہ سے تو وہ گھر چھوڑ کر نہیں چلی گئی...؟"

"کون؟ صفا.....؟"

وہ دھیمے سے ہنسے..."ساری دنیا مجھے چھوڑ دے میری بیٹی نہیں چھوڑ سکتی..."

"تو پھر وہ یہاں کیوں نہیں ہے...؟"

"تم یوں چوروں کی طرح اس سے ملنے کے آئے تھے...؟"

وہ اپنے سامنے دونوں ہاتھ باندھ کر خاموش بیٹھا رہا... وہ خود ہی بتانے لگے...

"گوجرانوالہ میں وہ نوکری کرتی ہے اس سے پہلے لاہور میں ہوتی تھی... روز کے روز اتنا لمبا سفر اس کے لئے ممکن نہیں تھا... بچوں کے بغیر وہ رہ نہیں سکتی اس لیے وہاں پہ مستقل رہائش بنائی ہوئی ہے... میں خود بھی آتا جاتا رہتا ہوں..."

کمرے میں خاموشی کا وقفہ طویل سے طویل ہوتا گیا. باہر پو پھوٹ گئی تھی...

"داؤد..."

"جی..."

"کیا غصہ آ رہا ہے...؟"

"نہیں..."

"تو پھر...؟"

"یقین نہیں آ رہا..."

"کس بات کا...؟"

اُن کے سوال کا جواب دینے کے بجائے وہ کہنے لگا...

"میں اُس سے ملنا چاہتا ہوں..."

اُنہوں نے کوئی جواب نہ دیا...

"بڑے ابا... میں آپ کی پوتی سے ملنا چاہتا ہوں..."

"میں کچھ نہیں کہہ سکتا... چار سال پہلے میں نے اپنا حق استعمال کرتے ہوئے اُس پر اپنی مرضی مسلط کی تھی... آج تک اُس کے ساتھ نظر نہیں ملا پاتا ہوں... اب میں نے اس کی زندگی کا اختیار اُس کے ہاتھ میں دیا ہوا ہے... وہ تم سے ملنا چاہتی ہوئی تو ضرور ملے گی... اپنے بچوں کو بھی تم سے ملوانا چاہتی ہوئی تو ضرور ملوائے گی... میں یا کوئی اور شخص اُس کے فیصلے کو نہیں بدل سکتے، صرف اس کا ساتھ دے سکتے ہیں کیونکہ ہم اس کے قرض دار ہیں..."

"یعنی جو کچھ بھی ہوا اُس سب کا قصور وار آپ لوگ صرف مجھے سمجھتے ہیں..."

"نہیں بیٹے ہر گز بھی نہیں... اگر تمہیں قصور وار سمجھتے تو تمہیں امریکہ سے زبردستی بلوانا میرے لیے مشکل نہ تھا... ہم نے تو ایک دن بھی تمہیں پریشرائز نہیں کیا... ساری ذمیداری میری تھی... میں نے ایک غلط فیصلہ کیا تھا اور اتنے لوگوں کی زندگی متاثر ہوئی..."

"میرے بچوں کے بارے میں مجھے خبر کیوں نہ کی گئی...؟"

اب اُن کے چہرے پہ سختی آگئی...

"تم نے خود کیوں خبر نہ لی...؟"

"کیا مطلب ہے؟ مجھے کیا خواب آنا تھا...؟"

"یہ بات کر کے تم اس وقت خود کو بہت بڑا عقل کا اندھا انسان ثابت کر گئے ہو..."

"کیسے بڑے ابا....؟"

"اس کے ساتھ تعلق قائم تم نے کیا تھا تو اپنے کئے عمل کی ذمیداری بھی نبھاتے... تم نے جانے کے بعد ایک دفعہ بھی اُس سے پوچھا...؟ اُس کو چھوڑنا تھا تو عقل کا استعمال کرتے، اپنے پڑھے لکھے ہونے کا ثبوت دیتے... کوئی بچے تو نہیں ہو.. تم نے جو کرنا تھا وہ کیا اور میری بیٹی نے اس سب کو اپنے اوپر سہا، ساری ذمیداری نبھائی. بچے پیدا کرنا خالہ جی کا گھر ہے کیا...؟ اُس صورت میں کہ جب وہ جذباتی طور پر ایک مشکل وقت سے گُزر رہی تھی... اُس کے ساتھ تو ساتھی بھی نہیں تھا جو اس کو مورل سپورٹ دیتا... میں نے اُس کو صاف لفظوں میں بول دیا تھا کہ جو تعلق رہا ہی نہیں ہے اس کے ثمر کو رکھنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے. بچے ضائع کر دے..."

داؤد شاک کے عالم میں اُن کو دیکھ رہا تھا...

"وہ نہیں مانی تھی... میری کم عمر بیوقوف جاہل بیٹی اتنی مضبوط نکلی سارے فیصلے جگرے والے کئے اور آج تک ہمت سے نبھا رہی ہے... میرے پاس آج بھی رشتے آتے ہیں لڑکے اس کو دو بیٹوں کی ماں کے طور پر بھی قبول کرنے کو تیار ہیں... ایک خوبصورت خوش اخلاق اور قابل لڑکی جو اتنی بڑی اراضی اور جائیداد کی مالک ہے. اب تم بھی یہاں ہو اچھا ہو گا چیزوں کو کسی آخری شکل میں ڈھالو تا کہ تم دونوں

اپنے اپنے راستے کو نکل سکو کیونکہ ایک بات طے ہے مجھے اس کی شادی کرنی ہے... کس سے اور کب اس کا فیصلہ وہ خود کرے گی..."

"آپ مجھے یہ سب کیوں بتا رہے ہیں...؟"

اُس کے غصے سے پوچھنے پر بڑے ابا نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکائے...

"مجھے اس کے گھر کا پتا چاہیے..."

"کیوں...؟"

"میں نے آپ کو پہلے بھی کہا ہے میں اُس سے ملنا چاہتا ہوں..."

"میں نے بھی تمہیں بتایا ہے تم سے ملنا یا نہ ملنا اُس کا فیصلہ وہ خود کرے گی..."

"کب...؟"

"میں اُس کو فون کر کے بتا دوں گا..."

"تو آپ میرا ساتھ نہیں دے رہے ہیں..."

"فون کر دوں گا..."

"بہت اچھی بات.. اللہ حافظ..."

"کھانا کھا کر جانا..." وہ ان کی سُنے بغیر نکل آیا...

٭٭٭

مدیحہ سبزی بنا رہی تھیں جب باہر گیراج میں گاڑی رکنے کی آواز پہ وہ یہی سمجھیں کہ اکرام صاحب واپس آگئے ہیں. اسی کے پیشِ نظر اپنی بیٹی کو آواز دی...

"ثمرین..! تمہارے ابا آگئے ہیں اٹھ کر چائے بنالو... انہوں نے آج ناشتے میں چائے نہیں پی تھی اور سُنو ساتھ میں اندر سے گاجر کا حلوہ نکال کر گرم کرلینا... سُنوطہ کو فون کرو کب کا نکلا ہوا ہے... ابھی تک اس کی ٹیوشن ختم نہیں ہوئی، نکل گیا ہوگا دوستوں کے ساتھ... مجال ہے جو اس کو باپ کی ڈانٹ کا اثر ہو جائے..."

"امی آپ ایک دفعہ میں کوئی سو کام بتاتی ہیں... بندہ ایک بھی نہ یاد رکھ سکے..."

"اسی لیے تو کہتی ہوں گاجریں کھاؤ، تمہاری یاداشت اچھی ہو..."

"امی... دیکھیں تو یہاں کون آگیا ہے..."

ثمرین کے خوشی سے چیخنے پہ انہوں نے نظر موڑ کر ہال کے دروازے کی طرف دیکھا... اپنے پوتوں کو دروازے سے اندر آتا دیکھ کر سبزی وبزی سب بھول گئیں...

"ماں صدقے واری جائے ماں کے توشیر آگئے ہیں..." اگلے پل سلیمان بھاگتا دادی کی گود میں آیا...

"کدھر سے آگئے ہو... میرا تو دل اتنا اُداس ہو رہا تھا اپنے بیٹے کی شکل دیکھنے کو آنکھیں ترس رہیں تھیں..."

وہ والہانہ سلیمان کو چوم رہیں تھیں جس پہ عفان ان کے کندھے کو ہلاتے ہوئے بولا...

"دادو جان میں بھی آیا ہوں..."

وہ ہنسنے لگیں... سلیمان کو گود سے اُتار کر عفان کو اپنے اندر سمایا...

"دادو کی تو جان آگئی ہے..."

سلیمان دادی کے بعد اب پھوپھی سے چمٹ چکا تھا...

"اسلام علیکم تائی امی..."

ایوب نے بچوں کا بیگ صوفے پہ رکھا اور مدیحہ کے سامنے جھکا... انہوں نے اس کے سر پہ پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے سلام کا جواب دیا...

"آج ان کو کیسے لے آئے ہو... یہ تو صرف چھٹی والے دن ہی آتے ہیں..."

پھر اچانک سے ان کو گھر پہ بڑے بیٹے کی موجودگی کا خیال آیا تو گھبرا کر ایوب اور ثمرین کی جانب دیکھا... ایوب نے ہاتھ اُٹھا کر تسلی دیتے ہوئے کہا...

"گھبرائیں نہیں... انہی صاحب کے لیے انہیں لایا ہوں... صفا نے خود بھیجا ہے..."

مدیحہ پہلے تو بے یقینی سے دیکھتی رہیں پھر مسکرا کر پوتوں سے مخاطب ہوئیں...

"تمہارا بابا آیا ہوا ہے..."

"کدھر ہے...؟"

"جاؤ اوپر کمرے میں سویا ہوا ہے..."

ایوب پوچھے بغیر نہ رہ سکا..."لگتا ہے بچارہ بھائی ساری رات تجسس کے مارے سو نہیں پایا...پنڈ سے بھی ہو آیا ہے..."

"تمہیں کس نے بتایا؟"

"صفا کے پاس بڑے ابا کی کال آئی تھی...انہوں نے بتایا..."

"تو اس کا مطلب ہے اس کو ان کا علم ہو گیا ہے..."

"جی ہاں..."

"آؤ وے...پیونوں تے ملو..."

وہ دونوں کا ہاتھ پکڑ کر اوپر لے گئیں...دروازہ لاک نہیں تھا...انہوں نے کھولا...دونوں بھائی دعوت ملنے کا انتظار کئے بغیر یوں آگے بڑھے جیسے روز کا معمول ہو...عفان پیچھے رہا جبکہ سلیمان ایک ہی جست میں بیڈ پہ تھا...دوسرے پل دونوں طرف ٹانگیں کر کے باپ کے پیٹ پہ چڑھ کر بیٹھ گیا...نو دس بجے کے بعد کہیں جا کر اُس کی آنکھ لگی تھی...اس وقت گہری نیند میں خراٹے بھر رہا تھا...سلیمان نے سینے پہ انگلی سے ناک ناک کر کے اُٹھانا چاہا...

"بابا...؟"

عفان بھی بیڈ پہ پہنچ چکا تھا اور ایک سیکنڈ کی دیر کئے بغیر سیدھا باپ کے ناک میں انگلی ڈالی جس پہ وہ کرنٹ کھا کر اُٹھا تھا...اس کے ایک دم حرکت میں آنے پہ سلیمان اُچھل کر بیڈ سے گرنے لگا تھا جب داؤد نے ہاتھ بڑھا کر اس کی ہُڈی سے پکڑ کر واپس کھینچا...وہ حیران پریشان سا کبھی اپنے ہاتھ میں پکڑے

سلیمان کو اور کبھی دروازے میں کھڑی اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا... جبکہ عفان ہنستے ہوئے شرارت سے بولا...

"وڈا باباتے ویکھو... باباڈر گیا جے..."

مدیحہ ہنستے ہوئے باہر نکل گئیں... سلیمان اب اُس کی گود میں تھا اور بڑی سنجیدگی سے باپ کے چہرے کو پڑھے جا رہا تھا... داؤد نے اپنے سیدھے ہاتھ کی شہادت والی انگلی اُٹھا کر اس کی ناک کو چھوا...

"آپ کا کیا نام ہے...؟"

"سلیمان"

داؤد اس اچانک حملے کے لیے تیار نہیں تھا دوسرا نیند سے اُٹھنے کی وجہ سے دماغ چیزوں کو رجسٹر نہیں کر پا رہا تھا... اس نے سلیمان کو اُٹھا کر گود سے نکال کر بیڈ پہ بٹھایا... خود بیڈ سے اُٹھ کر کمرے سے ہی نکل گیا...

"امی..."

مدیحہ ابھی سیڑھیوں پہ تھیں... "کیا ہوا...؟"

"یہ کس کے ساتھ آئے ہیں...؟"

"ایوب لیکر آیا ہے..."

ایوب کا نام سُنتے اُس کے چہرے کے تاثرات میں سختی آگئی...

"اس وقت کدھر ہے...؟

"نیچے ثمرین کے پاس بیٹھا ہوا ہے...کیوں..؟"

"آپ اندر بچوں کے پاس چلیں میں آتا ہوں..."

وہ ننگے پیر تیزی سے سیڑھیاں اُتر گیا...مدیحہ کندھے اچکاتے ہوئے اُس کے بیڈ روم کی طرف چلی گئیں...داؤد کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا آؤ دیکھا نہ تاؤ...ہال میں پڑے صوفہ سیٹ پہ بیٹھے ایوب کو گریبان سے پکڑا اور کھینچتا ہوا باہر کی طرف لے گیا...

"بڑا جگرا ہے تیرا جو میرے ساتھ بد تمیزی کرنے کے بعد خود ہی چل کر میرے گھر تک آ گئے ہو..."

ایوب بوکھلایا مگر ڈرا نہیں...

"جانور ہو کیا...؟میرا گریبان چھوڑو اور انسان کی طرح منہ سے بات کرو..."

داؤد نے رکھ کر اُلٹے ہاتھ کا لپڑ مارا...

"بڑے غنڈے بن گئے ہو...بڑے چھوٹے کی تمیز تو بھولے ہی ہو جھوٹ بھی بولتے ہو..."

ایوب نے جوابی کاروائی کے طور پر مکا مارنا چاہا مگر داؤد نے سر پیچھے کر کے خود کو بچا لیا...اور اس کے دونوں بازو پکڑ کر اُس کو اُلٹے منہ دیوار کے ساتھ لگا کر بازو اُسکی کمر کے ساتھ لگا کر اوپر اپنا وزن ڈالا...ایوب کے لیے ہلنا مشکل ہو گیا تھا...

"کون سا جھوٹ بولا ہے...؟ہاں...؟"

"رات کو کیا کہہ رہے تھے؟ تیری دوست ہے؟ کتے سالے... وہ میری بیوی ہے جسے ساتھ لیکر تو آدھی رات کو مارکیٹ میں گھوم رہا تھا... جن کو لیکر وہاں سے تیر کی طرح نکلا تھا وہ میرے بچے ہیں..."

ایوب کو اتنا غصہ زندگی میں نہیں آیا تھا... اُس نے پوری قوت لگا کر خود کو داؤد کی گرفت سے آزاد کروایا اور پے در پے مکوں کی بارش کر دی... داؤد نے کچھ مکے کھائے کچھ سے خود کو بچا لیا اور ایوب کی ٹانگوں کے درمیان اپنے گھٹنے سے زور کی ضرب لگائی ایوب کراہتا ہوا نیچے گر گیا... طٰہٰ نے گیٹ سے داخل ہوتے ہی سامنے دونوں کو گتھم گتھا دیکھا... پہلے تو شک ہوا کہیں کسی غلط گھر میں تو نہیں آ گیا...

"ہمارے گھر میں کون لڑے گا...؟" مگر جیسے ہی دونوں کے چہرے دیکھے بے اختیار اس کے منہ سے نعرہ نکلا...

"او تواڈی خیر... انی دئیو..." اپنا بیگ وہیں پھینک کر ان کی طرف بھاگا...

"ادھر کیا ہو رہا ہے...؟ امی...! ابو...! داؤد کو کیا ہو گیا ہے...؟"

داؤد ایوب کو مارنے کے لیے ایک دفعہ اس کی طرف گیا مگر طٰہٰ درمیان میں آ گیا...

"کیا کر رہے ہو؟ ہوا کیا ہے...؟"

"سائیڈ پہ ہو جاؤ، میں اس کی ہیرو گیری سیٹ کر لوں..."

ایوب اُٹھ کر بیٹھا اور طٰہٰ سے مخاطب ہوا...

"چھوڑ دو اس کو... اس سے سچ برداشت نہیں ہو رہا... مار دھاڑ کر کے اگر بچارہ حقائق بدلنا چاہتا ہے تو کوشش کر لینے دو..."

"بیٹامیں تیری اوقات کے ساتھ ساتھ تیرے سارے سچ بھی سیدھے کر دوں گا..."

"میری اوقات...؟تو جانتاہی کیاہے میری اوقات کے بارے میں... سُن سکتے ہو...؟اگر جگراہے تو سُن لو اور تم نے ابھی تھوڑی دیر پہلے صفا کے لیے کیا کہاہے...بیوی...؟اس کو تم نے اپنی بیوی بولا ہے...سالے حرامی کیاتو اس لفظ کا مطلب بھی جانتاہے؟اُس وقت کہاں تھے جب وہ تکلیف میں تھی؟ جب وہ تیری کی گئی بکواس کو سوچ سوچ کر دن رات روتی تھی...جب اُس کو ڈپریشن کے دورے پڑتے تھے...جب ڈاکٹروں نے وارننگ دی تھی کہ اگر اس نے خود کو نہ سنبھالا تو بچوں کے ساتھ ساتھ اپنی جان سے بھی جائے گی...کدھر تھاتو..؟کہاں تھی تیری یہ مردانگی؟کہاں مر گئی تھی تیری سو کال غیرت....؟کاش تو واپس نہ آتا...اب تجھے بڑاجوش آیاہے کہ یہ تیرے بیٹے ہیں...تب کدھر تھاجب یہ دنیامیں آنے والے تھے...؟جاناچاہتاہے کہ تب اُس کے پاس کون تھا...؟میں تھا!!!میں۔۔۔۔!! جب اُس کو ہر مہینے ڈاکٹر کے پاس جاناہو تا تھامیں لیکر جاتا تھا.جب وہ بچوں کے لیے ساری ساری رات ہسپتال میں پریشان بیٹھی رہتی تھی،اُس کے ساتھ میں جاگتا تھا..اُس کے فون میں جو نمبر سب سے زیادہ ملایاجاتاہے وہ میرانمبر ہے.دن میں رات میں جب جب مرضی وہ مجھے کال کرتی ہے...اُس کو پیپر دینے کے لیے جاناہو تا تھا،میں لیکر جاتا تھا... تیرے دیے گئے زخم ہم لوگوں نے سیے ہیں...تو صاحب جی...مجھے میری اوقات یاد دلوانے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانکو..."

مدیحہ آنکھیں پھاڑ کر دونوں کو دیکھ رہی تھیں...ایوب کاہونٹ پھٹاہو اتھاپیشانی پہ خون کادھبہ تھا گریبان کے بٹن ٹوٹ گئے تھے...داؤد کی آنکھ پہ نیل اُبھر رہاتھا...بال بکھر کر پیشانی پہ گرے ہوئے تھے...اس نے نظر اُٹھا کر ماں کی طرف دیکھاتو سُرخ انگارہ ہوتی آنکھوں میں نمی ناچ رہی تھی...اس

کی سانس یوں پھول رہی تھی جیسے کتنی دیر سے بھاگ رہا ہو... اس نے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرا اور وہاں سے ہٹ گیا... اپنے کمرے میں جانے کی بجائے ڈرائینگ روم کے ساتھ بنے واش روم میں بند ہو گیا... ٹھنڈے پانی کا شاور چلا کر کپڑوں سمیت پانی کی دھار کے نیچے کھڑا ہو گیا... دیوار کے ساتھ سر ٹکا کر کتنی دیر یونہی کھڑا رہا... بیچ میں ایک دو بار دیوار کو مکے مارے جس کی وجہ سے سیدھے ہاتھ کی انگلیوں کے جوڑوں پہ خون دکھ رہا تھا... جب اُس کو لگا اپنے جذبات پہ کسی حد تک قابو پا چکا ہے تو اسی طرح گیلے کپڑوں سمیت واش روم سے نکلنے لگا تھا مگر دروازے کے باہر ایک کرسی پہ اس کا لباس رکھا تھا... کسی روبوٹ کی طرح لباس لیکر واپس واش روم میں چلا گیا... قمیض کے سامنے بٹن بند کرتا ہال میں داخل ہوا جہاں امی ایوب کے زخموں کو برف سے ٹکور کر رہی تھیں... طٰہٰ خاموشی سے صوفے پہ بیٹھا اب بھائی کو دیکھ رہا تھا... امی نے اس کی طرف دیکھا وہ نظر چرا گیا... ایوب کی زبان میں کھجلی ہوئی...

"تمہاری آنکھ کا نیلا پن بتا رہا ہے تم تکلیف میں ہو مگر تمہاری صورت پہ بجے بارہ بتا رہے ہیں کہ زندگی میں پہلی دفعہ تمہیں جذباتی دھچکا لگا ہے... اب کم از کم تمہیں یہ احساس تو ہوگا جب کسی کو دکھ دیا جائے تو اُس پہ کیا بیتی ہے..."

داؤد نے ایوب کو سر کے پیچھے پھر ایک رکھ دی... اس دفعہ مدیحہ کا صبر جواب دے گیا...

"داؤد تم جانتے ہو نا کہ تمہارے بیٹے اس وقت گھر پہ موجود ہیں. ان کی ماں کو خبر ہوئی تو آئندہ اُن کو یہاں نہیں بھیجے گی..."

"بس کر دیں! آپ لوگوں نے اس کو زیادہ ہی سر پہ سوار کر لیا ہوا ہے. بیگم صاحبہ سے میں خود نمٹ لوں گا. بس مجھے اُس کے گھر کا اڈریس دے دیں... آگے میں جانوں اور وہ..."

"یہ سب جو کیا ہے اس کے بعد تمہیں صفا کا پتا دوں...؟"

ماں نے اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سوال کیا جس پہ کتنی دیر اُن کو دیکھتا رہا پھر بڑے دھیمے مگر سرد لہجے میں گویا ہوا...

"آپ لوگ یہ بات مت بھولیے گا کہ آپ میں سے کسی کا مجھ پہ کوئی احسان نہیں ہے. کسی نے مجھے حقیقت بتانا تو دور کبھی کوشش بھی نہیں کی ہے. سچ تک میں خود پہنچا ہوں اور اُس تک بھی پہنچ جاؤں گا. اور ایک بات آپ لوگوں کو بتا دوں مجھے جھٹلانا آپ کے لیے آسان ہے، اُس کے لیے اُتنا ہی مشکل ہے... اسی لیے میرے سامنے نہیں آ رہی ہے... جانتی ہے ہار جائے گی مگر اُس کو میرا ایک پیغام دے دیں... میں انتظار کر رہا ہوں کیونکہ مستقبل کے حوالے سے ضروری فیصلے لینے کے لیے ہماری ملاقات ضروری ہے... اُس کو کہہ دیں جتنا وقت چاہیے لے سکتی ہے... وقت اور جگہ کا تعین بھی وہی کرے گی اور آخری فیصلہ بھی میں اُسی پہ چھوڑوں گا..." اپنی بات پوری کر کے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا...

"کہاں جا رہے ہو؟ تولیے سے بال تو خشک کرو. اب اُٹھ گئے ہو تو ناشتہ بھی کر لو اور دیکھو اگر صفا سے ملاقات ہوئی تو اُس پہ غصہ مت کرنا..."

"آپ میری فکر چھوڑیں اپنے بھتیجے کو ٹکوریں کریں... بچارہ مر ہی نہ جائے..."

وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا... دونوں بھائی ثمرین کے ساتھ بیڈ پہ بیٹھ کر اُس کے فون پہ مصروف تھے...

"ادھر کیا ہو رہا ہے...؟"

"آپ کہاں گے تھے...؟"

"باتھ لینے..."

"تولیہ دوں...؟"

سلیمان اتنا پوچھ کر جواب کا انتظار کئے بغیر بیڈ سے اُتر کر واش روم میں چلا گیا... دو منٹ بعد ہاتھ میں اپنے سائز سے بڑا تولیہ لیکر باپ کی جانب آیا... وہ سلیمان کے عمل پہ حیران ہوا تھا. اپنی جانب بڑھے ہوئے تولیے میں سلیمان کو لپیٹ کر اُٹھالیا...

"اتنے زہین ہو...؟ میری گیلی شرٹ دیکھ کر تولیہ لے آئے. کیا خیال ہے تمہارے ساتھ نہ سر صاف کرلوں...؟"

اس نے سلیمان کو سر سے اونچا کر کے اُس کے پیٹ پہ اپنا گیلے بالوں والا سر رکھا... وہ زور زور سے ہنستے ہوئے باپ کو منع کرنے کی کوشش کرنے لگا...

"میرے کپڑے گیلے ہو جائیں گے..."

"تو پھر کیا ہے...؟"

"میں مما کو شکایت کروں گا..."

"میں اُس سے ڈرتا نہیں ہوں..."

"وہ پٹائی بھی لگاتی ہیں..."

"میری نہیں لگائے گی..."

"بابا...!"

سلیمان کی ہنسی اور باتیں اُس کے دل و دماغ میں سرور بھر رہی تھیں... گہری سانس کھینچتے ہوئے سلیمان کو سینے میں بھینچا اور ہونٹ چومے جس پہ سلیمان نے اونچی آواز میں احتجاج کیا...

"یاآک... بابا نے مجھے کس کی ہے.. میں کوئی لڑکی ہوں..."

اس بات پہ داؤد کا قہقہہ بے اختیار تھا... اس نے منہ جھکا کر دو چار دفعہ مزید اُس کے ہونٹ چومے... سلیمان کے قہقہے اور شکوے نیچے ہال تک پہنچ رہے تھے جبکہ عفان بیڈ پہ کھڑا ناچ رہا تھا...

"سمان کی شیم شیم... سمان کو کس ہو گئی... شیم شیم... سمان لڑکی ہے... سمان لڑکی ہے.... شیم شیم..."

داؤد نے مصنوعی گھوری سے عفان کو دیکھا...

"بیٹا... تم اپنی خیر مناؤ..."

باپ کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر چیخ مار کر ثمرین کے پیچھے چُھپا...

"پوپو بچا لیں... بابا کس کریں گے... بابا گندے ہیں... مجھ چھپا لیں..."

سلیمان اُس کے کندھے پہ بیٹھ گیا جبکہ اُس نے عفان کے پیروں کو پکڑ کر بیڈ کے کنارے کی جانب کھینچا... اب عفان احتجاج کر رہا تھا اور سلیمان خوش ہو رہا تھا... داؤد نے عفان کے نہ صرف ہونٹ چومے بلکہ اُس کے چہرے پہ زبان پھیری... عفان سانس لیے بغیر ہنستا ہوا خود کو بچانے کی کوشش میں

ہلکان ہوئے جا رہا تھا... دو منٹ بعد سلیمان بھی باپ کے کندھے سے اُتر کر عفان کا منہ چوم رہا تھا... عفان گالیاں دے رہا تھا... داؤد اُس کے اندر اپنا عکس دیکھ کر خوش ہوتے ہوئے اُس کو اپنے اندر سمو رہا تھا...

تینوں اس بات سے ناواقف تھے کہ ثمرین بڑی خاموشی سے اپنے فون میں یہ لمحات قید کر گئی تھی...

****

وہ لوسیفر دیکھ کر اپنا دھیان بٹا رہا تھا کیونکہ گھر والے سب ایوب کی مہندی میں شریک تھے... اُس نے جانے سے صاف انکار کر دیا تھا... موبائل کی بیل پہ اُس نے ٹی وی سے نظریں ہٹائے بغیر فون اُٹھایا...

"ہیلو..."

"بھائی میرے پیارے بھائی..." ثمرین کی آواز پہ اُس کے ماتھے پہ تعجب سے سلوٹ آئی...

"ثمی... اتنی بٹرنگ کس لئے..؟"

"پہلے یہ بتا دوں انکار کی گنجائش نہیں ہے... جو کام کہہ رہی ہوں وہ ہونا ہی ہونا ہے..."

"آگے بولو..."

"میرے بیڈ پہ ایک نیلے رنگ کا بیگ پڑا ہوا ہے مہربانی کر کے وہ بیگ مجھے دے جائیں..."

"طٰہ کو بھیجو لے جائے گا..."

"بھائی میں نے کیا کہا ہے؟ انکار کی گنجائش نہیں ہے اور طٰہ تو مجھے شام سے نظر ہی نہیں آیا..."

"تمہیں بیگ چاہیے... میں ہمسایوں کے لڑکے کو دیکر بھیج دیتا ہوں..."

"نہیں...!!! خبر دار میرا اتنا قیمتی سوٹ کسی ایرے غیرے کے ہاتھ دیا... آپ نے نہیں آنا بتا دیں ویسے بھی مجھے عادت ہے آپ کی جانب سے کسی کام کی اُمید ہی نہیں ہے..."

"اوئے اوئے... بریک پہ پیر رکھو شروع ہی ہو گئی ہو... کپڑے چاہیے ہیں لے آتا ہوں اور کچھ...؟"

"ہائے میرا شہزادہ بھائی... بس جلدی سے آجائیں..."

وہ کتنی دیر فون کی بلینک سکرین کو دیکھتا رہا...

"ثمرین کو کیا ہوا ہے؟ یہ تو ایسی باتیں کبھی نہیں کرتی ہے..."

اُس نے ریموٹ سے ٹی وی بند کیا، گاڑی پہلے ہی گئی ہوئی تھی. اس وقت بس موٹر سائیکل ہی موجود تھی... ثمرین کے بیڈ پہ پڑا نیلا بیگ بغیر یہ دیکھے کہ اندر کیا ہے لیکر موٹر سائیکل پہ سوار ہوا. گیٹ کو باہر سے کنڈی لگائی تالا رہنے دیا کہ یہ دس منٹ کے فاصلے پہ تو جانا تھا... ایوب کے گھر پہ مین دروازے سے جانے کی بجائے اُس نے پچھلے دروازے پہ موٹر سائیکل روکی... ثمرین کا نمبر ملایا جو بند ملا... بائیک لاک کرتے ہوئے اندر آیا... وہاں موجود چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو آواز دیکر متوجہ کیا جو پچھلے باغیچے میں کھیل رہے تھے...

"جی...؟"

"یار اندر جاؤ اور یہ بیگ باجی ثمرین کو دے دو..."

"اچھا..." وہ وہیں سے پلٹ آیا جب پیچھے سے آواز آئی...

"بھائی کدھر جا رہے ہیں...؟"

وہ رُک کر پلٹا... "گھر جاؤں گا..."

"کیوں...؟"

"کیا مطلب کیوں؟ تمہاری ضد پہ تمہارے کپڑے دینے آیا تھا دے دیئے اب جا رہا ہوں..."

"ادھر آئیں آپ کو ایک چیز دکھاؤں..."

ثمرین نے اس کا ہاتھ پکڑا اور زبردستی اس کو کھینچتی ہوئی پنڈال کی جانب لے گئی... اس کو غصہ آ گیا...

"ثمو... یہ کیا بچکانہ حرکت کر رہی ہو...؟"

"اس وقت آپ میرے ساتھ نہ آئے تو بعد میں بڑا پچھتائیں گے..."

"وہاں سارا خاندان موجود ہے. میں وہاں نہیں جانا چاہتا..."

"آپ کا خاندان بھی تو ادھر ہی ہے. ایک دفعہ دیکھ تو لیں..."

اُس نے جا کر ڈانس فلور کے عین سامنے اس کو کھڑا کر دیا. اس کی نظریں اپنے بیٹوں پہ پڑتے ہی نرم پڑ گئیں... سفید شلوار کُرتے پہ کالی واسکٹ نیچے کھُسے پہنے وہ دونوں اتنے پیارے لگ رہے تھے... بے

اختیار اُس نے ماشاء اللہ کہا... نہ صرف یہ کہ وہ ناچ رہے تھے بونس یہ کہ ناچ بھی ایک حسین لڑکی کے ساتھ رہے تھے جو اُن دونوں کے درمیان میں کھڑی ہو کر ناچ رہی تھی...

تیرے نال نال رہ کے...

تیرے کول کول بہہ کے

گلاں بدل گئیاں نے سب میریاں...

شیشہ ہو....

شیشہ ہاں....

شیشہ بن گئیاں نے میرا اکھاں تیریاں....

میوزک اس قدر بلند آواز میں بج رہا تھا کہ کان پڑی کوئی اور آواز سُننا ناممکن تھا... وہ مسکراتے ہوئے سینے پہ ہاتھ باندھ کر اپنے سپوتوں کا کارنامہ دیکھنے لگا. وہ اُس لڑکی کا دوپٹہ پکڑ کر اس کا ساتھ دے رہے تھے....

ہُن ہور گوڑھے ہو گئے نے میرے لونگ دے لشکارے..

مینوں چاہ جیا چڑھ جاندا اوے جدوں سوچاں تیرے بارے....

تیرا پیار ہی دلاندے ہلاشیریاں....

شیشہ ہو....

شیشہ ہاں....

شیشہ بن گئیاں نے میرا اکھاں تیریاں....

اُس نے جیب میں ہاتھ ڈالا جتنے نوٹ ہاتھ میں آئے انکو لیکر آگے بڑھا...ڈانس کرتے تینوں افراد پر سے وار رہا تھا جب سلیمان کی خوشی سے نکلنے والی چیخ پہ غور کرتے ہی اُس کا ہاتھ جہاں تھا وہیں ہوا میں معلق رہ گیا...

"مما....! بابا بھی آئے ہیں..."

تب ہی وہ اُس کی جانب پلٹی تھی اور اُس کو اپنے عقب میں اتنا قریب کھڑے دیکھ کر سانس لینا بھول گئی...

آ ویکھ مینوں مل گیا اے دلدار میرے دل دا...

سب ایویں کہندے رہندے نے کہ پیار نیوں ملدا...

گلاں آکھن نوں ہو روی بتھیریاں...

ہال میں سوائے میوزک کے ہر آواز مر گئی. سب کی نظریں ڈانس فلور پہ لگی ہوئی تھیں...پیلے، آتشی اور ہرے رنگوں سے بنے لہنگے پہ سبز چولی، گولڈن دوپٹہ، دونوں کلائیوں میں کانچ کی آتشی چوڑیاں، ماتھے پہ چمکتی ہوئی ماتھا پٹی، کھلے بال...وہ ایسے اُس پہ نظریں جمائے ساکت کھڑی تھی جیسے کسی نے چلتی چلتی گڑیا کے سیل نکال دیئے ہوں...اس کے جسم سے لیکر لباس اور خوشبو تک کچھ بھی جانا پہچانا نہیں تھا

سوائے ایک آنکھوں کے... وہ بے یقین تھا... اس کو یقین تھا جو وہ سمجھ رہا ہے ویسا مر کر بھی نہیں ہو سکتا...

"مما ناچیں نا..."

عفان اُس کی ٹانگوں سے لپٹ کر کہہ رہا تھا... داؤد کی نظریں عفان سے ہوتی سلیمان پہ گئیں وہاں سے واپس اُس اپسرا پہ... اس دفعہ وہ وہاں سے غائب ہونے کے چکر میں مُڑی تھی...

اس سے پہلے کے وہ دور جاتی داؤد نے ہاتھ بڑھا کر اُس کی سیدھی کلائی اپنی گرفت میں لی... اس نے بڑی مشکل سے خود کو داؤد کے چہرے پہ تھپڑ مارنے سے روکا... اس کو اور کسی کی نہیں بس اپنے بیٹوں کی فکر تھی... ان کے سامنے ایسی حرکت نہیں کر سکتی تھی.. وہ اُس کی جانب مڑی نہیں پر اپنے دوسرے ہاتھ کے لمبے ناخن داؤد کی جلد میں کھونپے کہ کسی طرح خود کو آزاد کروا سکے... اس نے اپنا بازو کھینچا مگر داؤد پہ کسی چیز کا اثر نہیں ہوا... اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی کلائی پہ موجود چوڑیوں کو ایک طرف کر کے عین نبض کے اوپر موجود کالی سیاہی سے لکھے اپنے نام کو پڑھا...

اس دفعہ ساکت ہونے کی باری داؤد کی تھی... اُس کی انگلیاں کانپ رہیں تھیں جب اُس نے اپنے نام کے اوپر انگوٹھا پھیرا جیسے کچا داغ مٹانے کی چاہ کر رہا ہو... اس کو اپنے کان میں ثمرین کی سالوں پہلے کہی بات گونجتی محسوس ہو رہی تھی...

"بھائی... آپ کو ایک راز کی بات بتاؤں... وہ جو صفا ہے نا..."

"نام مت لو اُسکا... موٹی کا ذکر میرے سامنے مت کیا کرو..."

"ارے اتنے خفا کیوں ہو رہے ہیں پوری بات تو سُن لیں... ادھر نانا نے آپ کی اور صفا باجی کی منگنی کا اعلان کیا ہے اُدھر صفا باجی نے لاہور جا کر آپ کے نام کا ٹیٹو بنوا لیا ہے اور جانتے ہیں کہتی ہیں لو اب تو فرشتے جان نکالنے آئیں گے وہ بھی جان جائیں گے کہ صفا داوٗد کی ہے..."

"وہ خود تو جاہل لڑکی ہے ہی تم سب کو بھی اپنے جیسا کر دے گی عقل سے فارغ... کھا کھا کر اُس کی مت ماری جا چکی ہے.... ذات دی کوڑ کرلی تے چھتیراں نوں جپھے... اُس کو کہہ دینا داوٗد کو اگر صفا ہی ملنی ہے تو بہتر ہے داوٗد خود کُشی کر لے..."

اُس کے ہاتھ کی کپکپاہٹ کسی اور نے نہیں صرف اُس نے محسوس کی تھی جس کی کلائی کو اس کی انگلیاں نرمی سے چھو رہی تھیں... وہ بڑی مشکل سے پیروں پہ کھڑی خود کو مضبوط ثابت کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر اندر سے مر گئی تھی... داوٗد وہاں ہو کر بھی وہاں نہیں رہا تھا... اس کا ہاتھ تھامے تھامے چلتا ہوا اُس کے سامنے آیا... وہ نظر جھکا گئی... کاش کوئی منتر ایسا ہوتا جسے پڑھ کر یہاں سے غائب ہو جاتی... وہ ہاتھ بڑھا کر اس کی ٹھوڑی کو اوپر کرنا چاہتا تھا مگر کر نہیں پایا... ہاتھ اُٹھنے سے انکاری ہو گئے... صفا نے اپنا ہاتھ کھینچا. اس دفعہ چھوڑ دیا گیا...

"مما... اٹھا لیں..." عفان اُس کے سامنے دونوں ہاتھ اوپر کو اُٹھانے فرمائش کر رہا تھا...

داوٗد کو لگا نازک سی کلائی اتنے صحت مند بچے کا وزن نہیں اُٹھا پائے گی اسلئے وہ خود عفان کی فرمائش پوری کرنے کی سوچ رہا تھا. جب وہ جھکی اور فٹ سے بیٹے کو گود میں اُٹھا کر میزوں کے گرد لگی کرسیوں میں سے ایک پہ جا کر بیٹھ گئی. داوٗد کی جانب پُشت رکھی...

"بھائی اتنی اچھی تو ہیں... آپ کو اور کیا چاہیے..؟"

"ہاں بڑی اچھی ہے دومن کی بھینس... تم میرا دماغ نہ خراب کرو نکلو یہاں سے..." اپنے ہی کہے الفاظ سماعت کو ازیت دے رہے تھے...

سلیمان اُس کی ٹانگوں سے لپٹا. اُس کے کہے بغیر ہی داؤد نے اُس کو گود میں اُٹھالیا... پہلی دفعہ اُس کو اپنے گرد دیکھنے کا ہوش آیا... اپنی ماں پہ نظر پڑی جو ٹشو میں اپنے آنسو جذب کر رہی تھیں. دل کا بوجھ مزید بڑھ گیا... اس نے سلیمان کے چہرے کا بوسہ لیکر اُس کو ثمرین کے حوالے کیا اور خود وہاں سے نکل گیا...

****

وہ سب کی نظروں کے مفہوم سمجھ رہی تھی. اُس کے لیے یہ سب نیا تھوڑی تھا. جس کے لیے نیا تھا وہ کب کا میدان سے فرار ہو چکا تھا... صفا نے گہری سانس بھر کر سوچا...

"چلو آج یہ کام بھی ہو ہی گیا... سوچ سوچ کر خود کو ہلکان کرنے ضرورت نہیں پڑے گی کہ اس کا سامنا کرنا پڑے گا... یہ کام بھی ہو گیا..."

وہ وہاں سے نہیں ہلی. مہندی کے فنکشن میں بھرپور حصہ لیا... جب ایوب کو مہندی لگانے اس کے برابر بیٹھی تو وہ پوچھے بنا نہ رہ سکا...

"تم ٹھیک ہو...؟"

"آج تمہارا اہم دن ہے... آج میری کوئی بات نہیں ہو گی..."

"میں تم سے پھر کہہ رہا ہوں اگر تم چاہو تو شادی کا فنکشن مس کر سکتی ہو. میں تمہیں پُر سکون دیکھنا چاہتا ہوں."

"اتنا مزے کا مینیو ہے... میں تو کسی صورت نہ مس کروں اور پلیز اپنی شکل سیدھی کرو پہلے ہی میری وجہ سے نیلے پیلے ہو رہے ہو..."

ایوب ہنسا... "آج وہ سو نہیں پائے گا..."

"کون...؟"

"میرا کزن اور کون...؟"

"اس بارے میں مزید کوئی بات نہیں ہو گی... آج میرے دوست کا دن ہے اور بس اُسی کی خوشی منائی جائے گی..."

ایوب نے اُس کو سنجیدہ نظروں سے دیکھا جس پہ وہ چڑ کر بولی...

"کیا...؟"

"کچھ نہیں بس اتنا ہی کہ اچھی اداکارہ ہو..."

صفا دلکشی سے ہنسی... طٰہٰ نے وہ منظر اپنے فون میں قید کیا اور اپنے بھائی کو واٹس ایپ کر دیا، نیچے لکھا...

"ایوب بھائی کو زندگی سے پیار نہیں ہے پر وہ بھی کیا کریں جناب میری بھابھی ہیں ہی لاکھوں میں ایک... آہم آہم... لوگ تو ان کو دیکھ کر سکتے میں آجاتے ہیں..."

اُس نے داؤد کو شرارت سے چھیڑا تھا... مگر اُس وقت مایوسی ہوئی جب داؤد نے میسج کھولنے کے بعد کوئی ردِ عمل نہ دکھایا...

"***** ***** **** **** **** **** **** **** ***

اوہ ہیلو؟ کدھر؟"

پوچھنے کے ساتھ ایوب نے صفا کی گود سے سلیمان کو اُٹھالیا...

"میں تم سے بچ کر نکلنا چاہ رہی تھی اور تم عین گیٹ پہ ہی مل گئے..."

"جا کہاں رہی ہو...؟"

"بھئی گھر جا رہی ہوں اور کہاں جانا ہے..."

ایوب نے ایک نظر اپنے فون کی روشن سکرین پہ ڈالی... "پونے ایک بجے گھر جانا ہے...؟"

"شہروں میں یہ کوئی دیر نہیں ہے..."

"کس کے ساتھ جارہی ہو...؟"

"بچوں اور سلامہ کے ساتھ..."

"صفا...واپس اندر چلو صبح چلی جانا..."

"نہیں ایوب پلیز سمجھا کرو... آج گھر جانا بہت ضروری ہے..."

ایوب نے اُس کو غور سے دیکھا..."ٹھیک ہے... چلو میں چھوڑ آتا ہوں..."

"ہاں کراچی جارہی ہوں ناجو تم مجھے چھوڑنے کو آؤ گے. یہ دس منٹ کا راستہ ہے. سلامہ میرے ساتھ ہے..."

"تم اچھی طرح واقف ہو کہ میں تمہیں اکیلی کو نہیں جانے دوں گا..."

"میرے بیٹے میرے ساتھ ہیں...اکیلی نہیں ہوں..."

ایوب کے چہرے پہ مسکراہٹ دوڑ گئی...

"تمہارے جگے اس وقت سو رہے ہیں..."

"اچھا اب مجھے مزید لیٹ نہ کرو..."

"چلو چھوڑ کر آؤں..."

"مایوں بیٹھنے والے لڑکے گھر رہتے ہیں..."

"ہاں لڑکیوں کے لیے سُنا تھا اب مجھے بھی لڑکی بنا دو..."

ایوب نے گیٹ سے باہر نظر ڈالی. دور کھڑی گاڑی کی نمبر پلیٹ فوکس کرتے ہوئے اُس کے ماتھے پہ تیوری آئی پھر نظروں میں چمک لیے بولا...

"جاؤ پھر پہنچ کر فون کر دینا..."

صفا کو حیرت ہوئی..."یعنی تم راضی خوشی مجھے بھیج رہے ہو..."

"ہاں جاؤ..."

"ایوب دال میں کیا کالا ہے...؟"

ایوب ہنستے ہوئے بولا..."کیا مصیبت ہے؟ اب اجازت دے رہا ہوں پھر بھی مسئلہ ہے..."

"ہاں نا... اتنی آسانی سے مان جو گئے ہو..."

"تمہیں خود ہی علم ہو جانا ہے... اب جاؤ..."

صفا نے باہر کھڑے ہو کر مزید بحث کرنے کو ترک کر کے ریموٹ سے گاڑی کا لاک کھولا... سلامہ پچھلی سیٹ پہ دونوں بھائیوں سمیت ٹک گئی... ایوب کو ہاتھ ہلاتے ہوئے اُس نے گاڑی گیئر میں ڈال کر آگے بڑھا دی...

جیسے ہی اُس کی گاڑی وہاں سے نکلی دو چار گاڑیوں کی دوری پہ کھڑی کار میں زندگی جاگی... آگے آئی... ڈرائیور سیٹ کا شیشہ گرا ہوا تھا... ایوب نے ڈرائیور کو دیکھتے ہی آواز لگائی...

"شکریہ تو بول دو..."

جواب میں کھڑکی میں سے ایک ہاتھ بلند ہوا. اہوب کو گالی دی گئی تھی جس پہ وہ ہنستا ہوا اندر چلا گیا...

صفا نے جب تک لمبے بازاروں سے ہوتے ہوئے گاڑی سڑک پہ ڈالی تب تک اپنے پیچھے آنے والی گاڑی پہ غور نہیں کیا. اپنے دھیان میں جاتی گئی پر زیادہ دیر نہیں گزری تھی جب اُس نے پریشانی سے بیک ویو مرر کے زریعے گاڑی کو غور سے دیکھا مگر کوشش کے باوجود بھی وہ ڈرائیور کا چہرہ نہ دیکھ پائی.... ایک پل کو واقع میں یوں رات گئے سفر کرنے پہ پچھتاوا ہوا... اُس نے گہری سانس بھر کر سٹیرنگ وہیل پہ اپنی گرفت مزید مضبوط کی. گاڑی کے تمام لاک دوبارہ سے چیک کئے اور سارا فوکس آگے کی جانب مبذول کر کے سپیڈ بڑھا دی... سات منٹ بعد گاڑی اپنی گلی میں داخل کرتے ہوئے اُس نے بیک ویو مرر میں دیکھا اور شکر کا سانس لیا کہ پیچھے کوئی گاڑی نہیں آ رہی تھی... جیسے ہی اُس نے گیٹ پہ رُک کر ہارن دیا اُسی پل وہی پیچھا کرنے والی گاڑی اُس کی گاڑی کے عین پیچھے رُکی... ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر باہر نکلنے والی ہستی کو دیکھ کر صفا کو اپنی آنکھوں پہ یقین نہ آیا...

وہ ایک ہاتھ سینے پہ باندھ کر دوسرے ہاتھ میں اپنا چہرہ بھر کر بڑے آرام سے کھڑا ہو کر صورتحال کا جائزہ لینے لگا... گیٹ کھل گیا مگر صفا بت بنی بیٹھی رہی... ہاتھوں پیروں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی...

"بی بی جی گاڑی اندر کیوں نہیں کر رہی ہیں...؟"

سلامہ کے کہنے پہ وہ جیسے ہوش میں آئی... شیشے میں اُبھرتے عکس سے نظریں ہٹا کر سپیڈ کے ساتھ گاڑی اندر لے گئی ساتھ ہی کھڑکی سے سر نکال کر چوکیدار کو سختی سے حکم دیا...

"خان بابا... جلدی سے گیٹ بند کر دیں..."

جس وقت اُس کا ادھیڑ عمر چوکیدار دروازہ بند کرنے لگا باہر گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑے داؤد کو دیکھ کر اُس کے ہاتھ رُک گئے...

"بی بی جی صاحب..."

اُس نے چوکیدار کو بات مکمل نہیں کرنے دی... "دروازہ بند کر دیں..."

چوکیدار نے ایک دفعہ صفا کو دیکھا جو کہ اب گاڑی سے باہر نکل چکی تھی اور ایک نظر داؤد پہ ڈالی جو مسلسل صفا پہ نظریں جمائے کھڑا تھا... چوکیدار کو مخاطب کرتے ہوئے بولا...

"چاچا کمال دین... اپنی بی بی کے حکم کہ بجا آوری لاؤ کیونکہ اُس کو شائد علم نہیں ہے کہ ایک بند گیٹ مجھے اندر آنے سے روک تھوڑی سکتا ہے..."

چوکیدار گیٹ بند کرنے لگا اور دونوں طرف کھڑے وہ آخری وقت تک سنجیدہ چہرے لیے ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے رہے. پہلے نظر ہٹانے والی صفا تھی... ڈبڈبائی آنکھوں کے ساتھ گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ سوئے سلیمان کو گود میں لیا اور اندر کی جانب چلی گئی... بچوں کو انکے بیڈ میں ڈالنے کے بعد سلامہ کو ان کے پاس ہی سونے کا بول کر خود باری باری سارے بیرونی دروازے چیک کئے اور کچن میں جا کر اپنے لیے چائے بنائی اس دوران سارا دھیان گیٹ سے باہر تھا...

"کیا وہ چلا گیا ہو گا...؟"

"جائے یا کھڑا رہے... میری بلا سے..."

"یوں میرا پیچھا کر کے آخر کیا ثابت کرنا چاہتا ہے...؟"

پھر ہال میں آ کر بہت دھیمی آواز کر کے ٹی وی آن کیا... چائے پینے کی بجائے سامنے میز پہ رکھ کر چینل سرفنگ کرتی رہی... پی ٹی وی پہ کلچر ہیریٹج میں صنم ماروی آئی ہوئی تھی.. اس نے ریموٹ سائیڈ پہ رکھ دیا اور خود بھی کھڑی ہو گئی... بڑبڑاتے ہوئے سیڑھیوں کی جانب بڑھی...

"صرف ایک نظر دیکھوں گی. اگر ابھی تک یہیں ہوا تو پولیس کو کال کروں گی..."

پہلی منزل پہ پہنچ کر کوئی بھی بتی جلائے بغیر بالکونی کی جانب گئی. بالکل سامنے آنے کی بجائے دیوار کی اوڑھ میں ہو کر گیٹ کے سامنے گلی میں جھانکا... سٹریٹ بلب کی روشنی میں خالی گلی نے منہ چڑایا... مایوسی کی شدید لہر کو وہ سمجھ نہ پائی... اپنی تسلی کے لیے دوسری بار اوڑھ سے نکل کر جائزہ لیا پر کچھ نظر نہ آیا... وہیں کھڑے ہو کر چوکیدار کو مخاطب کیا... "بابا...؟"

دور سے آواز آئی... "جی بیٹی...؟"

وہ چلانا چاہتی تھی... "کیا وہ چلا گیا...؟ بے وفا دھوکے باز..."

مگر اس کے برعکس بولی... "شب بخیر بابا..."

"شب بخیر بیٹی..." ایک آخری نظر گلی پہ ڈال کر مڑ رہی تھی جب اندھیرے میں سر کسی کے سینے سے مس ہوا... وہ اس قدر قریب کھڑا تھا صفا کو لگا آکسیجن ختم ہو گئی ہو... شاک کے مارے شور مچا کر مدد کے لیے پکارنا تو دور کی بات سانس لینا بھول گئی... وہ ساکت کھڑی اندھیرے میں نہ نظر آتے اُس کے سینے کو دیکھے گئی اور وہ ریلنگ کے دونوں جانب ہاتھ رکھ کر اسکو گھیرے کھڑا اُس کے سر کو دیکھ رہا تھا...

داؤد نے ہلکا سا سر جھکا کر اُس کے کان کے قریب سر گوشی کی... "سانس روک لینے سے حقیقت تو نہیں بدلے گی..."

صفا نے آنکھیں میچ کر گہری سانس کھینچی... "ک... کیوں؟ کیوں آئے ہو...؟"

"خود سے پوچھو..." وہ سنبھلتے ہوئے اس سے دور ہٹنے کے چکر میں بالکل ریلنگ کے ساتھ لگ گئی اور سر اُٹھا کر پورے اعتماد سے داؤد کی آنکھوں میں دیکھنا چاہا...

"تمہیں یہاں آنے کی اجازت نہیں ہے..."

"اجازت مانگ کون رہا ہے. میں تو آگیا ہوں..."

"جیسے آئے ہو ویسے ہی چلے جاؤ کیونکہ یہاں پہ کوئی بھی تمہارا منتظر نہیں ہے..."

"اگر کوئی میرا منتظر نہ ہوتا تو میرے بیج کو کاٹ کر پھینک دینے کی بجائے پیار سے پروان نہ چڑھا رہا ہوتا..."

صفا کے جسم میں غصے کی شدید لہر اُٹھی، دونوں ہاتھ اُس کے سینے پہ جما کر زور کا دھکا دیا...

"مجھے تم جیسے لوگوں سے شدید نفرت ہے جو کبھی بھی اپنی ذات سے آگے نہیں دیکھتے. جس بیج کی تم بات کر رہے ہو وہ میرے جسم و جان کا حصہ ہیں. اپنا خون دیکر اُن کو دنیا میں لانے کا سبب بنی ہوں اور یہ سب میں نے تمہارے لیے نہیں کیا... تم میرے لیے اُسی دن مر گئے تھے جس دن مجھے حقیر سمجھ کر سب کچھ ختم کر کے مجھے ٹھکرا کر گئے تھے..."

وہ وہیں کا وہیں جما کھڑا تھا ٹھہری ہوئی آواز میں بولا..."جب میں سب کچھ ختم کر کے گیا تھا تو تم نے یہ کیوں کیا ہے؟ مجھے اتنا بڑا دھوکا کیوں دیا ہے....؟"

"لگتا ہے تمیز کے ساتھ ساتھ تمہاری یاداشت بھی ختم ہو گئی ہے. کس دھوکے کی بات کر رہے ہو؟ وہ جو تم نے مجھے دیا...؟ جس کے بدلے میں آنے والوں کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے کو آج پھر چوروں کی طرح میرے گھر میں کھڑے ہو..."

"بولنا سیکھ گئی ہو مگر ہو تو آج بھی وہی صفا جس کی کلائی پہ میرا نام لکھا ہے..."

"آج بھی تم نہیں بدلے... ظاہر کو دیکھ کر فیصلے کرنے والے....ہاں میری کلائی پہ تمہارا نام موجود ہے. جانتے ہو کیوں؟ تاکہ میں دن رات اس نام کو دیکھ کر اپنے گناہ کی توبہ کرتی رہوں اور خود کو بتا سکوں کہ مر جانا صفا پر زندگی میں کبھی کسی خود پسند اور چھوٹے انسان کا اعتبار مت کرنا... میری کلائی پہ تمہارا نام نہیں ہے بلکہ میری پہلی محبت کی ماتمی علامت ہے ایک گناہ جس نے مجھے دو کوڑی کا کر کے چھوڑ دیا... تخت سے اُٹھا کر زمین پہ پھینک دیا..."

داؤد کا جی چاہا سامنے کھڑی دھان پان سی لڑکی کو جھنجھوڑ کر رکھ دے. دل چاہ رہا تھا وہ اُس کے قریب سے قریب تر ہو اور وہ اُس کو دور دھکیل رہی تھی...وہ بولا تو آواز میں آنچ تھی...

"مان جاؤ کہ تم آج بھی اُسی گناہ کی مرتکب ہو کیونکہ ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا کہ صفا کو داؤد سے محبت نہ رہے..."

"ایسا ہو چکا ہے..."

"میں ایک منٹ میں تمہارے سارے دعوے جھوٹے ثابت کر سکتا ہوں. تم ایک نمبر کی جھوٹی ہو صفا داؤد کیونکہ تمہاری زبان کچھ کہہ رہی ہے تمہارا دل اور..."

گلی سے چھن کر آتی روشنی میں داؤد کے چہرے پہ موجود پُر اعتماد مسکراہٹ نے صفا کا دل جلا کا خاک کر دیا... آؤ دیکھا نہ تاؤ...رکھ کر اپنا سیدھا ہاتھ داؤد کے اُلٹے گال پہ جڑ دیا...

"تم کل بھی کمینے تھے، آج بھی کمینے ہو اور میرا نام صفا داؤد نہیں ہے صفا معظم ہے..."

اس دفعہ لہجے میں غصہ لیے بولا..."جب مجھے اتنے اچھے طریقے سے جانتی ہو تو کیوں ابھی تک میرے نام پہ بیٹھی ہوئی ہو...؟"

"نہیں... تمہارے نام پہ بالکل نہیں بیٹھی ہوں..."

"تو کس کی ہو؟ایوب کی...؟"

صفا پہلے تو بے یقینی اور حیرت کے صدمے سے اس کا منہ دیکھے گئی پھر سرگوشی میں بولی...

"کہہ دو کہ تم نے اس طرح سے ایوب کا نام نہیں لیا... نہیں تو..."

"نہیں تو کیا...؟ہاں کیا کرو گی...؟"

"تمہارا خون پی جاؤں گی تمہارا منہ نوچ لوں گی... اس سے بھی دل نہ بھرا تو خان بابا کی بندوق لیکر پورے کا پورا میگزین تمہارے سینے پہ خالی کروں گی..."

وہ مزید قریب ہوتے ہوئے اُس کے چہرے کے برابر اپنا چہرہ لا کر پھنکارا...

"جب سے تمہیں اُس کے ساتھ دیکھا ہے میری راتوں کی نیند فنا ہو گئی ہوئی ہے... شکر کرو وہ زندہ ہے..."

صفا نے اُس کے سینے پہ گھونسے مارتے ہوئے ایک دفعہ پھر اُس کو خود سے دور دھکیلنا چاہا...

"وہ میرا دوست ہے. خبر دار اُس کے حوالے سے مزید کوئی بیہودہ بات منہ سے نکالی..."

"میں ایسی دوستیوں کو نہیں مانتا..."

صفا ہنستے ہوئے بولی... "ارے واہ... بڑے ہی کھرے آدمی ہو... کیا اپنا خود کا سوشل سرکل آنکھوں کے سامنے رکھ کر یہ سب بول رہے ہو؟ اگر دوستی پہ یقین نہیں رکھتے ہو تو فیس بک اور انسٹرا گرام پہ ان گنت تصویریں اپنی بہنوں کے ساتھ کھینچ کھینچ کر لگاتے ہو کمر میں ہاتھ ڈال کر... کسی کے کندھے پہ بازو پھیلا کر... کسی کی زلفوں کی خشبو سونگھتے ہوئے؟ اگر میرا ایوب کے ساتھ دوستی رکھنا اتنا بُرا لگا ہے تو کیا وہ سب تمہاری اڈاپٹیڈ اولادیں ہیں؟ بہنیں ہیں؟ آخر وہ سب تمہاری کیا لگتی ہیں...؟"

داؤد کے چہرے پہ بڑی جاندار مسکراہٹ پھیلی... "تو محترمہ سوشل میڈیا پہ مجھے سٹاک کرتی ہیں..."

"نہ نہ خوش فہمیوں کے مارے انسان... تم میرا کرش نہیں ہو جس کو چوری چھپے دیکھنے جاؤں گی. تم میرا ماضی ہو اور سیانے کہتے ہیں اپنا بُرا ماضی کبھی مت بھولیں تا کہ اپنی موجودہ خوشحالی کا زیادہ سے زیادہ شکر ادا کر سکیں. تمہاری تصویریں دیکھ کر اللہ کا دل سے شکر بجالاتی ہوں کہ تم جیسا پلے بوائے میری زندگی سے نکل چکا ہے.."

داؤد نے سر کو پیچھے گرا کر قہقہہ مارا... اگلے پل سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے بولا...."جس طرح وہ تمہاری فکر کرتا ہے میرا دل کرتا ہے میں اُس کو جان سے مار دوں..."

صفا مٹھیاں بھینچے کھڑی مسلسل داؤد کو گھور رہی تھی...

"میرا بڑا ہی مخلصانہ مشورہ ہے کسی اچھے سے ڈاکٹر کے پاس جا کر اپنے دل و دماغ کا علاج کرواؤ انتہائی بدبودار اور زنگ آلود ہو رہے ہو اور پلیز اب یہاں سے جاؤ..."

"اوپر چھت پہ کیا دیکھنے کو آئی تھی..؟"

"در دروازہ دیکھنے آئی تھی... میرے سامنے سے ہٹو..."

"گلی کے بیچ میں کونسا دروازہ تھا جس کو دیکھے بنا چین نہیں پڑ رہا تھا...؟"

"میرا گھر ہے... میں جب چاہے جہاں چاہے جاؤں.... تم کون ہوتے ہو سوال جواب کرنے والے...؟"

"مان کیوں نہیں لیتی ہو کہ مجھے دیکھنے کو آئی ہو..."

"پھر وہی کہوں گی بہت ہی خوش فہم واقع ہوئے ہو..."

"میں یہاں پر لڑنے نہیں آیا ہوں..."

"تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا..."

"جس کی وجہ سے میں پچھلے تین دن سے سو نہیں پایا ہوں اس کے پاس نہ آتا تو اور کیا کرتا..."

"صرف تین دن...؟میری تو تین سال کی نیند متاثر ہوئی رہی... میں تو تمہارے گھر کی دیواریں پھلانگ کر تم سے جواب مانگنے نہیں گئی..."

اُس کی اس بات پہ داؤد کو لگا سامنے والی نے اسکا دل مٹھی میں بھر کر چھوڑ دیا ہو... اُس نے صفا کی پیشانی کے ساتھ اپنی پیشانی ٹکا کر آنکھیں موندھ لیں... جب بولا تو اس کی سانس صفا کے چہرے کو چھو کر گزری...

"کیوں...؟ مجھے اتنی بڑی سزا کیوں دی ہے...؟ مجھے آواز کیوں نہ دی...؟"

"تم مجھ سے سب رابطے ختم کر کے گئے تھے... آواز اُن کو دی جاتی ہے جن سے کوئی تعلق ہو..."

"تمہارے اور میرے درمیان تعلق بن گیا تھا اور اس تعلق کو تم نے مجھ سے چھپایا ہے. جس میں تمہیں خاندان میں سب کی ہمدردی حاصل رہی ہے. اکیلا تو میں ہوا ہوں میرے بہن بھائی اور والدین تک نے تمہارا ساتھ دیا ہے... میں اپنے بچوں کو سب سے پہلے دیکھنے کے بجائے سب سے بعد میں دیکھ رہا ہوں. پیدائش کے وقت وہ کیسے تھے میں نہیں دیکھ سکا. پیدائش سے پہلے چیک اپ کے دوران انہوں نے تمہیں ان کے دل کی دھڑکن سنائی ہو گی... میں وہ بھی نہ سُن سکا۔ پہلے کس نے بولنا شروع کیا میں نہیں جانتا... پہلا لفظ کیا بولا مجھے علم نہیں ہے... مجھ سے کس بات کا بدلہ لیا ہے؟ صرف اس بات کا کہ میں نے تمہیں اپنی لوجک بتا کر تمہیں اعتماد میں لیکر اپنا راستہ الگ کیا تھا اور تم نے کیا کیا ہے...؟ پریگنینسی کو روکنے کے ایک سو ایک طریقے تھے، تم نے ایک بھی نہ اپنایا. ایک طرح سے تم نے میری کہی بات کو درست ثابت کر دیا ہے. نہ تم اتنی میچور تھیں نہ اتنا اعتماد تھا نہ اتنی تعلیم کہ تم اپنے لیے ایک

بہتر فیصلہ لے سکتیں.... ایک آدمی جو شادی ختم کر کے چلا گیا ہے تم اُس کے ساتھ گزری ایک رات کو وہیں ختم کرنے کی بجائے اس رات کو اپنی ساری زندگی پہ محیط کر چکی ہو..."

"مجھے تمہاری سوچ سے نفرت ہے. مجھے تمہاری شکل سے نفرت ہے. میں مورننگ پل کیوں لیتی....؟ ہاں کیوں لیتی...؟ کیا تمہارے ساتھ زنا کر کے میں نے اپنا منہ کالا کیا تھا جو اُس کے اثرات کو چُھپانے کے لیے گولیاں کھاتی پھرتی؟ تمہارا اور میرا ون نائٹ سٹینڈ نہیں ہوا تھا شادی ہوئی تھی.... داؤد اکرام صاحب شادی... تم نے اپنی مرضی اور رضامندی سے نکاح نہ کیا ہو پر میرے قریب تو اپنی مرضی سے پورے ہوش و حواس میں آئے تھے نا...؟ مانا تم بہت پڑھے لکھے باشعور انسان ہو مگر اس میدان میں تم فیل ہو گئے ہو. اور ایک اور بات مجھے کبھی ایک پل کو بھی اس بات کا پچھتاوا نہیں ہوا ہے کہ میں ماں کیوں بنی بلکہ اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ جس وقت میں شدید مایوسی کی حد پہ پہنچ کر زندگی سے دور ہو جاتی، اللہ نے مجھے روشنی کی کرن دے دی. میں اپنا آپ بھول گئی... داؤد صاحب میرے بیٹے میری زندگی ہیں... اس لیے آئیندہ اپنے زرخیز دماغ میں ان کو لیکر ابہام مت پیدا کرنا اور اگر جو تم یہ سوچ کر یہ سب بول رہے ہو کہ تمہیں ان کی ذمیداری نہ اُٹھانی پڑ جائے، تمہاری آزاد زندگی میں کوئی خلل نہ آ جائے... تو غور سے سُنو... مجھے نہ تمہارے سہارے کی ضرورت پڑی نہ میرے بچوں کو پڑے گی... تمہارا حوالہ ہماری زندگیوں میں بس ایک تلخ یاد اور نام تک کا ہے اور بس... اور بہت جلد میں یہ بے جان سا حوالہ بھی ختم کر دوں گی... اب مہربانی کر کے یہاں سے چلے جاؤ کہیں مجھے پولیس نہ بلوانی پڑ جائے..."

وہ اس کو سامنے سے دھکیل کر سائیڈ سے نکل گئی... اس نے سیڑھیوں کا دروازہ اندر سے بند کر دیا اور کانپتی ٹانگوں پہ اپنا وزن اٹھا کر تیزی سے نیچے اُتر آئی. اپنی بے قابو ہوتی دھڑکن کو قابو کرنے کی کوشش میں سب سے آخری سیڑھی پہ بیٹھ گئی...

"میں اس کو چھت پہ لاک کر آئی ہوں. اب وہ جائے گا کیسے؟ خیر میری بلا سے.... اس کو ویسے بھی بچپن سے بندروں کی طرح دیواریں پھلانگ کر آنے جانے کی عادت ہے. جیسے آیا ہے ویسے ہی چلا جائے گا. بچہ تو نہیں ہے..."

آخر میں غصے سے خود کو جھڑکتے ہوئے وہاں سے اُٹھ گئی...

"خبر دار جو تم نے اس آدمی کو ایک دفعہ پھر سے اپنی زندگی کا سکون متاثر کرنے کا اختیار دیا... ایک پل بھی اس کو سوچ کر برباد کرو تو تم سے بڑی عقل کی اندھی کوئی نہ ہو گی..."

**** ***** ****** ***** ***** ***** ***** *****

آج بھی اس کی ماں اس کے انتظار میں جاگ رہی تھی... اس نے ہر روز بولی جانے والی لائن آج نہیں بولی نا ہی سیدھا ناک کی سیدھ پہ اپنے کمرے کی جانب روانہ ہوا بلکہ کسی کھوئے ہوئے مسافر کی طرح لاؤنج کے صوفے پہ ٹک گیا...

"تھکے ہوئے لگ رہے ہو...؟"

امی نے اس کے پاس رُک کر پیشانی سے بال ہٹاتے ہوئے دریافت کیا... اس نے کوئی جواب نہیں دیا...

"ایوب نے مجھے بتایا تھا تم صفا کے پیچھے گئے ہو..." وہ اب بھی خاموش رہا...

"میں جانتی ہوں اس نے ملنے سے اور بات کرنے سے انکار کر دیا ہو گا..."

"میں اُس سے مل کر آ رہا ہوں..."

"اس نے تمہیں اندر کیسے آنے دیا...؟"

"میں دیوار پھلانگ کر چھت کے راستے گیا تھا..."

امی کا قہقہہ بے اختیار تھا جو داؤد کے چہرے پہ بھی پھیکی سی مسکراہٹ بکھیر گیا...

"اف داؤد... کچھ عادتیں کبھی نہیں جاتی ہیں اور سیڑھیوں کا دروازہ کھلا ہوا تھا...؟"

"نہیں... بند تھا..."

"پھر ملاقات کیسے ہوئی...؟" امی اُس کے برابر بیٹھ گئیں...

"وہ اوپر آئی تھی..."

"اپنے کسی کام سے...؟"

"نہیں جانتا مگر وہ گئی بالکونی پہ تھی اور وہاں سے گلی کو دیکھ رہی تھی..."

"گلی میں دیکھنے والا کیا تھا...؟"

"یقین یہی ہے کہ وہ مجھے دیکھنے کو آئی تھی..."

"خوش فہمی بھی تو ہو سکتی ہے..."

"ہاں جانتا ہوں..."

"امی...؟"

"ہوں..."

"وہ بہت بدل گئی ہے..."

"ہاں بیٹے... دیکھو تو زندگی کی تلخیاں کیسے لوگوں کی معصومیت کو چوس لیتی ہیں..."

"امی...؟"

"ہاں بیٹے..."

"کیا آپ کو لگتا ہے کہ میں نے جو کیا غلط کیا تھا...؟"

"میں کیا کہہ سکتی ہوں داؤد... میں نے اس کو بہت دکھی دیکھا ہے. اگر کسی کے ساتھ بہت اچھا ہوا ہو تو وہ دکھی کیوں ہو گا...؟"

"اگر آپ اس طرح سے دیکھیں گی تو امی اس کو مجھے کبھی بھی معاف نہیں کرنا چاہیے کیونکہ میں نے بہت بُری زبان استعمال کی تھی. میں نے آپ لوگوں کا، حالات کا، اپنی بے بسی کا، آپ کے فیصلے کے خلاف کچھ نہ کر سکنے کا... سارے کا سارا غصہ اُس پہ ہی اُتارا ہوا ہے..."

"ہم جانتے ہیں... کیونکہ صفا ہمارے سامنے ہی رہی ہے. کیسے وہ شوخ چنچل لڑکی سے سنجیدہ ہوئی ہے... میں تو شرمندگی کے مارے اُس کے سامنے آنکھ نہیں اُٹھا سکتی تھی..."

"مگر پھر بھی میں یہی کہوں گا کہ مجھ سے بچوں کو چھپانا انصاف کا تقاضہ نہیں ہے..."

"صفا نے تم سے اُس کے بارے میں کوئی بھی بات کرنے سے منع کیا ہوا تھا۔ اُس نے اس گھر سے جانے سے پہلے ہم سب سے وعدہ لیا تھا کہ ہم کبھی بھی تمہارے سامنے اُس کا ذکر نہیں کریں گے. اُس کے لیے تمہیں کبھی پاکستان آنے پہ پریشرائز نہیں کریں گے. کہتی تھی کہ جس دن ہم میں سے کوئی اُس کے حوالے سے تم سے بات کرے گا، تم اُسی دن صفا کو طلاق دے دو گے..." امی کے دھیمے لہجے میں کہے جانے والے فقرے کو سن کر اُس نے آنکھیں میچ لیں...

"میں اس کو تب ہی طلاق دے کر پاکستان سے جانا چاہتا تھا۔ اُس نے مجھے ایسا نہ کرنے پہ مجبور کیا تھا. میرا مطالبہ تھا کہ آئے روز آپ لوگ مجھے فون کریں گے کہ واپس آؤ یا صفا کو اپنے پاس بلاؤ تو جب میں اُس کے ساتھ رہنا ہی نہیں چاہتا تھا تو شادی قائم رکھنے کا فائدہ؟ پر اُس نے مجھے زبان دی تھی کہ وہ میری زندگی میں سے نکل جائے گی بالکل ایسے جیسے کبھی آئی ہی نہ ہو..."

"اس نے اپنا کہا پورا کیا ہے..."

"آج اُس نے کہا ہے کہ وہ مجھ سے جڑا نام کا تعلق ختم کرنا چاہتی ہے..."

"تم خوش ہوئے ہو گے کہ جان چھوٹ جانی ہے..."

"امی... میں اپنے بچوں کو نہیں چھوڑوں گا. جب تک مجھے علم نہیں تھا وہ میرے بغیر جیے ہیں، مگر اب نہیں..."

"تو کیا تم صفا سے بچے چھین لو گے؟ کیونکہ مرضی سے تو وہ تمہیں بچوں کا ایک بال بھی اتار کر نہیں دے گی..."

"میں کبھی بھی بچوں کو اُس سے دور نہیں کروں گا... نہ ہی کرنا چاہتا ہوں..."

"تو پھر یہ مسئلہ کیسے حل ہو گا...؟ ہو سکتا ہے طلاق ہو جانے کے بعد تم دونوں دوسری شادی کر لو اور اپنے بچوں سے بھی ملتے رہو..."

امی کی مسکراتی ہوئی نظر داؤد کی بھینچی مٹھیوں پر تھی. لطف لیتے ہوئے مزید سنجیدگی سے بولیں...

"صفا کے لیے تو ابھی پچھلے سال ابا کے پاس بہت اچھا رشتہ آیا تھا. وہ اُس لڑکے سے ملی بھی تھی. میرا خیال ہے وہ بچوں کے تھوڑا سمجھدار ہو جانے کا انتظار کر رہی تھی. اب وہ بچوں کو میرے پاس بھی کچھ دن کے لیے چھوڑ سکتی ہے ہنی مون وغیرہ پہ جاتے..."

وہ ان کی بات کو درمیان میں کاٹتے ہوئے سرد لہجے میں بولا...

"امی... وہ کون ہے جس کا رشتہ اس کے لیے آیا تھا؟ کون ایسا الو کا پٹھا ہے جو ایک شادی شدہ بال بچوں والی عورت کے لیے رشتہ بھیج رہا ہے...؟"

"بیٹا... شادی شدہ کیسی؟ جب میاں بیوی میں سالوں پہلے علیحدگی ہو گئی..."

"اماں ہمارے بیچ سیپریشن ہوئی تھی طلاق نہیں... وہ آج بھی میری بیوی ہے..."

"ہاں اور وہ اس لیے کہ اُس نے تب تمہیں طلاق دینے سے روکا تھا اور تم جس شرط پہ مانے تھے وہ واضح ہو چکی ہے. اچھا اب میں تو سونے کے لیے جا رہی ہوں، صبح چھ بجے کی جاگ رہی ہوں. اب تو جسم تھکن سے چور ہو چکا ہے..."

"میں دبا دوں...؟"

"ارے تھکاوٹ کون سا ایک دن کی ہے... ہر روز ایسے ہی ہوتا ہے. نہ جانے کب تک ہم پوتے پوتیاں کھلانے کی بجائے اپنا بڑھاپہ کھلاتے رہیں گے..."

"رک جائیں اتنا بڑا طعنہ مار کر نہیں جانے دوں گا... اس نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر واپس بٹھا دیا. ساتھ ہی اُن کے پیر اپنی گود میں رکھ کر انکے پیر دبانے لگا...

"آج تو دبا دو گے، کل کون دبائے گا جب تم جہاز پہ بیٹھ کر امریکہ کو سدھار لو گے...؟"

"ثمرین اور طہٰ ہیں نا... وہ دبایا کریں گے..."

"ہاں فرمانبرداری کے ریکارڈ اُن پہ ہی ٹوٹتے ہیں..." پہلے تو وہ کھل کر مسکرایا پھر سنجیدہ ہو گیا جس پہ امی کے دل کو کچھ ہوا...

"کیا سوچنے لگ گئے ہو..؟"

اُس نے سر اُٹھا کر ان کی جانب دیکھا. افسردہ سا مسکرا کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا...

"مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے ایک انسان کے طور پہ میں فیل ہو گیا ہوں..."

"کیا مطلب...؟"

"مطلب یہ کہ اکیڈیمکلی میں نے بہت زیادہ معارقے سر کئے ہیں، پروفیشنلی بھی ایوریج سے اوپر ہی ہوں مگر ذاتی زندگی ایک ڈیزاسٹر بن گئی ہے۔ میں نے ایسا ہرگز نہیں چاہا تھا. ماں، ہمیں یہ کیوں بتایا جاتا ہے کہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرو ڈگریاں لیکر بڑی سیلری والی نوکریاں کرو... ایسا کرلوگے تو زندگی بڑی آسان اور خوبصورت ہو جائے گی. ہم بچوں سے اتنا بڑا جھوٹ کیوں بولا جاتا ہے کہ سب سے زیادہ اہم یہی ایک چیز ہے... اسے پالوگے تو باقی کی زندگی عیش کرتے گزرے گی..."

"اس میں بھلا کیا جھوٹ ہے؟ داؤد اپنا رہن سہن اپنا پہننا اوڑھنا دیکھو... یہ سب کچھ اتنی آسانی سے تمہیں اسی لیے میسر ہے کیونکہ تم آج ایک اچھی پوسٹ پہ ہو، اچھا کماتے ہو..."

"ہاں مگر میں اس لمحے میں خوش نہیں ہوں. میں اپنی اولاد کے حق میں ہار گیا ہوں. زندگی کے صرف ایک پہلو کو کامیابی کے ساتھ لیکر چلا ہوں مگر دوسرے کو مکمل اگنور کر دیا. میں اچھا کاروباری تو بن گیا ہوں، اچھا انسان نہیں بن پایا. اس بات کا احساس آج مجھے اس قدر شدت سے ہوا ہے اور وہ بھی تب جب زندگی نے مجھے آئینہ دکھایا ہے اور جب پانی میرے سر سے گزر چکا ہے. میں اپنی اولاد کو کیا منہ دکھاؤں؟ میں ان کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں. ان کی ماں اب مجھ سے طلاق لینا چاہتی ہے ایسے میں کیا کروں...؟"

امی نے اپنے پیر نیچے گرائے اور اُٹھ کھڑی ہوئیں...

"اس وقت تو تمہیں آرام کی ضرورت ہے. کل کو ایوب کی بارات ہے. آج مہندی پہ تو غائب رہے ہو پر جب تمہیں اچھا انسان بننے کا شوق جاگ ہی گیا ہے تو کل بارات مس نہ کرنا... وقت پہ تیار ہو کر سب سے پہلے پہنچ کر اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ کھڑے ہونا..."

"آپ یہ بات کر رہی ہیں... میرے بس میں ہو تو میں صفا پہ پابندی لگا دوں کہ وہ ہرگز اس شادی میں شریک نہیں ہو گی..."

"توبہ ہے داؤد تم کس قدر جیلس انسان ہو... اب بہتر یہی ہے صفا سے ایسے احساسات کا اظہار مت کرنا..."

"کیوں...؟"

"کیونکہ اگر تمہیں اپنے بچوں کے ساتھ رہنا ہے تو اپنی بیوی کو جیتنا ہو گا. اس کے لیے شروعات یہاں سے کرو کہ جو لوگ اُس کو عزیز ہیں تم بھی ان کو عزیز جانو یا کم از کم ان کی عزت کرنا سیکھ لو... ورنہ بھول جاؤ کہ کبھی صفا کی گڈ لسٹ میں جگہ ملے گی..."

داؤد آنکھیں گھماتا ہوا اُٹھا اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا... "کل میں آپ کا گھر چھوڑ کر اپنی سسرال میں شفٹ ہو رہا ہوں..."

"تم نے تو کہا تھا اسی ہفتے واپس جا رہے ہو..."

"نہیں جا رہا ہوں..."

ماں کے چہرے پہ تسلی بخش مسکراہٹ بکھر گئی تھی...

****

"بھائی...؟"

"ہوں...؟"

"جاگ گئے ہیں...؟"

"ہاں... کوئی کام ہے...؟"

"آپ سے ملنے کوئی آیا ہے..."

"کون ہے...؟"

داؤد بیڈ سے نکلتے ہوئے جوتے پہن کر واش روم کی جانب بڑھ گیا...

"آپ نیچے آکر خود دیکھ لیں... جلدی آیئے گا..."

"آرہا ہوں..."

اُس نے دانت برش کئے، منہ دھویا اور کپڑے بدل کر نیچے آگیا... ڈرائینگ روم سے باتوں کی آواز آرہی تھی. پہلے وہ کچن میں گیا کافی کا کپ بنایا اور ڈرائینگ روم کی جانب آگیا۔ امی کی وہاں موجودگی سے اتنا اندازہ ہو گیا تھا کہ آنے والا اجنبی نہیں ہے بلکہ فیملی کا بندہ ہے. ایک پل کو خیال آیا کیا یہ ممکن ہے کہ وہ آئی ہو مگر اگلے ہی پل عقل نے رد کر دیا. مگر مہمان کو دیکھ کر اس کو خوشگوار سی حیرت ہوئی. جس کا اظہار کرتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا...

"مس افشین !زہے نصیب... آج آپ کدھر سے جلوہ فرما ہو گئیں...؟"

"ہم لوگ اسی سیارے پہ بستے ہیں داؤد صاحب... اگر آپ کبھی کبھار سالوں بعد ریت سے سر نکال کر اپنے گرد کا جائزہ لے رہے ہیں تو اس میں ہمارا قصور تو نہ ہوا. ہم تو کل بھی یہیں تھے، آج بھی یہیں ہیں..."

صوفے پہ براجمان ہو کر ٹانگ پہ ٹانگ جماتے ہوئے بولا...

"مجھ سے ملنے آئی ہیں یا لڑنے آئی ہیں...؟"

"آپ میرے ماموں زاد نہیں ہیں جس کو ملنے آتی اور میرے لیے اتنے اہم نہیں ہیں کہ آپ سے لڑنے آتی..."

"تو پھر کیا لینے آئی ہیں...؟"

"آپ کو خبر ادر کرنے آئی ہوں..."

وہ تھوڑا حیران ہوا... ٹانگ نیچے کی، کپ سائیڈ میز پہ رکھا اور دونوں ہاتھ جوڑ کر گود میں رکھنے کے بعد پوری طرح افشین کی جانب متوجہ ہوا...

"کس چیز سے خبر دار...؟"

"اپنے آپ سے..."

"پہیلیاں بجھوانے کی بجائے سیدھی بات کی جانب آئیں گی...؟"

"آپ جو آج کل صفا کے گرد منڈلاتے پھر رہے ہیں نا... باز آجائیں! اور اپنی زندگی کی پہلی اور سب سے بڑی نیکی کرتے ہوئے اُس کو طلاق دے دیں..."

وہ کتنی دیر اس کی شکل دیکھتا رہا پھر ایک نظر امی اور ثمرین پہ ڈالی... اپنی سالوں کی پریکٹس والی کمینی مسکراہٹ چہرے پہ سجا کر بڑے تحمل سے بولا...

"مجھ پہ حکم چلا کر بات کرنے سے پہلے آپ میری زندگی میں اپنی حیثیت کا ادراک کر کے یہاں تک آتیں... آپ ہو کون مجھے یہ بتانے والی کہ مجھے صفا کے معاملے میں کیا کرنا ہے... کیا نہیں..."

"اللہ کا لاکھ شکر ہے کہ میرا آپ جیسے خود غرض انسان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے پر وہ جو ابھی تک آپ کے نکاح میں ہے نا... وہ میری جان کا ٹکرا ہے..."

داؤد تمسخرانہ ہنستے ہوئے بولا... "اچھا جی... پہلے ایک دوست پٹا ہے، اب آپ آگئی ہیں... کیا آپ کو آپ کی دوست نے یہاں بھیجا ہے؟ اس ڈر سے کہ کہیں میرے ساتھ دوبارہ آمنا سامنا ہونے کی صورت میں وہ ہار نہ جائے...؟"

"آپ کو یہ جان بڑی خوشی ہو گی کہ آپ کے مقابلے میں وہ بخوشی ہار جائے گی. محبت کا نام سُنا ہے آپ نے کبھی؟ انسان کو بزدل بنا کر مارتی ہے... مرتے وقت پاس بیٹھ کر منہ میں پانی کے چند قطرے بھی نہیں ڈالتی ہے... آپ کل بھی فاتح تھے... آج بھی فاتح ٹھہریں گے... وہ کل بھی بکھری تھی... آج بھی بکھر جائے گی... اور ایسا میں نہیں چاہتی ہوں. آپ کے گھر والے آپ کے فیصلے کی داد دے سکتے

ہیں، میں نہیں. کیونکہ یہ آپ سے خفا ہی رہے ہوں، ہیں تو آپ کا خون اور گھٹنے ہمیشہ پیٹ کی جانب ہی جھکتے ہیں..."

"آپ کیا چاہتی ہیں...؟"

"یہی کہ آپ صفا کو اُس کے حال پہ چھوڑ دیں... آپ اس جیسی کھری لڑکی کے قابل نہیں ہیں..."

"اور اس بات کا فیصلہ آپ کیسے کر سکتی ہیں؟ کیونکہ جو حقیقت میں دیکھ رہا ہوں وہ تو بڑی متاثر کُن ہے. ٹھیک ہے اُس کا اور میرا تعلق قائم جیسے بھی ہوا ہو پر ایک چیز تو صاف ہے... میرا اُس کو چھوڑ کر جانا اُس کے لیے فائدہ مند ثابت ہوا ہے... جن باتوں پہ میں نے اسے چھوڑا تھا اُس نے وہ سب بدل دیا ہے... آج وہ سلم سمارٹ باڈی کے ساتھ اپنی عمر سے ڈھیر چھوٹی لگتی ہے، تعلیم کو کبھی سیریس نہ لینے والی لڑکی اس وقت ایک فیکٹری چلا رہی ہے... ان باتوں کی بنیاد پر تو آج آپ کو میرا شکریہ ادا کرنا چاہیے تھا نا کہ اُس کے اُلٹ...."

افشین کی برداشت جواب دے گئی... اپنی جگہ سے اُٹھی اور کمرے میں ادھر اُدھر چکر لگا کر غصہ کنٹرول کرنے لگی...

"آنٹی اگر یہ آپ کے بیٹے نہ ہوتے تو سچ میں ان کو گولی مار دیتی چاہے پھر خود جیل میں سڑتی... یہ اس قدر گھمنڈی ہیں... انہوں نے جو جرم کیا اس پر شرمندگی ہونا تو دور صاحب کو ادراک تک نہیں... داؤد صاحب آپ کو اپنے رویے پہ تمغہ چاہیے نا تو ایسا کریں اپنی انسٹاگرام کی آئی ڈی پر جا کر میرے میسج چیک کریں..."

وہ منتظر نظروں سے اُس کو دیکھ رہی تھی جس نے ماتھے پہ تیوری لیکر تعجب سے پوچھا...

"ابھی...؟"

"جی ابھی... اسی وقت..."

داؤد نے بھنویں اچکاتے ہوئے اپنی جیب سے فون نکالا. انسٹرا گرام پہ گیا... میسج ریکویسٹ کھولی وہاں پہ افشین کی جانب سے دس میسج ملے ہوئے تھے ان پہ کلک کیا... تمام تصویریں تھیں. ایک ایک کر کے سب کو کھولتا گیا مگر وہ سمجھا نہیں کہ کسی لاغر مریض کی تصویریں اس کو بھیجنے کی کیا تک بنتی ہے... اس نے فون افشین کے سامنے لہرایا...

"یہ سب کیا ہے؟ یہ کس کی تصویریں ہیں اور مجھے کیوں بھیجی ہیں...؟"

"یہ آپ کا تمغہ امتیاز ہے. میری ہنستی کھیلتی زندگی سے بھرپور دوست جس کو اُس کا شوہر رد کر گیا اور وہ اتنی شکر گزار ہوئی کہ موت کے منہ تک جا پہنچی..."

داؤد نے نا سمجھی سے افشین کو دیکھا پھر اپنی ماں کو جو آنسو پونچھ رہی تھیں... بات کو سمجھنے کے بعد پلکیں جھپکنا بھول گیا... حیرت و صدمے سے اپنے فون کی سکرین پہ موجود اُس ڈھانچے کو دیکھے گیا...

"یہ سب اُس کے ساتھ آپ نے کیا تھا... آپ کی دوری نے... آپ کے بے رحم الفاظ نے... آپ کے مغرور رویے نے ایک جیتی جاگتی لڑکی مار دی. اب جس صفا کو سامنے پا کر آپ کے اندر قرب کی خواہشات جنم لے رہی ہیں نا... یہ وہ لڑکی ہے جس کے ٹوٹے اعتبار، ٹوٹے اعتماد، ٹوٹے دل اور ٹوٹی شخصیت کو اُس سے پیار کرنے والوں نے اپنی محبت کے پھاہے اور پیوند لگا لگا کر سالوں میں اُس کو دوبارہ

سے مسکرانے پہ مجبور کیا ہے اور اس وقت وہ اپنی زندگی میں خوش و مگن ہے. ہاں... کبھی کبھار دورہ پڑتا ہے اُس شخص کو یاد کر کے اُداس ہوتی ہے مگر ہم ہیں نا... ہم سنبھال لیتے ہیں. اگر وہ آپ سے محبت نہ کرنے لگی ہوتی تو اس طرح نہ ٹوٹتی. اب آپ کے اندر ذرا سی بھی انسانیت ہو گی آپ صفا سے دور رہیں گے. وہ آپ سے طلاق لے گی اور میں اُس کی شادی کسی بہت اچھے انسان سے کرواؤں گی جو جسم کے اندر چھپے انمول دل کی نہ صرف پہچان رکھتا ہو گا بلکہ قدر دان بھی ہو گا. اللہ حافظ..."

وہ جو آج بڑے جوش میں صفا کے گھر منتقل ہونے کا ارادہ کئے ہوئے تھا... منہ کے بل گرا... سامنے نظر آتی تصویریں صفا کی کب تھیں... اتنی بے رونقی... اتنا اُجاڑ... اتنی مایوسی... اس قدر تباہی اور اس سب کا ذمہ دار میں ہوں...؟

افشین کب کی جا چکی تھی. امی بھی خاموشی سے کمرہ چھوڑ گئیں... اس کے کان میں ثمرین کی آواز پڑی...

"بھائی میں بھی آپ سے یہی کہنا چاہوں گی کہ اگر صرف چند دنوں کے لیے آپ صفا بھابھی کی جانب متوجہ ہوئے ہیں تو اُن کے ساتھ ایک دفعہ پھر زیادتی مت کیجئے گا... اُن کو طلاق دے دیں..."

وہ کچھ نہ کہہ سکا... سر جھکائے بیٹھا رہا... ثمرین بھی کمرے سے نکل گئی... اس کی نظریں جیسے سکرین کے ساتھ چمٹ گئی ہوں... داؤد کو سچائی نے بری طرح متاثر کیا تھا... بھوک پیاس سب مر گئی تھی... وہاں سے اُٹھا اور جا کر اپنے کمرے میں بند ہو گیا مگر کسی پل چین نہیں پڑا... آخر کار گاڑی کی چابی لیکر کمرے سے نکل آیا... آنکھوں کی سُرخی کو چھپانے کے لیے کالے عدسوں کی مدد لی...

اُس کو دیکھتے ہی امی نے سوال کیا... "اب کہاں نکل رہے ہو؟ بارات کا وقت ہو رہا ہے... تم تیار بھی نہیں ہوئے..."

"میرا نہ جانا ہی اچھا ہے ویسے بھی مجھے نہیں لگتا کوئی میری غیر موجودگی کو محسوس کرے گا..." لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر آ گیا...

"مگر جا کہاں رہے ہو...؟"

"اس وقت تو دل کر رہا ہے کسی طرف منہ کر جاؤں..."

جذبات کی زیادتی سے آواز بلند ہو رہی تھی. وہ چُپ کر گیا... گہری سانس خارج کرتے ہوئے مُڑا...

"میں نے آپ سے کہا تھا کہ اُس کو مجھ سے بچا لیں... کہا تھا کہ وہ میری زبان کا زہر سہہ نہیں پائے گی... دیکھ لیں آپ کو بھی تو اُس سے محبت چھوڑ ہمدردی بھی نہ تھی... افشین کہتی ہے کل صفا ہار گئی تھی مگر مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ جیسے وہ نہیں میں ہار گیا ہوں..."

وہ مڑا اور گاڑی لیکر نکل گیا... امی نے پریشانی سے اُس کی خاک اُڑاتی جاتی گاڑی کو دور تک دیکھا...

****

چائے کا خالی کپ میز پہ رکھا تھا... نیند ابھی تک مہربان نہیں ہو رہی تھی... حالانکہ چوکیدار نے تصدیق کر دی تھی کہ داؤد گھر سے کب کا جا چکا تھا مگر اس کے باوجود وہ پر سکون نہیں ہو پا رہی تھی... آنے والے میسج کو دیکھنے کے لیے موبائل اُٹھایا... نوٹیفیکیشن پہ ثمرین کا نام تھا... اس نے میسج کھولا...

تصویریں... ثمرین نے چار دن پہلے بھی اُس کو تصویریں بھیجی تھیں جنہیں دیکھنے کا حوصلہ نہ پاتے ہوئے ویسے ہی ایپ بند کر دی تھی... آج نہ کر سکی... سلیمان باپ کی گود میں تھا...

صفا کتنی دیر پلک جھپکے بغیر اُس تصویر کو دیکھے گئی... دماغ کے پردوں پر ماضی کے واقعات دستک دینے لگے... وہ ساری تکلیف دہ یادیں جن کو ایک باکس میں بند کر کے گیلری کے ایک کونے میں ڈال رکھا تھا زندہ ہو کر آنے لگیں.. وہ میکانکی انداز میں اُٹھی... سیڑھیوں کے ساتھ سٹور روم میں پڑی لوہے کی سیڑھی لگا کر گیلری پہ چڑھی... بتی جلائی اور کونے میں رکھا گتے کا باکس اُٹھایا... باکس کو لا کر ہال کی میز پہ رکھا خود صوفے پہ پیر اُوپر کر کے بیٹھ گئی... باکس کو اپنے برابر صوفے پہ رکھا اور ڈھکن کھولا...

سب سے اوپر فریم والی تصویر پڑی ہوئی تھی... یہ اُس کی پسندیدہ تصویر تھی یا شائد کبھی ہوتی تھی... اس نے فریم ہاتھ میں لیکر شیشے پہ انگلیاں پھیریں... تصویر میں دو مرد اور ایک لڑکی تھی جو کہ وہ خود تھی مگر حال سے بہت مختلف... زمین آسمان کا فرق کہا جائے تو غلط نہیں ہو گا... مگر جو چیز قابلِ توجہ تھی وہ تصویر میں موجود ہنستے ہوئے نوجوان لڑکے کا چہرہ تھا...

ایک وقت تھا جب صفا کو اس سے زیادہ حسین چہرہ کوئی نہ لگتا تھا. ایسا نہیں تھا کہ شروع سے وہ اس کو پسند کرتی آئی تھی... وہ خاندان کا سب سے خوبرو لڑکا تھا... سونے پہ سُہاگا لائق بھی اُتنا ہی تھا... ذمیدار... سنجیدہ پر ایک بہت بڑی خامی تھی... اکڑ بہت تھی خود کو سب سے الگ سمجھتا تھا... بلاوجہ کسی سے بات تک نہیں کرتا تھا... ہر وقت سر پہ ایک ہی بھوت سوار ہوتا کہ بہت آگے جانا ہے جس کہ وجہ سے سترہ سال کی عمر سے ہی وہ اپنا کما رہا تھا... وقتاً فوقتاً بیرونِ ممالک سے جاب کی آفرز بھی آتی رہیں مگر جس نے اُس کو ہاں کہنے پہ مجبور کیا وہ پچیس سال کی عمر میں امریکہ کی ایک ملٹی نیشنل کمپنی کی جانب سے بڑے

تصویریں... ثمرین نے چار دن پہلے بھی اُس کو تصویریں بھیجی تھیں جنہیں دیکھنے کا حوصلہ نہ پاتے ہوئے ویسے ہی ایپ بند کردی تھی... آج نہ کر سکی... سلیمان باپ کی گود میں تھا...

صفا کتنی دیر پلک جھپکے بغیر اُس تصویر کو دیکھے گئی... دماغ کے پردوں پر ماضی کے واقعات دستک دینے لگے... وہ ساری تکلیف دہ یادیں جن کو ایک باکس میں بند کر کے گیلری کے ایک کونے میں ڈال رکھا تھا زندہ ہو کر آنے لگیں.. وہ میکانکی انداز میں اُٹھی... سیڑھیوں کے ساتھ سٹور روم میں پڑی لوہے کی سیڑھی لگا کر گیلری پہ چڑھی... بتی جلائی اور کونے میں رکھا گتے کا باکس اُٹھایا... باکس کو لا کر ہال کی میز پہ رکھا خود صوفے پہ پیر اُوپر کر کے بیٹھ گئی... باکس کو اپنے برابر صوفے پہ رکھا اور ڈھکن کھولا...

سب سے اوپر فریم والی تصویر پڑی ہوئی تھی... یہ اُس کی پسندیدہ تصویر تھی یا شائد کبھی ہوتی تھی... اس نے فریم ہاتھ میں لیکر شیشے پہ انگلیاں پھیریں... تصویر میں دو مرد اور ایک لڑکی تھی جو کہ وہ خود تھی مگر حال سے بہت مختلف... زمین آسمان کا فرق کہا جائے تو غلط نہیں ہو گا... مگر جو چیز قابلِ توجہ تھی وہ تصویر میں موجود ہنستے ہوئے نوجوان لڑکے کا چہرہ تھا...

ایک وقت تھا جب صفا کو اس سے زیادہ حسین چہرہ کوئی نہ لگتا تھا. ایسا نہیں تھا کہ شروع سے وہ اس کو پسند کرتی آئی تھی... وہ خاندان کا سب سے خوبرو لڑکا تھا... سونے پہ سُہاگا لائق بھی اُتنا ہی تھا... ذمیدار... سنجیدہ پر ایک بہت بڑی خامی تھی... اکڑ بہت تھی خود کو سب سے الگ سمجھتا تھا... بلاوجہ کسی سے بات تک نہیں کرتا تھا... ہر وقت سر پہ ایک ہی بھوت سوار ہوتا کہ بہت آگے جانا ہے جس کہ وجہ سے سترہ سال کی عمر سے ہی وہ اپنا کما رہا تھا... وقتاً فوقتاً بیرونِ ممالک سے جاب کی آفرز بھی آتی رہیں مگر جس نے اُس کو ہاں کہنے پہ مجبور کیا وہ پچیس سال کی عمر میں امریکہ کی ایک ملٹی نیشنل کمپنی کی جانب سے بڑے

اچھے سیلری پیکج والی آفر تھی جسے وہ انکار نہ کر پایا... ہاں کہتے ہی اُس کو امریکہ جانا پڑا... پہلا کنٹریکٹ دو سال کا تھا جسے ختم کر کے وہ پاکستان آیا ہوا تھا... اُن دنوں گھر میں اُس کی شادی کے علاوہ اور کوئی ٹاپک نہ رہا...

ایسے میں جب اچانک سے کرم الٰہی یعنی صفا کے دادا نے یہ اعلان کر دیا کہ انہوں نے صفا اور داؤد کی شادی طے کر دی ہے... صفا پہلے بے یقین ہوئی پھر ساتویں آسمان پہ پہنچ گئی... ارے اتنا بڑا خزانہ ملا تھا... دن میں بھی یوں مدہوش پھرتی جیسے پی رکھی ہو... وہ کام کرنے لگی جس کا کبھی شوق ہی نہ رہا تھا... خواب.... وہ خواب بننے لگی... جاگتی آنکھوں کے خواب تھے جو بعد میں کانٹے بن گئے...

گھر میں پیسے کی کمی کبھی تھی ہی نہیں... وہ دنیا کو بھول کر اپنی شادی کی شاپنگ میں مگن ہو گئی... یہ تک نہ جان سکی کہ اُس کی پھوپھی کے گھر میں کیسے کیسے زلزلے آ رہے تھے... اس کو کیسے کیسے القابات مل رہے تھے... کن کن الفاظ میں اُس کا ذکر ہو رہا تھا... وہ انجان تھی اور آخری پل تک انجان ہی رہی یہاں تک کہ پانی سر سے گُزر گیا...

فریم کے شیشے کے اوپر پانی کا ایک قطرہ گرا... پہلے ایک پھر دو... پھر تین...

اُس نے فریم ایک طرف رکھ دیا... اگلی تصویر دیکھ کر منہ سے آہ نکل گئی... اس وقت جب بیوٹیشن کے تیار کرنے کے بعد اُس نے آئینے میں اپنا عکس دیکھا... حیرت سے سانس لینا بھول گئی... کیا وہ اتنی پیاری ہے...؟ مگر اس وقت اپنی تصویر دیکھ کر سینے سے سسکیاں نکلیں... کانوں میں اُس آدمی کی آواز پگھلے ہوئے سیسے کی طرح گرنے لگی...

اتنے سال گزر جانے کے بعد بھی تکلیف میں کمی واقع نہیں ہوئی تھی... آج اُس کو سامنے دیکھ کر سارے زخم کھُل گئے تھے جن میں سے لہو رس رہا تھا...

****

چھت پہ پڑی چارپائی پہ چت لیٹا وہ آسمان پہ چمکنے والے تاروں پہ نظر جمائے ہوئے تھا مگر ذہن اپنے ساتھ نہیں تھا خود کو اس وقت اتنا نم محسوس کر رہا تھا کہ جیسے ہر احساس ہر حس منجمند ہو گئی ہو... اس کا واضح ثبوت سردیوں کی رات میں چھت پر ننگی چارپائی پہ بغیر کسی چادر کے اُس کی موجودگی تھی.. آج بھی یادوں میں وہ دن زندہ تھا جب ابا کے منہ سے وہ الفاظ نکلے تھے جنہوں نے اُس کی زندگی ہی بدل دی... اُن کی کہی بات پر وہ کتنی دیر ان کا منہ دیکھتا رہا پھر کہیں جا کر بولا...

"ابا آپ نے کیا کہا ہے...؟"

"ہم نے صفا کے ساتھ تمہاری شادی طے کر دی ہے..."

اُس کا قہقہہ نکل گیا... کتنی دیر ہنستے رہنے کے بعد اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیر کر خود کو سنجیدہ کرنے کی کوشش کی کیونکہ امی ابو اُس کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے وہ پاگل ہو گیا ہو...

"یار آپ لوگوں نے بڑا اچھا مذاق کیا ہے حالانکہ آج اپریل فول بھی نہیں ہے..."

ابا کے چہرے پر لالی پھیل گئی... "میرا اور تمہارا کب سے مذاق چل رہا ہے...؟"

اس دفعہ اُس کا ماتھا ٹھنکا... "ابا ظاہری بات ہے جو آپ نے کہی ہے ایسا مذاق ہی ہو سکتا ہے..."

"آخری دفعہ دہرا رہا ہوں اگلے مہینے کی چوبیس کو تمہاری اور صفا کی شادی ہے..."

باری باری ماں باپ کی شکل دیکھی پھر حقیقت اُس پر پہاڑ کی طرح گری اور وہ تڑپ اُٹھا... باپ کا ہمیشہ سے ادب کرتا آیا تھا... آج بھی ان کے سامنے بولنے کی جرات نہ کر سکا مگر جیسے ہی وہ کمرے سے نکلے، ماں کے سامنے وہ پھٹ پڑا...

"مجھے گولی مار دیں..."

"اللہ معاف کرے کیا اول فول بک رہے ہو..."

"سچ کہہ رہا ہوں مجھے جان سے مار دیں کیونکہ میں یہ شادی نہیں کر رہا ہوں..."

"داؤد کیا کہہ رہے ہو؟ بیٹے یہ تمہارے نانا ابو کا فیصلہ ہے..."

"آج تک میں اُن کو بڑا عقلمند اور بُردبار آدمی سمجھتا آیا ہوں پر وہ تو خالی نکلے..."

"داؤد زبان کو قابو کرو..."

"کیا قابو کروں؟ اور کیوں؟ میری طرف سے اپنے شوہر اور والد کو میرا پیغام پہنچا دیں... مجھے اُن کا فیصلہ منظور نہیں ہے... انکار کر رہا ہوں... صاف انکار..."

ابو شاید باہر ہی کہیں کھڑے تھے... واپس کمرے میں آئے تو غصے سے بھرے ہوئے تھے...

"کیا تکلیف ہے جس کی بنا پر انکار کر رہے ہو...؟"

وہ ٹھٹھکا... "وہ... میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں..."

اُس نے ہوائی فائر کیا جس پہ ابا بڑے تحمل سے بولے...

"تو یہ کون سی بڑی بات ہے؟ میں بھی شادی سے پہلے کسی اور لڑکی کو پسند کرتا تھا... میری شادی تمہاری ماں سے ہوئی... تیس سال سے خوشحال ازدواجی زندگی گزار رہے ہیں..."

"مجھے صفا پسند نہیں ہے..."

"کیوں...؟"

"لگتا ہے آپ نے محترمہ کو کبھی غور سے تو کیا ویسے بھی نہیں دیکھا ہے..."

"فضول بکواس نہ کرو... وجہ بتاؤ..."

جو کہنا چاہتا تھا وہ نہ کہا بلکہ بولا... "وہ بڑی امیچور قسم کی لڑکی ہے..."

"یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے... ابھی اُس کی عمر ہنسنے کھیلنے کی ہے... ظاہری بات ہے تئیس سال کی عمر میں وہ ساٹھ سال کی سنجیدگی تو نہیں دکھا سکتی..."

"اس کا اور میرا کوئی جوڑ ہی نہیں ہے..."

"وہ تمہارے نانا کی پوتی ہے... اپنے نانا سے واقف ہو؟ یا میں تعارف کرواؤں؟ یہاں اگر کسی کا پلڑا بھاری ہے تو وہ صفا ہے... تم اُس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہو..."

"(ہاں یہی تو میں کہنا چاہ رہا ہوں... وہ مجھ سے بھاری ہے...)"

"میں کچھ نہیں ہوں ابا؟ آپ یہ بات کر رہے ہیں؟ مجھے بڑا ہی دکھ ہوا ہے... مجھے وہ دن بتائیں جب آخری دفعہ میں نے آپ سے جیب خرچ مانگا تھا یا اپنی فیس مانگی تھی...؟"

"جتنا تم کماتے ہو اتنی صفا کی ایک سال کی زکواۃ نکلتی ہے..."

"مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ کوئی بڑا ہی خوفناک قسم کا خواب دیکھ رہا ہوں... آپ ایک سیلف میڈ کامیاب آدمی کا مقابلہ ایک ایسی جاہل لڑکی کے ساتھ کر رہے ہیں جو پاس بھی رشوت دیکر ہوتی ہے... جس دولت کا آپ مجھ پہ رُعب ڈال رہے ہیں وہ صفا کی نہیں ہے اُس کے باپ دادا کی کمائی ہے... وہ صرف اُن کے گھر پیدا ہوئی ہے. خوش قسمت لڑکی ہے اور بس... مجھے خوش قسمت لڑکی نہیں چاہیے بلکہ اپنے جیسی قابل، روشن دماغ اور محنت کرنے والی سمارٹ لڑکی چاہیے... ایک دفعہ پھر اپنا انکار دہرا رہا ہوں..."

"تم انکار نہیں کر سکتے ہو...؟"

"کر سکتا ہوں... بلکہ کر چکا ہوں..."

"میں کہہ رہا ہوں نا تو مان لو... تمہارے پاس انکار کی گنجائش ہی نہیں ہے..."

"ابا میں ایک آزاد اور اپنی مرضی کا مالک شخص ہوں..."

"ٹھیک ہے... اتنے ہی آزاد اور مرضی کے مالک کامیاب انسان ہو تو اپنے نانا کو وہ رقم واپس کر دو جو انہوں نے تمہارے باپ کو مشکل وقت میں سے نکالنے کو دی تھی..."

"آج کوئی بات رہ نہ جائے جو میرا رشتوں پہ اعتبار قائم رکھے... اگر یہی میری آزادی کا پروانہ ہے تو دے دیتا ہوں... بتائیں کتنی رقم ہے...؟"

"ساڑھے چھ کروڑ...!چیک کاٹ دو اور میں ابھی جا کر بڑے ابا سے معافی مانگ کر یہ رشتہ ختم کر آؤں گا..."

"چھ کروڑ...؟"

"چھ نہیں ساڑھے چھ..."

"اتنی بڑی رقم آپ نے کب لی اور کیوں...؟یا مجھے پھنسانے کے لیے جھوٹ بول رہے ہیں...؟"

"اب باپ کو جھوٹا بھی بولو گے..."

"مجھے کچھ علم نہیں میرے منہ سے کیا نکل رہا ہے...اتنا پتا ہے کیا کچھ کہنے سے خود کو بڑی مشکل سے روک رہا ہوں..."

"ڈھائی سال پہلے میری کمپنی والوں نے مجھ پہ چوری کا الزام لگا کر میرے خلاف کیس کیا تھا. ان کے پاس میرے خلاف جھوٹے شوائد اس قدر مضبوط تھے کہ مجھے پہلی پیشی پر ہی سزا ہو جاتی...اُس وقت تمہارے بڑے ابا نے اُن لوگوں کو ساڑھے چھ کروڑ روپیہ دیکر میری جان چھڑوائی تھی...یہ تو ایک طرف آج تک انہوں نے اس گھر کو دیا ہی ہے بغیر احسان جتائے بغیر محسوس کرائے..."

"اب وصول جو کرنے جا رہے ہیں...بڑے ابا تو بہت بڑے سیاستدان نکلے اور آپ کو قربانی دینے کے لیے میں ہی نظر آیا ہوں...آپ کا ایک بیٹا اور بھی ہے اُس کی بلی دے لیں نا..."

"اگر انہوں نے اس کا نام لیا ہوتا تو میں تمہیں زحمت نہ دیتا..."

"اچھا جی اب اُس موٹی کے لیے میری بولی لگی ہے...میری یہ اوقات رہ گئی ہے..."

"منہ سنبھال کر بات کرو..."

"میرے ساتھ یہ ظلم کیوں کر رہے ہیں؟ کیا میں آپ کی سگی اولاد نہیں ہوں...؟"

"میری سگی اولاد ہی ہو اسی لیے مجھے تم سے اس قدر چھوٹے پن کی توقع نہیں تھی..."

"میں خود بڑے ابا سے بات کروں گا... مجھے یقین ہے وہ میری بات سمجھ جائیں گے..."

ابا نے اس کی بجائے امی کو مخاطب کیا... "اس کو کہہ دو جو کرنا چاہتا ہے، جیسا چاہتا ہے کر لے پر ایک بات تم سب لوگ کان کھول کر سُن لو... میں احسان فراموش انسان نہیں ہوں. اگر اس نے جا کر بڑے ابا سے کچھ بھی ایسا ویسا بولا، میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ گھر چھوڑ دوں گا. جب مجھے پوری دنیا کے سامنے زلیل ہونے کے ڈر سے خود کُشی کرنا بہتر لگ رہا تھا تب وہ بھلا شخص میرے کام آیا اور آج اگر وہ میرے چھوٹی سوچ والے بڑے بیٹے کو اپنی اتنی امیر اور اچھی بیٹی گھر آ کر دے رہے ہیں تو میں انکار ہر گز نہیں کروں گا... شادی ضرور ہو گی اور اسی نالائق کی ہو گی ورنہ باپ پر فاتحہ پڑھ لے..."

"جب آپ لوگ لوجک کا جواب نہیں دے سکتے تو اولاد کو ٹریپ کرنے کو ایموشنل بلیک میلنگ شروع کر دیتے ہیں..."

"یہ بلیک میلنگ نہیں ہے... داؤد اکرام صاحب... یہ آپ کے باپ کی بے بسی ہے جو وہ آپ کے سامنے یوں لجاحت سے بات کرنے پر مجبور ہو گیا ہے.... ایک وہ اولاد ہوتی ہے جن کے لئے والدین کی بات حکم کا درجہ رکھتی ہے اور ایک میرا خود کو لائق اور قابل سمجھنے والا خود پسند سپوت ہے جس کو باپ کی بے بسی بھی ڈرامہ لگ رہی ہے... میں مزید کچھ نہیں کہوں گا... وہی کرو جو تمہاری مرضی ہو..."

اتنا کہہ کر وہ کمرے سے نکل گئے... جب تک اُن کے پیروں کی گونج سنائی دیتی رہی وہ سر جھکائے بیٹھا فرش کو گھورتا رہا... باہر والے گیٹ کے بند ہونے کی آواز آتے ہی اُس نے میز پر رکھا کانچ کا گلدان اُٹھا کر پوری قوت سے دیوار پہ دے مارا...

مدیحہ نے بیٹے کو داد دیتی نظروں سے دیکھا... "امید کرتی ہوں دس ہزار کا واز توڑ کر دل میں لگی آگ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے پڑے ہوں گے..."

وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر ماں کے قدموں میں بیٹھ کر اُن کے ہاتھ پکڑ کر منت کرتے بولا...

"آپ اُس کو کیسے اپنی بہو بنانے کا خواب دیکھ سکتی ہیں؟ وہ کہیں سے بھی بائیس تئیس کی لڑکی نہیں لگتی ہے... چالیس سال کی عورت معلوم ہوتی ہے..."

"اب ایسا بھی اندھیر نہ مچاؤ... ہاں مانتی ہوں وہ تمہارے مقابل کی نہیں ہے مگر وہ میری بھتیجی ہے... سارے خاندان میں تمہارا اُس کے ساتھ نام لیا جا رہا ہے... میں یہاں پر کچھ کہہ کر ہمیشہ کے لیے اپنا میکہ نہیں چھوڑ سکتی..."

"آپ اس قدر بزدل کیسے بن سکتی ہیں؟ انصاف کی بات کیوں نہیں کر سکتی ہیں؟ اپنے بیٹے کی زندگی کا خیال نہیں ہے...؟"

"تو کیا کروں؟ تمہارے باپ کے ساتھ بیر باندھ لوں... جب وہ ایک بات منہ سے نکال چکا ہے تمہارے نانا کو ہاں کہہ چکا ہے تو اب وہ ہم دونوں کو تو چھوڑ دے گا پر اپنی بات سے نہیں ہٹے گا..."

"عجیب بے تکا پن ہے... یہاں میری آنکھوں کے سامنے میری ساری زندگی کی ماں بہن ایک ہو رہی ہے اور آپ لوگ اپنی جھوٹی انا کے رونے روئے جا رہے ہیں... آپ کو میں کہہ رہا ہوں اپنی اُس دو من کی بھتیجی پر ہی رحم کھا لیں... میں بڑا بد لحاظ بندہ ہوں اور وہ بڑی نازوں پلی ہے..."

"اب کچھ نہیں ہو سکتا... کارڈ چھپنے جا چکے ہیں... میرج ہال کی بکنگ ہو چکی ہے... بری کا آرڈر دیا جا چکا ہے..."

"ہر چیز کو آگ لگا دوں گا اور بری کس کے لیے بنوا رہی ہیں؟ اُس کے لیے آڈر پہ بوریاں سلوائیں جن میں وہ پوری آئے گی..."

"تم کچھ زیادہ ہی بد تمیزی پہ نہیں اُتر آئے...؟"

"سوچ لیں... ابھی تو شروعات ہے... وہ میری زبان کے زہر کی مار نہیں سہہ پائے گی... میری نہیں تو اُس کی خاطر کچھ کریں... کسی بھی طرح سے یہ شادی رکوائیں..."

"وہ میرے مرحوم بھائی کی اکلوتی اولاد ہے. تم سمجھتے کیوں نہیں ہو اتنی بڑی جائیداد کی تن تنہا مالک ہے... تمہاری آنے والی نسلیں گھر بیٹھ کر کھائیں گی..."

"آپ لالچ میں یہ بھول رہی ہیں کہ اس سب آرام کے لیے آپ کے بیٹے کو کتنی بڑی قربانی دینی پڑے گی... اپنی خواہشات مارنی پڑیں گی جس کے لیے میں بالکل بھی تیار نہیں ہوں..."

"تمہارے ہی خاندان میں نام لے دوں نا تو کئی لڑکے رشتہ کرنے کو تیار ملیں..."

"تو پھر دیر کس بات کی ہے... کروادیں اس کا رشتہ کسی اور سے... نانا کے سر کا بوجھ بھی اُتر جائے گا اور آپ کے سر سے اُن کی احسان مندی بھی اُتر جائے گی..."

مدیحہ نے فکر مندی سے بیٹے کو دیکھا پھر گہرا سانس بھرتے ہوئے اپنی جگہ سے اُٹھیں... "اچھا... میں وعدہ نہیں کرتی ہوں پر تمہارے ابا سے بات کرنے کی کوشش کروں گی..."

"اوہ گاڈ تھینک یو... تھینک یو سو مچ... مجھے پورا یقین ہے اماں اگر آپ دل سے کوشش کریں گی تو ہو ہی نہیں سکتا کہ ابا آپ کو انکار کر جائیں..."

"اب یہ تم اپنے دل کی تسلی کے لیے کچھ زیادہ ہی توقعات باندھ رہے ہو. میں نے صرف بات کرنے کا وعدہ کیا ہے..."

* *

وہ اپنے بیڈ کے اوپر اپنے جہیز کے کپڑے پھیلائے بیٹھی بار بار اُن کا جائزہ لے رہی تھی... اپنے اوپر دوپٹہ اوڑھ کر شیشے کے سامنے گھومتی اپنے عکس کو دیکھ کر خوش ہوتی... دروازے پہ ہونے والی دستک نے اُس کو اپنی جانب متوجہ کیا... بے اختیار نظر وال کلاک پہ گئی... رات کے ساڑھے بارہ ہو رہے تھے... گھر میں سب جلدی سو جانے کے عادی تھے...

دروازہ کھولنے سے پہلے اُس نے پوچھنا مناسب سمجھا... "کون ہے...؟"

"داؤد ہوں... دروازہ کھولو..."

اُس کی آنکھیں پھیل گئیں... "یہ یہاں کیا کر رہے ہیں...؟"

پھر کسی خیال کے جاگتے ہی فٹ سے کنڈی گرادی...

"دیوار پھلانگ کر آئے ہیں نا...؟"

"تمہیں کیسے پتا...؟"

"کیونکہ نہ باہر کے دروازے کے بجنے کی آواز آئی نہ کسی کے کھولنے کی... ویسے بھی آپ کی تو پُرانی عادت ہے ہمارے گھر کی دیواریں پھلانگنے کی..."

"تم سے ضروری بات کرنے کے لیے آیا ہوں..."

"کہیے...!"

تبھی شمس بابا کہیں سے چراغ کے جن کی طرح نمودار ہوا...

"چھوٹے خان... کھانا پانی لاؤں؟ آج کھیر بنی ہے..."

صفا کی جانب پُشت کر کے شمس بابا کو جواب دیا...

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے..."

"تو پھر بستر لگا دوں...؟"

"نہیں... میں رُکنے نہیں آیا ہوں..."

"بڑے خان اپنے کمرے میں ہیں..."

بڑے ابا کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا... اسی لیے وہ انہی قدموں سے سیڑھیوں کی جانب مڑ گیا...

"اس وقت جلدی میں ہوں... بڑے ابا کو سلام دے دیجیے گا..."

صفا نے اُس کی پُشت کو دیکھا اور شمس بابا سے حیرت سے پوچھا...

"ارے انکو کیا ہوا ہے...؟"

"شائد غلطی سے آ گئے تھے بی بی آپ آرام کریں..."

اس نے کندھے اچکائے پھر شمس بابا سے بولی... "شب خیر بابا..."

"اللہ کی امان بیٹی..."

دروازہ بند کرنے کے بعد اُس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ بیڈ پر پڑے سامان میں سے ڈھونڈ ڈھانڈ کر اپنا موبائل نکالا.. اس عمل کے دوران آدھا سامان کارپٹ بچھے فرش کی زینت بنا آدھا پاس پڑی کُرسیوں پہ سجا... بیڈ خالی کر کے فون پہ اپنی دوست کا نمبر ملا کر وہیں لیٹ گئی... ایک دفعہ تو بیل ہوتی رہی مگر کوئی جواب نہ ملا دوسری دفعہ پھر سے کال ملائی... پانچویں بیل پہ سوئی اور غصے سے بھری آواز آئی...

"بڑی ہی ڈھیٹ ہڈی ہو صفا... اب کیا قیامت پڑ گئی جو رات کے پونے ایک بجے تمہیں میری یاد نے ستایا؟ سارا دن تمہارے ساتھ بازاروں کی خاک چھانی وہ کیا کم تھا... اب رات کا سکون غارت کرنے پہنچ گئی ہو..."

"تم اتنا تو خیال کرو ہو سکتا ہے کوئی بہت بڑی ایمرجنسی میں تمہیں کال کر رہی ہوں..."

"ہائے اللہ.... کیا بڑے ابا ٹھیک ہیں...؟"

"ہاں ہاں اللہ کے فضل سے اے ون ہیں..."

"تو پھر کیوں میرا جینا حرام کر رہی ہو...؟"

"افشین... سُنو نا... وہ میں نے یہ بتانا تھا کہ ابھی وہ آیا تھا..."

"کون ازرائیل...؟ پھر تمہیں چھوڑ کیوں گیا...؟"

"توبہ استغفار توبہ توبہ... ایسی دوست تو کسی دشمن کو بھی نہ ملے..."

"ہاں اب کیے جا پھاپھا کٹنیوں والے واویلے... سیدھی بات کی جانب مت مریو... ایسے بک رہی ہے جیسے ادھر میں نے کہا اُدھر ازرائیل تجھے لے چلیں گے..."

"تیرے منہ میں خاک کمینی ابھی تو میں نے دلہن بننا ہے..."

"کون آیا تھا...؟"

"وہ... داداوُد..."

"لو تو یہ کونسا نئی بات ہے؟ وہ جوان ہی اس گھر میں آتے جاتے ہوا ہے..."

"مجھے کہہ رہا تھا کوئی ضروری بات کرنی ہے... ہائے افشی... کہیں وہ اظہارِ محبت نہ کرنے آیا ہو..."

"ابے موٹی... کہیں کر ہی نہ دے وہ اظہارِ محبت..."

"چیخ مت... اُس وقت تک تیری اپنی آنکھ کھل گئی ناتو معجزہ ہو گا..."

"ہائے مجھے بھوک لگ گئی ہے..."

"جاموٹی جا کر فرائز وغیرہ سے اپنی ٹینکی بھر... لوگ شادی کے لیے کیا کیا نہیں کرتے، ایک تو ہے جو زبان کے چسکے تک نہیں چھوڑ سکتی... کہا تھا چار دن روزے ہی رکھ لے... واک پر جایا کر... کوئی جم جوائن کر لے تاکہ لہنگے میں گیند کی بجائے دلہن لگے..."

"تم میری فگر سے سدا سے جیلس رہی ہو... چل جل ککڑی دفعہ ہو جا بدولت کچن میں جا رہے ہیں..."

"کسی دن پھٹ جاؤ گی..."

صفا نے جواب دینے کی بجائے لائن کاٹ دی... فون ایک طرف پھینکا پیر میں چپل اڑسا کر دروازہ کھولا... سامنے کبرٰی بی بی ٹرے لیے کھڑی تھی...

"میں دروازہ کھٹکھٹانے ہی لگی تھی..."

"جیو میری پیاری کبرٰی جیو ہزاروں سال... اللہ تمہیں حج کروائے... پیارا سا پوتا دے..."

"آمین صفا باجی... آمین..."

اُس نے ٹرے لی اور دروازہ بند کر دیا... ایک پیالی میں تھوڑی سی کھوئے والی کھیر، فرائز اور ساتھ میں سپرائٹ کا برف پڑا گلاس... اس نے ریموٹ سے ٹی وی چلایا اور ٹرے پر ٹوٹ پڑی...

* *

"شیر وانی کیوں نہیں پہنی ہے...؟"

اُس کے ایک کزن نے پوچھا تھا جس پہ اُس نے ایسی گھوری سے نوازا کہ پوچھنے والا جواب لیے بغیر ہی کمرے سے نکل گیا... شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اُس نے بال بنائے... طٰہٰ نے اُس پر پرفیوم چھڑکی جواب میں اُسے بھی گھوری ہی ملی... امی کمرے میں آئیں اور بیٹے کو وہی سوال کیا جو اب تک کئی لوگ کر چکے تھے...

"داؤد تیار کیوں نہیں ہوئے ہو...؟"

"اب کیا فاؤنڈیشن اور مسکارا لگاؤں جو آپ کو میری تیاری کی خبر دے...؟"

"پر کپڑے تو تم نے پہنے نہیں ہیں..."

"تو کیا آپ کو ننگا نظر آرہا ہوں...؟"

"کیا کرتے ہو؟ اپنی شادی والے روز لڑکے تو اتنے خوش ہوتے ہیں، تم شعلے چبائے بیٹھے ہو..."

"جو میرے ساتھ ہو رہا ہے وہ میری برداشت سے بہت باہر ہے... آج کے دور میں تو لڑکیوں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں ہوتا..."

"اگر تمہارا دل عورتوں کی طرح ٹسوے بہا کر تھک گیا ہو تو باہر نکل آؤ تا کہ بارات روانہ ہو... باقی کے آنسو واپسی کے لیے سنبھال رکھو..."

سب کے سامنے کہے ابا کے یہ الفاظ اس کو کرارے تھپڑ کی طرح محسوس ہوئے... زبان کو ایسی چُپ لگی کہ باقی کا سارا دن اُس نے دانت سے دانت نہ اُٹھایا...

بارات کا استقبال اور تواضع ویسی ہی کی گئی تھی جیسی ایک کڑوڑ پتی سے توقع کی جا سکتی ہے... داؤد کو ایسے ہی محسوس ہوا جیسے اپنی نہیں کسی اور کی شادی میں آ کر بور ہو رہا ہو... اُس کو کسی رسم سے کسی تحفے سے کوئی خوشی نہ ملی یہاں تک کہ جب دلہن کو لا کر اُس کے برابر بٹھایا گیا اُس کی ایک جھلک دیکھنے کی بیتابی نہ جاگی... جس جگہ کبھی دل دھڑکتا تھا وہاں پتھر کی سی سختی جنم لے چکی تھی جو ہر گُزرتے پل کے ساتھ بڑھ رہی تھی... گھر آنے کے بعد اُس نے ہر قسم کی رسم کا بائکاٹ کرتے ہوئے تھکاوٹ کا اظہار کر کے خود کو کمرے میں بند کر لیا مگر ٹھٹکا تب جب دروازہ بند کرنے پر بیڈ پہ موجود ہستی کی موجودگی کو محسوس کیا...

"آہ....!"

صفا نے اپنے گھونگھٹ کے پیچھے سے اُس کا جائزہ لیا... جو چیز سب سے قابلِ توجہ لگی وہ بیزاریت تھی... داؤد کے چہرے پر بڑے بڑے الفاظ میں درج تھا کہ کاش اس وقت وہ کمرے میں تنہا ہوتا...

"شاباش بس اسی طرح یہ تنبو تانے رکھو بس ایک احسان کرو بیڈ سے اُتر کر وہ صوفے پہ بیٹھ جاؤ..."

"وہ کیوں...؟"

"سوال نہیں کرنے..."

"وہ کیوں...؟"

"میرا دماغ خراب مت کرو... پہلے ہی بہت خراب ہے..."

"وہ کیوں...؟"

اس دفعہ صفا کی ہنسی نکل گئی... وہ دندناتا ہوا اس کے سر پہ آ کھڑا ہوا...

"ہنسی کس بات کی آئی ہے...؟"

"وہ کچھ نہیں... بس تین دفعہ ایک ہی فقرہ بولا نا تو اپنی ہی ہنسی نکل گئی..."

وہ دھیمے سرد لہجے میں غرایا...

"جہالت... اول درجے کی جہالت... نہ شکل... نہ صورت... نہ جسم... نہ تعلیم... نہ علم... نہ تمیز... کیا سمجھ لیا بڑے ابا نے...؟ داؤد ہی دنیا کا احمق ترین مرد رہ گیا ہے جو اس بوجھ کو اُٹھائے گا..."

صفا کی ہنسی تھم گئی... چہرے سے پلو ہٹا دیا اور بڑی بڑی سوالیہ نظروں سے اُس کو دیکھا...

"ابھی آپ نے کچھ کہا ہے یا میرے کان بجے ہیں...؟"

صفا نے تعجب سے اُس کو دیکھا جو دنیا بھر کی بیزاری آنکھوں میں بھر کر اُسی کو دیکھ رہا تھا... کتنی دیر گزر گئی وہ پلک جھپکائے بغیر اُس کو دیکھے چلا گیا... اب صفا کو الجھن ہو رہی تھی... تھوک نگلتے ہوئے اُس نے پاؤٹ بنا کر کمرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا کیونکہ داؤد اُس کو پریشان کر رہا تھا... وہ اپنی جگہ بڑبڑائی...

"سب جھوٹ بکواس ہے..."

"کیا جھوٹ بکواس ہے...؟"

"یہی جو کہانیوں فلموں میں دکھاتے ہیں اور جو سہیلیاں بکتی ہیں وہ بھی سب جھوٹ ہے..."

"کیا کہتی ہیں...؟"

"یہی کہ شادی والے دن شوہر بیوی کی تعریفوں میں زمین آسمان ایک کر دیتا ہے... اُس کے ساتھ ساری زندگی گُزارنے کی قسمیں کھاتا ہے وعدے کرتا ہے... یہاں تو صاحب یوں دروازے کے ساتھ لگے کھڑے ہیں جیسے کسی بھی وقت بھاگ لیں گے..."

"جب ان سب باتوں پہ غور کر رہی تھیں کیا دلہن کو بھی غور سے دیکھا تھا...؟"

"مطلب یہ کہ... خیر ادھر آؤ..."

صفا نے سر نیچے کر کے گھوری لیکر داؤد کو دیکھا... "کیا تعریف کرنے لگے ہو...؟"

"ایسی ویسی... ادھر تو آؤ..." وہ اپنا بھاری بھر کم لہنگا سنبھال کر گرتی پڑتی بیڈ سے اُتری... لہنگا اس قدر وزنی تھا کہ دو لڑکیاں اس کو چلنے میں مدد دینے پہ معمور رہی تھیں مگر اب کوئی نہ تھا... خود ہی جیسے تیسے داؤد کے پاس گئی... داؤد نے اس کو بازو سے پکڑا اور شیشے کے سامنے لا کھڑا کیا... ہیل کے بغیر وہ اُس کے کندھوں تک آ رہی تھی... صفا نے صدقے واری جاتی نظروں سے اپنے اور اُسکے عکس کو شیشے میں دیکھا پھر شرماتے ہوئے بولی...

"جیب میں کچھ ہے...؟"

"کیا...؟"

"ارے بھئی پیسے دیں..."

"کس لیے...؟"

"آپکی اور اپنی نظر اُتاروں..."

"مجھے اپنے کانوں پہ یقین نہیں آرہا کہ تم نے ابھی نظر اُتارنے کی بات کی ہے..."

"ہاں کی تو ہے..."

"نظر کس کو لگنی ہے؟ تمہیں...؟"

"ہ... ہم دونوں کو..."

"بلڈی ہیل مین... وئی آر لگنگ لائیک آ بلڈی جوک..."

"کیا...؟"

"کچھ نہیں... میں اس وقت زہنی طور پر اتنا فرسٹریٹیڈ ہوں کہ تمہارے کسی بے تکے سوال کا جواب نہیں دے سکتا... جاؤ جاکر اپنی شادی کا جشن مناؤ..."

اُس کے الفاظ سے زیادہ اس کا انداز تلخ تھا... صفا نے ہونٹ بھینچ کر بڑی مشکل سے آنسو روکتے ہوئے اُس سے پوچھا...

"آپ مجھ سے ناراض کیوں ہیں؟ کیا اس لیے کہ اُس دن آپ کی بات نہیں سُنی تو اس میں میرا کیا قصور ہے...؟ پہلے بابا آگئے پھر آپ خود ہی کچھ کہے بغیر وہاں سے چلے گئے..."

داؤد بے یقینی سے کتنی دیر تک اُس کی شکل دیکھے گیا... دل میں سوچ رہا تھا...

"کیا یہ نارمل لڑکی ہے...؟ اس کو اندازہ ہی نہیں ہے..."

نہ جانے اُس کے تاثرات میں ایسا کیا تھا جس پہ داؤد نے گہرا سانس خارج کرتے ہوئے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرا...

"چلو ایک کام کرتے ہیں... غم کو غلط کرتے ہیں... اب تم اتنی بھی بُری نہیں ہو کہ ون نائٹ سٹینڈ کا مزا نہ دے سکو."

"کیا مطلب...؟"

"مطلب نہ ڈھونڈو... ادھر آؤ..."

داؤد نے اپنی جیکٹ اُتار کر لاپرواہی سے وہیں فرش پہ پھینک دی... صفا نے پہلے جھک کر اُس کی جیکٹ اُٹھائی الماری سے ہینگر نکال کر اُس پہ لٹکائی... وہ اس عمل کو انتہائی سنجیدگی سے دیکھتا رہا...

"یہاں زندگی کی واٹ لگ گئی اس کو جیکٹ کی پڑی ہوئی ہے..."

غصے سے آگے بڑھا. اس کے ہاتھ سے ہینگر جھپٹ کر جیکٹ کھینچی اور واپس فرش پہ پھینک دی... صفا نے حیرت سے پہلے جیکٹ کو دیکھا پھر داؤد کو...

"ایسا کیوں کیا ہے...؟"

"میرا دل کر رہا تھا..."

"اچھا..."

"ہاں..."

"ایسے کپڑوں کی بے ادبی ہوتی ہے..."

"بھاشن نہیں... سُن رہی ہو بھاشن نہیں دینا ہے بلکہ بہت اچھا ہو گا اگر تم کچھ مت بولو... خاموش رہو..."

"اچھا..."

"ایک بات بتاؤ... کیا بڑے ابا کو تم سے ایک زرا سی بھی محبت نہیں ہے...؟"

"ایسا کیوں کہہ رہے ہیں...؟"

"اس لیے کہ انہوں نے سوچے سمجھے بغیر تمہیں کنویں میں دکھا دے دیا ہے..."

"اللہ نہ کرے... انہوں نے تو میرے لیے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے..."

"مجھے غور سے دیکھو... کہاں سے تمہیں اچھا فیصلہ لگ رہا ہوں...؟"

"آپ جیسا تو کوئی ہے ہی نہیں... اتنے پیارے ہیں... آنکھوں کا رنگ اتنا خوبصورت ہے..."

"اسی لیے تو کہہ رہا ہوں تمہارے لیے اگر کوئی لڑکا خریدنا ہی تھا تو تمہارے جیسا ڈھونڈتے... کوئی اندھا... نابینا جو سچائی نہ دیکھ پاتا..."

صفا کے دل کو کچھ ہوا... "کیا آپ شادی سے خوش نہیں ہیں...؟"

"ارے کیوں نہیں... خوشی تو مجھ سے سنبھالی نہیں جا رہی... دل کر رہا ہے سارے شہر میں ڈھنڈورا پیٹوں..."

صفا نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ٹشو سے داؤد کے ماتھے پہ آیا پسینہ پونچھ دیا... وہ ساکت رہ گیا...

"کس مٹی کی بنی ہوئی ہو...؟"

"کیا ہوا ہے...؟"

"کچھ نہیں... کچھ بھی نہیں... تم جو کرنا چاہو کرو... میں چینج کر کے سونا چاہتا ہوں... بلڈی فیٹ... اگلی... اگنورنٹ کاؤ..."

وہ خود تو واش روم میں بند ہو گیا... وہ رہ گئی انگریزی کا ترجمہ کرنے کو...

"فیٹ مطلب موٹا، اگلی مطلب بد صورت، کاؤ... گائے.... یہ کیا فقرہ ہوا؟ موٹا بد صورت گائے... ایک اور لفظ بھی تو بول کر گیا ہے اگ... اگ سے ہی تھا کچھ.... خیر دفع ہو جو بھی تھا... اب ابا نے داماد بھی کس انگریز کو بنایا ہے... کل گھر جا کر سب سے پہلے ڈکشنری منگواؤں گی..."

دروازہ کھلا وہ چُپ کر گئی... وہ اس کو اگنور کرتے ہوئے ساری بتیاں بند کر کے بیڈ پہ لیٹ گیا...

"بدتمیز انسان... اتنا پیارا ہے... اس کو تو بدتمیز کہنے کو بھی دل نہیں کرتا..."

"اجی سُنتے ہیں..." وہ جا کر اُس کے اوپر جھکی...

"جاہل عورت..."

"کون...؟"

"میری موت..."

"اللہ معافی دیں..."

"بھاڑ میں جاؤ..."

"میں نے آپ کے لیے ایک گفٹ لیا تھا... منہ دکھائی میں دینا چاہ رہی تھی..."

وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا... ہاتھ بڑھا کر لیمپ جلایا... وہ موٹی موٹی شرارتی آنکھوں سے اُس کو دیکھ رہی تھی...

"لاؤ... کدھر ہے گفٹ...؟"

"واہ... بڑے ہوشیار ہیں... گفٹ کا سُنتے ہی گھی شکر ہو گئے..."

"دینا ہے یا میں سو جاؤں...؟"

"اچھا بابا دیتی ہوں.... غصہ ہی کر جاتے ہیں..."

جھک کر بیڈ کے نیچے سے ایک بڑا سا باکس نکالا... بڑے شوق سے داؤد کی طرف بڑھایا...

داؤد نے باکس کو اپنے سامنے رکھا تو اندر سے کسی کے حرکت کرنے کی آواز آئی... داؤد نے ہاتھ پیچھے کر لیے ٹانگیں کھینچ لیں... "اس کے اندر کیا ہے...؟"

"ڈر کیوں رہے ہیں؟ کھول کر دیکھ لیں نا..."

اب کے اندر سے ایسی آواز آئی جیسے کوئی ڈسٹرب ہوا ہو... داؤد نے بڑی آہستگی سے باکس کے اوپر لگا لال ربن کھولا... باکس کا ڈھکن ہٹا کر اندر نظر ڈالی اور آنکھیں پھیل گئیں...

"کتے کا بچہ...؟"

"ہائے ایسے حیران کیوں ہو رہے ہیں؟ اس کو گود میں اُٹھا کر تو دیکھیں کس قدر حسین ہے..."

"حسین؟ اور کُتے کا بچہ؟ دماغ تو ٹھیک ہے...؟"

"ہائے اللہ اب بھی غصہ... اور کیا کتے کا بچہ کتے کا بچہ لگائی ہوئی ہے؟ پورے ڈھائی لاکھ روپیہ لگا کر اسلام آباد سے منگوایا ہے... نایاب نسل کا کُتا ہے..."

"کیا یہ میرے لیے منگوایا تھا...؟"

"تو اور کیا؟ منہ دکھائی کا تحفہ ہے، قبول کریں..."

"اس قدر چھوٹے بچے کو ماں سے جُدا کر دیا... اس کی تو آنکھیں بھی بند ہیں..."

"نہیں... سویا ہوا ہے چھوٹا نہیں ہے..."

"ہاں دیکھ سکتا ہوں کس قدر بڑا ہے..." وہ اُٹھا باکس پکڑا اور جا کر کمرے کے باہر رکھ کر دروازہ بند کر آیا...

وہ حیرت و پریشانی سے آنکھیں پھاڑے اُس کو دیکھے گئی جو دوبارہ بیڈ پر لیٹ کر بتی بُجھا چکا تھا...

"اس کو اتنی ٹھنڈ میں باہر چھوڑ دیا..."

"بند گھر ہے... نہیں مرتا..."

"اس قدر ظلم..." وہ گئی باکس اُٹھا کر کمرے کے اندر لے آئی...

"یہ کیا کر رہی ہو...؟"

"بہت چھوٹا ہے... باہر سردی میں اکڑ جائے گا..."

"میں تمہیں برداشت کر رہا ہوں یہی غنیمت جانو... اس پلے کو باہر چھوڑ کر آؤ..."

صفا کو حقیقی دکھ ہوا... "خود بھی باہر چلی جاتی ہوں... آپ سکون سے سو جائیں..."

"ہاں شاباش احسان کرو..."

"سچ مچ چلی جاؤں...؟"

"جی پلیز..."

"یعنی واقعی چلی جاؤں...؟"

"وائے دا ہیل آر یو سو تھِک...؟"

"کیا...؟"

"تمہارا سر..."

صفا نے باکس اُٹھایا اور کمرے سے نکل گئی... لہنگا جیولری اچھی خاصی آواز پیدا کر رہے تھے... باہر آئی سارا ہال اندھیرے میں نہایا ہوا تھا مگر وہ اس گھر میں آنکھیں بند کر کے گھوم سکتی تھی... دو دروازے چھوڑ کر تیسرے کمرے کو دروازہ کھولا... بستر کے ڈھیر میں سے ایک کمبل اُٹھا کر کمرے کے ایک کونے میں فولڈ کر کے رکھا پھر باکس کو اُس کے اوپر رکھا...

"اب تمہیں ٹھنڈ نہیں لگے گی... آرام سے سونا... میں نے کام والی کو کہہ دیا ہے صبح ہوتے ہی تمہیں دودھ پلا دے گی.."

"صفا...؟" اکرام صاحب کے حیرت بھرے سوال پہ وہ میکانکی انداز میں بولی...

"جی ماموں جی..."

"تم ادھر کیا کر رہی ہو...؟"

"وہ میں...وہ...یہ..."

"کیا داؤد نے کچھ کہا ہے...؟"

اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی داؤد کی آواز آئی...

"ابو یہ کتے کو کمبل دینے آئی تھی... ٹھنڈ کافی ہے نا اس لیے..."

"کتا کہاں سے آیا ہے...؟"

وہ جلدی سے بولی..."اسلام آباد سے..."

اکرام صاحب نے مزید کچھ نہ پوچھا...لبوں پہ مسکراہٹ لیے وہاں سے چلے گئے...وہ آگے بڑھا اور صفا کو بازو سے پکڑ کر کھینچتا ہوا کمرے کی جانب چلا گیا...

"کیا تماشہ قسم کی عورت ہو..."

"آپ مجھے بار بار عورت کیوں بول رہے ہیں...؟"

"تو اور کیا کہوں...؟"

"لڑکی...لڑکی ہوں..."

"اپنا سائز دیکھا ہے؟ کیا لڑکیوں والا ہے اور اس لباس میں کس قدر بیہودہ لگ رہی ہو...بھالو کہیں کی..."

وہ اپنا ہاتھ چھڑوا کر جلتی کڑھتی لباس بدل کر آ گئی...بیڈ کی خالی سائیڈ پہ لیٹ کر سر تک کمبل اوڑھ لیا...اندھیرے میں آنکھیں کھول کر سو تک گنتی گنتے ہوئے سونے کی کوشش کر رہی تھی جب کمر میں پڑنے والے مضبوط بازو نے اُس کو اپنی جانب کھینچا...

****

خلافِ معمول آج صفا کی آنکھ خود بخود کھل گئی تھی... باہر سے آنے والی آوازوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ دن چڑھ چکا ہے... واش روم سے فارغ ہونے کے بعد اُس نے کمرے کے پردے کھولے... بیڈ کی پائنتی پہ بیٹھ کر سوئے ہوئے داؤد کو دیکھے گئی... سوتے میں کس قدر پُر سکون لگ رہا تھا...

اُس نے انگلی کے پور سے اُس کے ماتھے پہ پڑے بال پیچھے ہٹائے... شرمیلی سی مسکراہٹ نے لبوں کا احاطہ کیا... پھر وہی لب اُس نے داؤد کی پیشانی پہ رکھے... جو بھی دل جلانے والی باتیں داؤد نے کی تھیں خود ہی اُنکا مداوا کر چکا تھا... اس وقت اُس کو دنیا کا حسین ترین مرد معلوم ہو رہا تھا... اسٹور روم میں رکھے باکس کا خیال آتے ہی وہ خاموشی سے کمرہ چھوڑ آئی...

داؤد کی آنکھ ماں کے جگانے پہ کھلی تھی... سب سے پہلی نظر اُس نے اپنے پہلو میں ڈالی جسے ماں نے بھی محسوس کیا، سمجھتے ہوئے بولیں...

"صفا تو کب کی نیچے گئی ہوئی ہے... پہلے تمہارے پپی کو ناشتہ کروایا پھر تمہارے ابا کے ساتھ سیاست پہ گفتگو کرتے ہوئے لسی کے ساتھ انکو سیب کاٹ کاٹ کر دیتی رہی..."

وہ کوئی جواب دیئے بغیر واش روم میں بند ہو گیا... جب تک باہر آیا ماں کمرہ سیٹ کروا کر صفا کا لہنگا ہینگ کر رہی تھیں...

"امی... آپ یہ سب رہنے دیں... پلیز صفا کو بلوا دیں..."

امی کے چہرے پہ پُر سکون مسکراہٹ چمک رہی تھی... انہوں نے ملازمہ کو بھیجا...

"جا کر دلہن سے بولو داؤد بلا رہا ہے..." خود یہ کہہ کر دروازے کی جانب بڑھیں...

"میں تمہارے لیے لسی بھیجتی ہوں..."

"نہیں ابھی نہیں... فلحال کسی چیز کی طلب نہیں ہے..."

اُس کی سنجیدگی بھانپتے ہوئے وہ اپنے خدشے کے تحت بولیں...

"تم نے صفا سے کچھ الٹا سیدھا تو نہیں بولا نا...؟"

"نہیں..."

"دیکھو بیٹا میں مانتی ہوں سب تمہاری مرضی کے خلاف ہوا ہے مگر صفا بہت اچھی ہے..."

"امی... میں بچہ نہیں ہوں جس کو کھلونا دیکر بہلا لیا جائے... آپ پلیز جائیں اور جا کر اُس عورت کو بھیج دیں..."

وہ خود ہی آ گئی.... کچے پیلے رنگ کے جوڑے میں کھلی رنگت لیے شاداب چہرے والی... مگر داؤد کو یہ سب نظر ہی نہ آیا. اس کا سارا فوکس اُس کی فگر پہ تھا چہرے کی گولائی پہ تھا... ماں کے جاتے ہی اُس نے دروازہ اند سے لاک کر دیا...

"بیٹھو... مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے..."

صفا جا کر صوفے پہ بیٹھ گئی... "جی...؟"

"میں نے یہ بات ہر ایک کے ساتھ کی ہے مگر کسی کی سمجھ میں نہیں آئی... میں اُمید کر رہا ہوں کہ کم از کم تم... تم سچائی کو قبول کرو گی..."

"کس سچائی کو...؟"

"اپنی اور میری سچائی کو..."

"میں تو رات ہی آپ کو قبول کر چکی ہوں اب کیا ہے...؟"

"رات جو ہوا وہ کچھ نہیں تھا..."

"کیا مطلب ہے...؟"

"مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ہوا ہے وہ نہیں ہونا چاہیے تھا اور اگر ہو بھی گیا ہے تو کوئی قیامت نہیں آگئی ہے مگر خدا کے لیے جاہل عورتوں کی طرح ہر چیز کو رومینٹسائز کر کے اپنی مرضی کے مطالب نکالنا بند کرو... تمہارے اور میرے درمیان نہ محبت ہے... نہ اٹریکشن ہے... نہ لسٹ ہے... کچھ بھی نہیں ہے... سُن رہی ہو...؟ نہ میں یہ تعلق قائم کرنا چاہتا تھا نہ اس کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں... یہ جو کچھ بھی ہے... یہیں آج اسی وقت ختم ہونا چاہیے... ہمارا اکٹھے کوئی مستقبل نہیں ہے..."

صفانا سمجھی سے اُس کو دیکھے گئی پھر مضبوط لب و لہجے میں پوچھنے لگی...

"آپ کا دماغی توازن تو ٹھیک ہے نا؟ کہیں کچھ ہل ول تو نہیں گیا...؟"

"بدتمیزی مت کرو..."

"آپ میری ذات کو ملیامیٹ کرنے والی باتیں کر رہے ہیں... میں تو بس آپ کو سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں..."

"میں نے ایسی دنیا سے باہر کی بات نہیں کر دی جو سمجھ میں ہی نہ آسکے..."

"یہ بات آپ کو اب یاد آئی ہے... ہے نا...؟ شادی کرنے کے بعد... میرے باپ کا پیسہ لگوا دیا... میرے ارمان جگا دیئے اور صاحب اب فرما رہے ہیں ہمارے درمیان کوئی تعلق نہیں بن سکتا تو کل پانچ سو لوگوں کے سامنے نکاح کرنے کا ڈرامہ کیا تھا...؟"

"میں پھر سے کہوں گا بلکہ خبر دار کر رہا ہوں تمیز سے بات کرو ورنہ یہ گفتگو یہیں ختم ہو گی اور تم آج کے آج ہی واپس اپنے گھر بھیج دی جاؤ گی..."

"وجہ...؟"

"کس بات کی وجہ...؟"

"مجھے ناپسند کرنے کی وجہ...؟"

نہ چاہتے ہوئے بھی اُس کا لہجہ کپکپا گیا... آنسو بھر آئے جس پہ اُس نے نفرت سے آنکھیں رگڑیں... جس پر وہ تھوڑا نرم پڑتے ہوئے بولا...

"تم بری لڑکی نہیں ہو مگر میں تمہیں اپنی بیوی کے طور پر دیکھ کر خوش نہیں ہوں..."

"کیوں؟ مجھ میں کیا کمی ہے؟ پڑھی لکھی ہوں، امیر ہوں، خوبصورت ہوں..."

"پلیز... خدا کے لیے یوں نہ کرو مگر تم خود انصاف کرو... کہاں سے خوبصورت ہو؟ رنگ گورا ہونے کو خوبصورتی نہیں کہتے... خوبصورتی کے کچھ معیار ہیں... اب یہی دیکھ لو تمہارا تو لباس بھی عام پیمائش میں آنے والے سوٹ پیس میں نہیں بنتا ہو گا... اتنی چھوٹی عمر میں اتنا وزن رکھا ہوا ہے پھر تمہیں اس میں

کوئی عجیب بات بھی نہیں لگتی ہے... جو لوگ تمہیں لہنگے میں دیکھ کر لہنگے کی درگت پہ ہنس رہے تھے، تم ان کو دیکھ کر شرما رہی تھیں... میرے ماں باپ نے مجھ پہ ظلم کیا ہے..."

صفا کی مسکراہٹ مرجھاتی مرجھاتی نہ ہونے کے برابر رہ گئی تھی... عجیب دھوپ چھاؤں سا منظر تھا چہرے پہ مرتی ہوئی مسکراہٹ، آنکھوں میں بھرے نیر اور کپکپاتے لب... جیسے ماں بچے کو ڈانٹ رہی ہو اور بچے کو یقین نہ آ رہا ہو جیسے میری ماں مجھ سے نفرے نہیں کر سکتی... بیک وقت آنکھوں میں امید اور مایوسی ناچ رہی تھی...

"تو اُس دن آپ مجھ سے اظہارِ محبت کرنے نہیں آئے تھے...؟"

"اگر میں ایسا کوئی شوق پالوں تو میری نصیحت ہے میری لاش کو چوک میں لٹکایا جائے..."

"آپ یہ کہنا چاہ رہے ہیں آپ کو مجھ سے محبت نہیں ہو سکتی یا میں محبت کے قابل نہیں ہوں...؟"

"وومن... فار گاڈ سیک ویک اپ... اور مجھ سے فضول سوال وجواب کرنا بند کرو... تم میری پسند نہیں ہو اور جو مجھے پسند نہیں وہ میرا نصیب نہیں بن سکتی..."

تحمل سے پوچھتے ہوئے وہ اپنے حوصلے پہ خود حیران ہوئی...

"تو شادی کیوں کی...؟"

"ابا کا قرض اُتارنے کے لیے..."

صفا نے جھکا سر اُٹھا کر اس کا چہرہ دیکھا... اس کا خوبصورت مکھڑا، آنکھوں کی سرد مہری، لہجے کی اکتاہٹ، صفا کے دل پہ خنجر چلے تھے...

"کیسا قرض...؟"

"بڑے ابا نے بہت بڑی سیاست کھیلی ہے اور اس سازش کا تمہیں وہ خود بتائیں گے پر اتنا یاد رکھو...وہ تمہارے لیے اچھا قابل لڑکا ڈھونڈنے میں ناکام ہوئے تھے اسلئے بلیک میل کرنے کو میں مل گیا...پر میں اس جہنم نما شادی کو نہیں چلا سکتا ہوں...اس سے بہتر ہے ہر ماہ اپنی تنخواہ میں سے ان کو قسطوں میں قرض واپس کر دوں... مشکل ہو گا مگر میں اس کے لیے تیار ہوں..."

صفا کو لگا اب تو تابوت میں آخری کیل بھی ٹھونکی گئی پھر بھی وہ بولی...

"آپ جانتے نہیں ہیں گاؤں میں رشتے داروں میں میری کتنی بے عزتی ہو گی...لوگ تو باتوں سے مجھے کچا چبا جائیں گے..."

"صفا یہ میرا مسئلہ نہیں ہے..."

"کئی لوگ تو یہ کہیں گے میں بد کردار تھی جو شوہر دوسرے دن ہی مجھے چھوڑ گیا...."

"کس زمانے میں بس رہی ہو؟ یہ اکیسویں صدی ہے... یہاں ایسی دقیانوسی باتوں کی گنجائش نہیں نکلتی ہے..."

"جس معاشرے کی آپ اور میں پیداوار ہیں وہاں بہت کم لوگ ایسے ملیں گے جن کی سوچ نے وقت کے ساتھ ترقی کی ہے ورنہ زیادہ تر تو آپ کے جیسے ہی ہیں... مجھ پہ تہمت لگنی ہے... میرا نام محفلوں میں گھروں میں موضوع گفتگو بنے گا... سارے ووٹ آپ کے حق میں جائیں گے کہ بیچارہ کس کے ساتھ باندھ دیا گیا... کرتا بھی تو کیا... میری لاابالی طبیعت آج میری سب سے بڑی خامی بن جائے گی

اس لیے مجھے ایک ڈیل چاہیے... میں آپ کے خاندان کی لڑکی ہوں، ہمارا بچپن ساتھ گزرا ہے... اتنا تو حق میرا بنتا ہے کہ میرے ساتھ اتنی سی رعایت برتی جائے..."

داؤد نے گہری سانس کھینچی جیسے اپنے ضبط کو آزما رہا ہو...

"کیا چاہتی ہو...؟"

"خاموشی سے چلے جائیں... طلاق کی بات نہیں ہو گی..."

"ناممکن... میں کوئی ان چاہی سٹرنگ اٹیچڈ نہیں رکھنا چاہتا..."

"یہ کوئی اتنا مشکل مطالبہ تو نہیں ہے... میں کونسا آپ کا دل مانگ رہی ہوں... جب تک میں اس صورتحال کو قبول نہ کرلوں، طلاق کی بات نہیں ہو گی..."

"کہا ناکہ ناممکن ہے... ادھر گھر والوں کو حقیقت معلوم ہونے کی دیر ہے مجھے فون کر کر کے جینا حرام کر دیں گے بیچاری صفایہ، بیچاری صفاوہ... سمجھ رہی ہو؟ یہ نہ تمہیں جینے دیں گے... نہ مجھے اور میں یہ سب ایک بھیانک خواب سمجھ کر بھولنا چاہتا ہوں..."

"میں وعدہ کرتی ہوں میرے حوالے سے آپ کو کبھی کوئی کال نہیں جائے گی... آپ کے سامنے کوئی میرا نام ہی لے جائے تو بن پوچھے طلاق بھیج دیجیے گا... بات ختم..."

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے طلاق اب ہو یا تب... جب ہم نے رشتہ ختم ہی کرنا ہے تو آج کیوں نہیں؟ تم اپنے لیے کوئی اور بکرا خرید کر....."

"بس...!!! آپ نے بہت بول لیا اور میں نے بہت سُن لیا..."

وہ اپنی جگہ سے اُٹھی آنسو صاف کئے اور اُس کی جانب پیٹھ کرتے ہوئے بولی...

"کمرے سے چلے جائیں...میرا کوئی پوچھے تو کہہ دیجیے گا صفا سوگئی ہے... فنکشن کے وقت اٹھ جائے گی اُس سے پہلے اس کو ڈسٹرب نہ کیا جائے..."

"میں آج رات کی سیٹ سے واپس جا رہا ہوں... اگر تم اپنا وعدہ قائم نہ رکھ سکو یا اپنی نئی زندگی شروع کرنا چاہو تو مجھے ایک میسج کرنا پڑے گا... اگلے دن طلاق کے پیپر بھیج دیئے جانے ہیں..."

اپنے پیچھے دروازہ بند کر کے وہ تو کمرے سے چلا گیا اور پیچھے کچھ بھی نہ چھوڑ گیا...پورے دو مہینوں سے وہ خوابوں کے جھولے میں جھول رہی تھی دن رات ایک کیا ہوا تھا... کوئی دس ڈیزائنر رد کرنے کے بعد کہیں جا کر اس کو کسی کا لہنگا پسند آیا تھا... ولیمے کا جوڑا اُس نے خود سکیچ بنا کر ڈیزائنر کو دیا تھا کہ ایسا سٹائل اور کٹ چاہیے ہیں...

اچھے سے اچھی چیز پسند کرنے والی صفا کو زندگی نے یہ کیا دن دکھایا تھا... اپنے پورے گاؤں میں رعب رکھنے والی لڑکی مزاروں پہ حکم چلانے والی کیسے دھتکاری گئی... ششدر سی کھڑی مسلسل بند دروازے کو تکے جا رہی تھی...وہ جس کے کھانے میں نمک کم تیز ہو جاتا تو وہ شکایتوں سے سارا گھر سر پہ اُٹھا لیتی... اس وقت یوں لب بھینچے کھڑی تھی جیسے بولنا سیکھا ہی نہ ہو یا زبان ہی نہ پائی ہو...

کمرے کے باہر قدموں کی چاپ سُنتے ہی اُس کے وجود میں حرکت ہوئی آگے بڑھ کر دروازہ اندر سے لاک کر دیا... چلتی ہوئی آ کر بیڈ کی اکٹھی ہوئی چادر پہ ترچھی لیٹ گئی. گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا لیا دونوں بازو ٹانگوں کے گرد لپیٹ لیے...اس چاہ میں آنکھیں موندیں کہ شاید بھیانک خواب یہیں ختم

ہو جائے... دنیا ساری بند آنکھوں کے پیچھے خاموش ہو جائے... زندگی دوبارہ سے حسین ہو جائے... آگہی کے جو تیر چل چکے تھے واپس مڑ جائیں...

بھلا انہونیاں بھی کبھی ہوئی ہیں...؟ بھلا مقدروں میں لکھے دکھ بھی کبھی ٹلے ہیں...؟ نہیں نا... تو صفا کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا... آنکھیں موند لینے کے بعد بھی حقیقت وہیں کی وہیں رہی...

اُسی شام اُس کے ولیمے کا فنکشن ہوا... بیوٹیشن نے اُس کو تیار کیا... ہر کوئی اس کی خاموشی کو شرم سے منسوب کرتا رہا... وہ خود کو بالکل نم محسوس کر رہی تھی... ولیمے کا فنکشن اپنے زور پہ تھا جب افشین نے اس کے کان میں گھستے ہوئے اس کو ہلایا...

"سالی کچھ تو بول... لگتا ہی نہیں کہ اپنی موٹی کے ولیمے پہ آئی ہوں... ایک دم بت بنی سب کو دیکھے جا رہی ہے..."

اُس کی جانب سے کوئی جواب نہ پا کر وہ موضوع بدلتے ہوئی بولی...

"اچھائن وہ صندل نہیں تھی..."

"ہو گی..."

"ماں صدقے جائے... تم بولی تو پر میں سنجیدہ ہوں..."

"کون صندل...؟"

"ارے فاطمہ باجی کی بہن جو پچھلے سال ان کے پاس رہ کر گئی تھی جس کے ساتھ ہماری بڑی دوستی ہو گئی تھی..."

وہ یاد کر کے بے دلی سے بولی... "ہاں..."

"وہ مر گئی ہے..."

وہ چونکی اور گردن موڑ کر اپنے برابر بیٹھی افشین کی آنکھوں میں دیکھا... "کیسے...؟

"جو میں نے سُنا ہے اس کے مطابق دو ماہ پہلے اُس کی شادی ہوئی تھی. شادی کے بعد وہ میکے آئی تو اُسکا شوہر اُس کو لینے ہی نہیں آیا مگر جب اس کے گھر والوں نے اُس کی سسرال سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا ہمارا لڑکا اس کو طلاق دینا چاہتا ہے کیونکہ وہ کہتا ہے صندل پاک لڑکی نہ تھی اور وہ اس کے ساتھ بالکل بھی نہیں رہے گا... دونوں طرف کے بڑے بیچ میں پڑے جب...."

افشی اپنی بات بھول کر صفا کی طرف تشویش سے دیکھنے لگی پھر اس کے دونوں ہاتھ اپنی گرفت میں لیے جو بری طرح سے کانپ رہے تھے...

"صفو تمہیں کیا ہو رہا ہے؟ ایسے کیوں کانپ رہی ہو...؟"

"پھر... ک... کیا... ہوا...؟" اس کی سانس ایسے پھولی ہوئی تھی جیسے اولمپکس میں دوڑتی آئی ہو...

"بات چیت ابھی چل رہی تھی فیصلہ پنچائیت کے پاس گیا... صندل کے شوہر نے قرآن پہ ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ اُس کی بیوی کے اُس سے پہلے کسی مرد کے ساتھ جسمانی تعلقات رہ چکے ہیں لہذا ایسی بے حیا لڑکی کو سرِ عام سزا دی جائے... پنچائیت کے فیصلے پہ اس کو مار دیا گیا..."

صفا کا سانس رُک گیا... چہرہ پیلا فق... ہاتھ پیر پسینے سے بھیگ گئے... اس کی حالت دیکھتے ہی افشی نے پھوپھو کو بلایا اور ایک دو لڑکیوں کے ساتھ مل کر صفا کو برائیڈل روم میں لے گئے... وہ صوفے پہ چت

لیٹی چھت کو گھورے جا رہی تھی... پلکوں کی باڑ سے آنسو گرتے چلے جا رہے تھے... افشی کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے...

"پھوپھو اس کو کیا ہو گیا ہے...؟ ایسے کیوں پڑی ہوئی ہے...؟ بولتی کیوں نہیں ہے...؟"

"پریشان مت ہو بیٹی... اصل میں جوڑا بہت بھاری ہے گرمی سے دل گھبرا گیا ہو گا... تھوڑا آرام کرتی ہے تو ٹھیک ہو جائے گی..."

"پر اس کا جسم کیوں کانپ رہا ہے...؟"

"شوگر لیول لو ہوا ہو گا نا... تم جاؤ، ان لڑکیوں کو بھی لے جاؤ کھانا کھاؤ... میں ادھر ہی ہوں..."

ان کو سوجھ گیا تھا صفا کی اس حالت کے پیچھے کوئی بات ضرور تھی...

"میں اس کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا رہی ہوں..."

"بیٹے بات مانتے ہیں... تم باہر دیکھو نہ جانے لوگ کیا سمجھیں..."

"اچھا میں چکر لگا کر آتی ہوں..."

افشی کے جاتے ہی پھوپھو نے اندر سے دروازہ بند کیا اور صفا کے قریب آ کر اُس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر کر بڑی نرمی سے پوچھنے لگیں...

"صفا... میری جان کیا ہوا ہے...؟ جب سے نیند لیکر جاگی ہو یونہی کھوئی کھوئی سی ہو... صبح تو اتنی خوش تھیں... مجھے بتاؤ کیا بات ہوئی ہے... کیا داؤد نے کچھ کہا ہے...؟"

"ہائے پھوپھو..." ان دو الفاظ کو اس قدر رکت سے ادا کیا تھا کہ پھوپھو نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھ لیا... آگے صفا کی بے قابو سسکیاں جو شروع ہوئیں تو بند باندھنا مشکل ہو گیا... پھوپھو نے اس کو اپنی آغوش میں بھر لیا...

"بس میری بچی... بس... مجھے بات بتاؤ ہوا کیا ہے....؟"

"سب کچھ ختم ہو گیا ہے... میرے پہ بھی وہی الزام لگیں گے جو اُس صندل پہ لگے... وہ مر گئی ہے... ہائے پھوپھو... ظالموں نے مار دیا... مجھے بھی مار دیں گے... داؤد کا کیا جائے گا...؟ میرا تو سب کچھ ختم ہو گیا... پھوپھو اللہ کی قسم... اللہ کی قسم میرا کسی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہا ہے... میں ناپاک نہیں ہوں پر اب میری کون سُنے گا... ہاں کون یقین کرے گا...؟ لڑکی کے بارے میں افواہ بھی اُڑے تو بغیر تصدیق کے سچ مانی جاتی ہے... مجھے جب طلاق ہو گی سب یہی سمجھیں گے صفا ہی قصوروار ہے... صفا ہی بری ہے... پر وہ کہتا ہے یہ شادی نہیں چل سکتی ہے... میرا کیا قصور؟ میری کیا غلطی...؟"

"اللہ نہ کرے... اتنی بڑی بات کیوں بول رہی ہو؟ داؤد نے کوئی بکواس کی ہے؟ میں ابھی اس کو یہاں بلواتی ہوں اگر اُس نے تمہارا دل توڑا ہے وہ خود معافی مانگے گا..."

"سب کچھ ختم ہو گیا ہے... داؤد.... یہ شادی... میرا رشتوں کا مان... میری ہستی کا غرور... میرا اعتماد... میری خوشیاں... سب کچھ... ایک بات بتائیں کیا آپ نے داؤد کی شادی مجھ سے اس لئے کروائی کیونکہ آپ نے بڑے ابا کے پیسے دینے تھے...؟"

"کیا ہو گیا ہے؟ کیوں ایسے فضول سوال و جواب کر رہی ہو...؟"

"آپ نہ بتائیں... آپ کا نظر چرا کر بات کرنا مجھے سب بتا گیا ہے... اب ایسا کریں بڑے ابا کے ڈرائیور کو بلا دیں... میں گھر جاؤں گی..."

"تم تھوڑی دیر آرام کر لو پھر چل کر تھوڑی دیر باہر بیٹھنا... مہمان تمہیں گفٹ دینا چاہتے ہیں..."

"رہنے دیں پھوپھو... ہمارے نقصان ہوئے ہیں مہمانوں کی تو بچت ہونے دیں... ویسے بھی دو دن کے بعد ہر گھر میں میری باتیں ہونی ہیں، وہی تحائف کافی ہوں گے... میرے جنازے کو کندھا دینے آجائیں گے..."

پھوپھو نے ایک دفعہ پھر اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا... "کیا میری محبت پہ کوئی شک ہے...؟"

"واللہ آج سے پہلے نہ تھا..."

"میرا یقین کرو جو بھی ہوا ہے، جو بھی ہو گا.... میں ہمیشہ تمہارا ساتھ دوں گی...."

"پہلے کیوں میرا ساتھ نہ دیا... مجھے کیوں خواب بننے دیئے؟ کیوں نہ آئینہ دکھایا؟ ہاں... کہاں وہ سمارٹنس کا پہاڑ داؤد صاحب اور کہاں میں..."

"اس کے ساتھ میں نمٹ لوں گی..."

"نہ نہ نہ... بالکل نہیں... بالکل بھی نہیں..."

اُس نے فٹ سے سارے آنسو صاف کر دیئے... "آپ اُس سے بات نہیں کریں گی... کوئی بھی اُس سے بات نہیں کرے گا... ایسا ہوا تو وہ آج رات جانے سے پہلے مجھے طلاق دیکر جائے گا اور اگر ایسا ہوا... اگر مجھے آج کی ہی تاریخ میں طلاق ہوئی نا پھوپھو..... کل کا سورج میرے جنازے کے بعد

غروب ہو گا... اسے دھمکی نہ سمجھیے گا، خالی لفاظی نہیں سمجھنا... ایسا ہونا ہے... میرے پاس کھونے کو کچھ بھی نہیں بچا ہے... یہی سمجھ لیں آج صفا مر گئی ہے اور دیکھیں اس کا قتل بھی کیوں ہوا...؟ کیونکہ اُس کا وزن زیادہ ہے.... اُس کی کمر موٹی ہے... پر ہوں تو میں بھی انسان.... انسان چھوڑ جانور بھی ہوتی تو آپ کے بیٹے کو تب بھی حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ میری یوں تذلیل کرتا... مجھے روند کر کہتا ہے تمہارا میرا کوئی مستقبل نہیں ہے اگر ایسا تھا تو اس نے مجھے ہاتھ کیوں لگایا...؟ اتنا ارادے کا پکا تھا تو پہلے کیوں نہ بھاگ گیا...؟ منگنی توڑ دیتا مجھے دکھ ہوتا پر یوں رسوا تو نہ ہوتی... میری ہستی پہ یوں سوال نہ اُٹھتے جیسے اب اُٹھیں گے..."

پھوپھو منہ پہ ہاتھ رکھ کر پہلی دفعہ کرسی پہ گرنے کے انداز میں بیٹھ گئیں... دل حیرت سے سہم سا گیا تھا... ایک بات تو صاف تھی یہ سب کیا دھرا داؤد کا ہی ہے مگر اس میں اُن کو اپنا قصور بھی نظر آ گیا... پہلی دفعہ یہ احساس ہوا کہ باپ بیٹے کی انا کا نہیں یہ تو انسانی جانوں کا مسئلہ تھا...

نہ پھوپھو نے کسی سے زکر کیا، نہ کوئی اس سے سوال وجواب کر سکا اور داؤد اکرام ملک سے چلا گیا...

شادی کے تیسرے دن وہ لٹی پٹی سی اپنے دادا کے پاس واپس پہنچ گئی... روئی... چیخی چلائی اور پھر خاموشی کی بُکل اوڑھ گئی... سارا سارا دن اپنے کمرے سے تو دور بیڈ سے ہی نہ نکلتی... کھانے کے ٹرے جاتے، ویسے کے ویسے واپس آجاتے... پھوپھا پھوپھو ہر روز آتے مگر وہ ان سے نہ ملتی... بڑے ابا ہار مان چکے تھے. افشی اُس کے ساتھ چپکی بیٹھی رہتی، زبردستی کچھ کھلا دیتی... کبھی اُس کی منتیں بھی کام نہ آتیں... ایک مہینے کے بعد صفا صفا نہ رہی صفا کا سایہ رہ گئی... آنکھوں کے گرد گہرے ہلکے... اس کا جسم

سوکھ گیا... لب ایسے معلوم ہوتے جیسے کبھی مسکرائے ہی نہ ہوں گے... دو دو دن گزر جاتے وہ ایک لفظ نہ بولتی...

اُس کی طبعیت خراب ہو گئی. افشین ڈرائیور کے ساتھ اُس کو ہسپتال لے گئی... جہاں اُس کو ایڈمٹ کر لیا گیا... ایک تو کمزوری بہت زیادہ ہو چکی تھی دوسرا ٹیسٹ کے بعد معلوم ہوا اس کے جسم میں ایک نہیں دو جانیں پل رہی تھیں...

یہ خبر ابھی بس افشین تک ہی تھی... پھوپھو کو جیسے ہی اُس کی بیماری کا علم ہوا وہ ہسپتال پہنچ گئیں... گھر پہ چونکہ کوئی نہیں تھا جو ان کو لیکر آتا... اس لیے انہوں نے جیٹھ کے بیٹے کو فون کیا. ایوب اُسی وقت آ گیا... اس دن ایوب نے صفا کو شادی کے بعد پہلی دفعہ دیکھا تھا... پہلے تو پہچانا ہی نہیں پھر حیرت کی زیادتی سے وہیں کا وہیں بت بنا کھڑا رہا...

ایک فربی سی نرس کمرے میں آئی... صفا اس کو دیکھ کر ہنسی اور حقیر لہجے میں مذاق اُڑاتے ہوئی بولی...

"بلڈی فیٹ کاؤ..." نرس اس کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کا بلڈ پریشر چیک کرنے کو آگے بڑھی...

"تمہیں اثر نہیں ہو رہا میں کیا کہہ رہی ہوں موٹی تم مر جاؤ... تمہیں جینے کا کوئی حق نہیں ہے... تم انسان ہی کب ہو... یو آر آ بلڈی فیٹ کاؤ.۔ نہیں وہ کہتا تھا بلڈی اگلی فیٹ کاؤ... اس کا مطلب پتا ہے؟ نہیں..؟ اس کا مطلب ہے بد صورت موٹی گائے..."

ایوب بیڈ کے قریب آیا اور صفا سے بولا...

"بھابھی آپ کی یہ حالت اگر بھائی کی وجہ سے ہوئی ہے تو یہی کہوں گا اچھا ہوا جو وہ نہیں رہے... چند گھنٹوں کے ساتھ کا یہ اثر ہے... تو..."

ایوب کی بات منہ میں ہی رہ گئی کیونکہ صفا نے بیڈ سے نکل کر اُس کے منہ پہ تھپڑ جھڑ دیا تھا... کمرہ کچھ لمحوں کے لیے بالکل تھم گیا جس میں فقط صفا کی آواز گونجی...

"یہ کیا زبان استعمال کی ہے؟ استغفار کرو اور کہو اللہ اس کو لمبی زندگی دیں... کس دل سے تم نے کہہ دیا کہ وہ نہیں رہا..."

ایوب نے حیرت سے اس کو دیکھا. کہاں سے طاقت آئی اتنا زور کا تھپڑ مارنے کی اور اپنی دھکتی گال پہ ہاتھ رکھا صفائی دیتے ہوئے بولا...

"میری مراد اُن کا آپ کی زندگی سے جانے کا تھا دوسرا مطلب نہیں تھا..."

"کہاں گیا ہے؟ یہاں ہے... یہاں..." اس نے اپنے دل پہ شہادت کی انگلی ماری تب ہی بڑے ابا بھی پہنچ گئے... افشین نے اُنہیں بلایا تھا...

پھوپھو اس کے قریب آئیں اور تمہید باندھتے ہوئے کہنے لگیں... "تمہیں بہت کمزوری ہو گئی ہوئی ہے... ایک دو قدم چلنے سے ہی تمہاری سانس پھول جاتی ہے... تم ایسی حالت میں مزید امتحان سے گزرنا مول نہیں لے سکتی ہو..." بات کرنے کے ساتھ جب پھوپھو نے اپنے آنسو صاف کئے تب اُس نے غور سے سب کے چہرے پڑھے، تب چونکی اور فٹ سے پوچھ ڈالا...

"کیا ہوا ہے...؟"

"تمہاری پریگینسی رپورٹ مثبت آئی ہے..."

کمرے میں سوئی گرتی تو اس کی آواز بھی شور ثابت ہوتی...

پھوپھو اُس کے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے مسلسل آنسو پوچھ رہی تھیں...بڑے ابا اپنی چھڑی کا سہارا لیے کھڑے کھڑکی سے باہر دیکھ رہے تھے...افشی ڈر کے مارے سانس روکے ہوئے تھی کہ نہ جانے کیا ردِ عمل ہونا ہے...ایوب کمرے سے نکل گیا...

"آپ نے کیا کہا...؟"

"ڈاکٹر کہتی ہے تم بہت کمزور ہو. تمہارا جسم ایک جان کی خوراک پوری نہیں کر سکتا کجا کے دو کی....خون کا ایک قطرہ نہیں ہے...پریگینینسی کا ٹرمینیشن کرنا پڑے گا مگر اُس میں بھی رسک ہے...تمہارے اندر اس وقت اتنی سی بھی طاقت نہیں ہے کہ..."

"میں پریگننٹ ہوں؟ آپ نے یہی کہا نا...؟"

پھوپھو اب باقاعدہ رو رہی تھیں...منہ سے بولنے کی بجائے گردن ہلا کر جواب دیا...صفا چُپ چاپ لیٹ گئی...پھوپھو سمجھاتے ہوئے گویا ہوئیں...

"سائیڈ میز پہ یہ جو دو گولیاں نرس رکھ کر گئی ہے جب بھی خود کو تیار محسوس کرو تو یہ گولیاں کھالینا..."

وہ کچھ نہیں بولی. خاموشی سے لیٹی غیر مرئی نقطے کو دیکھے گئی...افشین آکر بیڈ پہ اُس کے پاس بیٹھ گئی...

"صفو کچھ کہو گی نہیں..."

صفا نے بھرائی آنکھوں سے افشین کی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے بولی...

"اب سے تمہیں میری منتیں نہیں کرنی پڑیں گی. خود ہی کھانا کھا لیا کروں گی..."

"نہیں... دیکھو اس دفعہ گولی کھالو... بچے اللہ پھر دے دیں گے..."

"دماغ ٹھیک ہے؟ وہ مجھے چھوڑ گیا، میں اپنے بچوں کو چھوڑ دوں؟ پھر اُس میں اور مجھ میں کیا فرق رہ گیا اور کتنی عورتوں کو جانتی ہو جو شوہر سے علیحدگی کے بعد میری طرح خود کو موت کے منہ میں لیکر جاتی ہیں؟ میں بے حس نہیں ہوں اور میرے جیسے لوگ کسی پہ ظلم نہیں کر سکتے... یہاں تو بات میرے بچوں کی ہو رہی ہے جن کے لیے میں اپنی جان بھی دے دوں..."

"اگر بچے رکھو گی تو تمہارے اپنے بچنے کے چانسز کم ہیں... اپنی حالت دیکھی ہے...؟ ڈاکٹر کہتی ہے مس کیرج بھی ہو سکتا ہے..."

"ہونے دو... اگر سب کچھ خود سے ہوتا ہے تو ہونے دو مگر میں اپنے بچوں کا قتل نہیں کروں گی..."

افشی کا جی چاہا اپنا سر پیٹ لے... ڈاکٹر نے آکر سارے رسک گنوائے جس پہ وہ جوش سے بولی...

"اب سے تنگ نہیں کروں گی وقت پہ کھانا کھایا کروں گی. دودھ بھی پینا شروع کر دوں گی. سب کچھ کھاؤں گی..."

ڈاکٹر اُس کو ٹوکتے ہوئے بولی... "ایک دم سے تم نارمل روٹین میں نہیں جا سکتی ہو... دھیرے دھیرے سے پورشن پہ کام کرنا ہوگا ورنہ تمہارے لیے نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے..."

اُس نے آنسو صاف کرتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔ اُسی دن اس کو بہت سی دواؤں اور ہدایتوں کے ساتھ گھر لے آئے... اس نے جو جو وعدے کئے تھے سب پورے کئے مگر بچوں کی پیدائش کے فوراً بعد بہت بُری طرح پوسٹ نیٹل ڈپریشن کا شکار ہوئی... جو گالوں کی لالیاں واپس آنا شروع ہوئی تھیں پھر سے متاثر ہو گئیں مگر یہاں بھی اس کے دوستوں اور فیملی نے اس کی مدد کی اکیلا نہیں چھوڑا... آہستہ آہستہ اس کو زندگی کی جانب لے آئے....

✲✲

"پھوپھو آپ اتنی اداس کیوں لگ رہی ہیں...؟"

مدیحہ صفا کی آواز پہ چونکیں جو نہ جانے کب آکر اُن کے برابر بیٹھی تھی...

"کچھ نہیں بیٹی... بچے کہاں ہیں...؟"

"ان دونوں کو باہر کوئی غبارے والا نظر آگیا ہے... طٰہٰ کی شامت بلا کر ساتھ لے گئے ہیں اب واپس تب ہی آئیں گے جب یا تو غبارے والے کے پاس غبارے ختم ہوں گے یا طٰہٰ کی جیب سے پیسے..."

مدیحہ مسکرانے لگیں... "اگر آپ بتانا نہیں چاہتی ہیں تو میں دوبارہ نہیں پوچھوں گی..."

"وہ شرمندہ ہے..."

"کون...؟"

"داؤد... داؤد اپنے کئے پہ شرمندہ ہے..."

"پھوپھو شرمندہ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے... وقت تو بہتے پانی کی طرح گزر کر بہت دور جا چکا ہے... "

"کیا وہ اب تمہارے دل سے نکل گیا ہے...؟"

"بہت دیر کا... پھوپھو بعض اوقات ہم جن سے محبت کرتے ہیں نا وہ لوگ اپنے غلط رویے کی بنا پر ہمارے دلوں سے اپنا مقام کھو دیتے ہیں. وہ خود ہی محبت کو ختم کر دیتے ہیں... آپ کے بیٹے نے بھی ایسا ہی کیا ہے... اب نہ جانے کیوں بُجھی ہوئی چنگاریوں کو ہوا دیکر آگ ڈھونڈنا چاہ رہا ہے..."

"وہ کل کا گھر سے نکلا ہوا ہے ابھی تک لوٹ کر نہیں آیا..."

"کہاں جانا ہے... یہیں کہیں ہو گا آجائے گا..."

"گھر سے نکلتے وقت وہ کافی جذباتی باتیں کر رہا تھا..."

"آپ مجھے کیوں بتا رہی ہیں...؟"

"صفا... معاف کر دینے والوں کا بڑا رتبہ ہوتا ہے..."

اس وقت میرج ہال ولیمے کے مہمانوں سے کچا کچ بھرا ہوا تھا اور وہ دونوں ایک میز کے گرد بیٹھیں سرگوشیوں میں بول رہی تھیں...

"پھوپھو... آپ...." اس کی بات وہیں رہ گئی کیونکہ جن سپیکرز سے میوزک چھن کر آرہا تھا میوزک بند ہو کر جو آواز آئی تھی اُس کو پہچانتے ہی دل نے ایک دھڑکن مس کی تھی...

"اسلام علیکم حاضرین... اگر آپ لوگ کچھ دیر کے لیے خاموشی اختیار کر سکیں تو بہت مہربانی ہو گی کیونکہ میں یہاں موجود ایک ہستی سے کچھ باتیں کہنا چاہتا ہوں..."

اُس کا گمبھیر لہجہ سُنتے ہی صفا کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تیار تھا... پہلے اُس کی آواز ہی آئی تھی پھر سٹیج سے ایک جھلک بھی دکھائی دی... ملگجا سا شکن آلود لباس چہرے پہ ہلکی سی داڑھی... آج پہلی دفعہ اُس کے بال لاپرواہی سے پیشانی پہ بکھرے ہوئے تھے، پہلی دفعہ ایسا ہوا تھا کہ ایک ٹپ ٹاپ شارپ رہنے والا مردعام سے حلیے میں تھا اور یہ بات صفا سے بہتر کون جان سکتا ہے کہ وہ کس قدر حسین لگ رہا تھا۔

اُس کی آواز سُن کر ہی صفا کو اپنے چہرے سے دھواں نکلتا محسوس ہو رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا...

"یہاں پہ موجود میری فیملی کے لوگ تو مجھے جانتے ہی ہیں وہ بھی بھگوڑے کے نام سے... جو لوگ نہیں جانتے اُن کے لیے صرف اتنا کہوں گا کہ میں ایک نادم شخص ہوں جو اس وقت اپنی بیوی سے معافی مانگنے آیا ہے اور معافی آپ سب کے سامنے کیوں مانگ رہا ہوں کیونکہ اس کو سب کے سامنے تکلیف دیکر گیا تھا..."

"جو لوگ صاحبِ اولاد ہیں اُن سے ایک بات کہنا چاہوں گا... اپنے بچوں کی شادی کے فیصلے کرتے وقت ایک بات کا خاص خیال رکھا کریں... دو لوگوں کے درمیان ذہنی ہم آہنگی ضرور ہو... نوال جیسی بیٹیاں فراز جیسوں کو نہ سونپ دیا کریں... نہ صفا کے معاملے میں کسی داؤد کا اعتبار کیا کریں... یہ لوگ ان نازک دلوں کو توڑ موڑ کر پھینک دیتے ہیں... مجھے آج سے پہلے قطعاً اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ کیسے ہماری زبان سے نکلے الفاظ کسی کی شخصیت تباہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس بات کا اندازہ تھا کہ اگر محبت ہو جائے تو وہ کیسے آپ کو دکھوں کے قریب کر دیتی ہے... میری شادی میرے والدین کی مرضی سے

ہوئی تھی اور جس کے ساتھ شادی ہوئی تھی میں نے اس کو سمجھنے جاننے میں ایک دن بھی ضائع نہیں کیا..."

"کیوں ایسا نہیں کیا؟ اس کی سب سے بڑی وجہ اُس کا ظاہر تھا کیونکہ وہ موٹی تھی... میں آج بڑی شرمندگی سے اپنی ذات کے اس عیب کو مان رہا ہوں. میں نے اس پہ رائے زنی کی، آواز کسی، اس کا مذاق اڑایا، اُس کے ساتھ ہتک آمیز رویہ اختیار کیا... اب یہ سمجھ آیا ہے کہ کمی اُس میں نہیں مجھ میں تھی... میرے اندر احساس، انسانیت، اخلاقیات کس کس بات کی کمی نہ تھی جو میں خود پسندی میں اندھا ہو گیا کیونکہ میں تو بہت تعلیم یافتہ تھا.... کماؤ سپوت تھا... جس پہ مرنے والی لڑکیوں کی یہ لمبی لائن ہے..."

صفا کے دل پہ گھونسا پڑا... اُس نے یہ نہیں کہا تھا کہ لمبی لائن تھی بلکہ سچ بول رہا تھا... اُس پہ مرنے والیوں کی لمبی لائن ہی ہے... وہ ساکت بیٹھی اُسی کو سُن رہی تھی جس نے سارے ہال کو اپنی آواز کی گرفت میں لیا ہوا تھا...

" کبھی کبھی ہمارے غرور کا سر اتنا اونچا ہو جاتا ہے کہ ہمیں اپنے آگے دوسرا کوئی انسان ہی نہیں لگتا اور ستم ظریفی دیکھیے جس کو میں نے حقیر سمجھا، اُس نے مجھے دو بیٹے دیئے ہیں جو اس قدر پر اعتماد اور پیارے ہیں کہ میں فقط چار دن پہلے اُن سے پہلی مرتبہ ملا ہوں مگر اُن کا پرستار ہو گیا ہوں..."

"میں آج ان سب کے سامنے صفا تم سے معافی مانگتا ہوں... اگر تمہاری جگہ پہ اس وقت میں ہوتا تو شائد میں دوسری دفعہ پلٹ کر اس معافی کی جانب دیکھنا بھی پسند نہ کرتا مگر چونکہ تم مجھ سے اچھی انسان ہو تو میں امید کر سکتا ہوں کہ شاید تم مجھے معاف کر دو..."

درمیان میں اتنا فاصلہ ہونے کے باوجود وہ اس کی نظروں کو اپنی آنکھوں سے جکڑے بول رہا تھا... وہ ہاتھ میں مائیک پکڑے سٹیج سے کود کر اُترا اور جیسے انجانی قوت کے تحت صفا کی جانب کھنچا چلا آیا... آکر اُس کے بالکل سامنے اکڑو بیٹھ گیا...

صفا منہ کھولے پھیلی آنکھوں سمیت اس قدر قریب سے اُس کے چہرے کو دیکھے جا رہی تھی...

"میں غلط تھا... بہت بُرا ہوں... تمہیں فراموش کیا مگر اب یہ عالم ہے صفا کہ جب سے تمہیں دوبارہ سامنے پایا ہے تمہارا چہرہ نظروں سے جاتا ہی نہیں ہے... ایسا لگتا ہے آخر کار مجھے بھی کسی سے محبت ہو گئی ہے..."

وہ رونا نہیں چاہتی تھی... اپنے لرزتے لب کو دانتوں تلے دبا کر کپکپاہٹ چھپانے کی کوشش کی مگر بے سود... ہچکی بھرتے ہوئے بولی...

"یہ چہرہ تو فانی ہے..."

"میں اس چہرے کی بات نہیں کر رہا ہوں... میں اُس چہرے کی بات کر رہا ہوں جو اپنی اولاد کو آغوش میں لیکر محبت لٹاتا ہے... جس نے یہ اتنی پیاری فیملی چلائی ہوئی ہے... جس نے اپنی کمزوریوں کو اپنی قوت بنایا ہے..."

"معاف کرنے کے لیے جتنا وقت چاہو لے لو میں انتظار کر لوں گا مگر مجھے دوسرا موقع دے دو... مجھے اپنے رویے سے اُن تلخ باتوں کو مٹانے کا فقط ایک موقع دے دو... اگر اپنے دل میں اتنی گنجائش بھی نہ پاؤ صفا تو مجھے اپنے گھر کا نوکر رکھ لو..."

وہ سُرخ ہوتی نظریں اُس کی بھرائی آنکھوں میں ڈالے بول رہا تھا...

"اپنے دروازے کا چوکیدار رکھ لو... اپنے بچوں کا خانساماں بنالو... ڈرائیوری کی نوکری دے دو... جو کہو گی کرنے کو تیار ہوں پر اپنی زندگی کا حصہ بنالو... مجھے ڈر نہ ہوتا کہ تم انکار کردو گی تو میں تم سے ایک فرمائش کرتا..."

وہ آنسوؤں کے درمیان بولی... "کیا...؟"

"مجھ سے شادی کرلو..."

صفا نے ٹشو میں آنسو جذب کرتے ہوئے جواب دیا...

"اگر میں ہاں کردوں گی تو اُن سب کا کیا بنے گا جن کے ساتھ تمہارے دن رات گزرتے ہیں...؟"

داؤد نے اپنی قمیض کی آستین کے ساتھ آنکھوں کی نمی پونچھی اور ہنستے ہوئے بولا...

"ان کو تم پہ قربان کردوں گا..."

"میں انکار کردوں تو...؟"

"تو میں تمہارے گھر کے باہر کیمپ ڈال لوں گا... خیمہ لگا کر وہیں رہا کروں گا اور تب تک رہوں گا جب تک تم ہاں نہیں کرو گی..."

"میں پھر سے موٹی ہو جاؤں گی..."

"میں تمہارے لیے وہ والا گانا گایا کروں گا..."

"کون سا...؟"

وہ نظروں میں شرارت لیے بولا...

"ہائے نی میری موٹو..."

صفا کی ہنسی نکل گئی... داؤد کو ایسا لگا جیسے بادلوں میں سے سورج نکل آیا ہو... اگلے پل وہ سنجیدہ ہوتے ہوئے بولی...

"میں نے جتنی دفعہ تمہاری اور لڑکیوں کے ساتھ تصوریں دیکھی ہیں، اکیلے میں بیٹھ کر تمہیں اور اُن کو ایک سو ایک گالیاں دی ہیں..."

داؤد نے سر پیچھے کو گرا کر جاندار قہقہہ مارا... وہ براہِ راست داؤد کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی...

"مجھے تم سے بہت شدید محبت ہو گئی تھی... داؤد کا چہرہ دھندلا جاتا تو وہ ہتھیلی کی پشت سے آنکھیں رگڑ لیتی...

"میرا دل کرتا تھا میں تمہیں فون کروں مگر افشین اور ایوب روک لیتے تھے پھر مجھے اپنا وعدہ یاد آ جاتا تھا تو ڈر کے مارے کچھ دن نکل جاتے کہ اگر تمہیں فون کیا تم طلاق بھیج دو گے..."

"مجھے معاف کر دو..."

"میں نے تمہیں بہت یاد کیا ہے..."

"مجھے معاف کر دو..."

"مجھے سوچنے کا وقت چاہیے..."

"صفا... یہ آدمی کب سے تمہارے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا ہے... اگر تنگ کر رہا ہے تو بتاؤ میں گارڈ کو بلا کر اس کو باہر پھینکوا دیتا ہوں... میرے ولیمے کے فنکشن میں اپنی لو سٹوری کھول کر بیٹھ گیا ہے..."

ایوب کی بات پر داؤد جھٹکے سے اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُس کی جانب بڑھا...

"آجاؤ سالے صاحب... پہلے میں تمہارا حساب چکتا کر دوں جس کو کباب میں ہڈی بننے کا کچھ زیادہ ہی شوق ہے..."

صفا نے گھبرا کر داؤد کو بازو سے پکڑ کر واپس کھینچا اور داؤد کو اپنے پیچھے چُھپا کر ایوب کو سمجھاتے ہوئے گویا ہوئی...

"نہیں وہ تنگ نہیں کر رہا ہے... بس بات کر رہا تھا..."

"یہ کوئی شریف لوگوں کے کام ہیں...؟ امریکہ میں اپنی شرم و حیا بھی چھوڑ آیا ہے..."

"کہہ رہی ہوں نا کہ اُس نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہے... کیوں غصہ ہو رہے ہو؟ وہ صرف بات کر رہا تھا..."

سارے ہال میں دھیمی دھیمی ہنسی گونج رہی تھی... وہ ایوب کا مذاق سمجھنے کی بجائے دونوں کی گزشتہ لڑائی کا سوچ کر گھبراہٹ کے مارے دونوں کے درمیان فاصلہ پیدا کر رہی تھی اس ڈر کی وجہ سے کہ کہیں پھر سے ایک دوسرے کو گھونسے مکے نہ مارنا شروع ہو جائیں...

داؤد توصفا کی اس ادا پہ مسمرائز کھڑا اس کو دیکھے جا رہا تھا جو اُس کو اپنے پیچھے چھپا کر ایوب کو بہلانے کی کوشش کر رہی تھی... داؤد نے صفا کا ہاتھ پکڑا ایوب سے بولا...

"او بھائی تمہارے تعاون کا بہت شکریہ مگر اب تم اپنا ولیمہ انجوائے کرو... میں اپنی بیوی اور بچوں کو لیکر یہاں سے جا رہا ہوں..."

وہ ہال میں گونجنے والی تالیوں اور ہوٹنگ کو مکمل طور پہ نظر انداز کرتے ہوئے صفا کو ساتھ لیکر ہال سے نکل گیا جہاں وہ دونوں بھائی طٰہٰ کے ساتھ گاڑی میں موجود تھے جس کا انجن اسٹارٹ تھا... داؤد نے اگلا دروازہ صفا کے لیے کھولا... اس کے بیٹھنے کے بعد دروازہ بند کرتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھ گیا... طٰہٰ پچھلی سیٹ سے اُتر گیا. داؤد نے اُس کا شکریہ ادا کیا اور گاڑی آگے بڑھا دی...

"مما ہم کہاں جا رہے ہیں...؟"

"میری جان ڈرائیور سے پوچھو...؟"

"اس طرح سرِ عام تو مجھے اپنی جان نہ کہو... گاڑی چلا رہا ہوں وہ بھی بچوں کے ساتھ... پہلے ہی خاصہ نروس ہو رہا ہوں..."

"خوش فہمی کی بھی حد ہوتی ہے... میں سلیمان کو کہہ رہی تھی اب لگے ہاتھ یہ بھی بتا دو ہم جا کہاں رہے ہیں...؟"

"تجدیدِ وفا کرنے..."

"ہیں....؟ کیا مطلب...؟"

"نیا نکاح کرنے..."

"وہ کیوں...؟"

"میرا دل چاہتا ہے کیونکہ پہلے نکاح کو ویسے بھی عرصہ گزر گیا ہے..."

آدھے گھنٹے بعد وہ لوگ ایک مسجد میں پہنچے جہاں چاروں نے پہلے مغرب کی نماز پڑھی... نماز کے بعد امام مسجد جنہوں نے اُن کا پہلا نکاح پڑھوایا ہوا تھا انہوں نے ہی دونوں کا دوسرا نکاح پڑھوایا... گواہان میں اُن کے بچے اور چار بزرگ شامل تھے...

****

"سلامہ...؟"

بچوں کو سلانے کے بعد وہ کچن میں آئی...

"جی باجی..."

"صاحب کے لیے بادام بھگو دیئے...؟"

"نہیں باجی ابھی برتن دھونے کے بعد فوراً بھگو دوں گی..."

"میری پیاری سلامہ... تم حسبِ عادت بھول جاؤ گی اور صبح وہ غصہ کرے گا..."

"باجی... پاجی کہتے ہیں ایک دن ناغہ بھی ہو جائے تو کچھ نہیں ہوتا..."

سلامہ نے داؤد کا حوالہ دیتے ہوئے کہا جس پہ وہ مسکراتے ہوئے خود ہی کیبنٹ کی جانب بڑھ گئی...

"تمہارا دل رکھنے کو کہتا ہے ویسے اُس کو بچپن سے عادت ہے ناشتے سے کوئی دو گھنٹے پہلے شردائی پینا لازمی ہے..." اس دوران اُس نے مٹی کے پیالے میں بادام نکال کر اُن کو پانی میں ڈبو دیا...

"آپ رہنے دیں میں کر دیتی... آپ نے کھانے پر جانا ہے جا کر تیار ہو جائیں..."

"تیار ہونے ہی جا رہی تھی... تم برتن دھو کر بچوں کے پاس ہی سو جانا۔ ہم لوگ جلد ہی آجائیں گے پھر اپنے کمرے میں چلی جانا..."

"جی باجی... بے فکر ہو کر جائیں..."

وہ سر ہلا کر جواب دینے کے بعد اپنے کمرے میں آگئی... نارنجی رنگ کا سوٹ منتخب کرنے کے بعد ہلکا سا میک اپ کیا، بال بنائے، لباس تبدیل کیا، اب بس جوتے پہننے تھے... گھڑی پہ نظر ڈالی... پونے نو ہو رہے تھے بڑبڑاتے ہوئے بولی...

"راستے میں ہی ہو گا... اُتنی دیر اپنی ای میل دیکھ لیتی ہوں..."

صوفے پہ بیٹھ کر اپنی لیپ ٹاپ گود میں رکھا، لاگ ان کرنے کے بعد جو پیج آگے کھلا ملا وہ داؤد کے فیس بک پہ کسی کا میسج باکس تھا... کل رات داؤد اُس کے لیپ ٹاپ پہ کام کر رہا تھا... وہ ارادتاً نہیں پڑھ رہی تھی مگر نظریں داؤد اور بینش کی گفتگو پہ دوڑ رہی تھیں...

"تمہیں دیکھے ہوئے پورا ایک سال گزر گیا ہے... میں پاکستان آتے ہوئے پکا ارادہ کر کے آئی تھی کہ تم سے ملاقات ضرور کرنی ہے..."

"مسڈ یو ٹو..."

"کیا خیال ہے ڈنر پہ ملا جائے...؟"

"کیوں نہیں اپنا نمبر دو میں کال کروں گا..."

آگے ایک فون نمبر تھا. اس کے بعد داؤد کی جانب سے کوئی جواب نہیں گیا ہوا تھا... صفا نے ٹیب بند کر دیا...

ایک سال میں یہ پہلا موقع تھا جب اُس نے اُس کے ذاتی پیغامات پڑھے تھے... اگلے ایک گھنٹے میں وہ اپنی ای میلز چیک کرنے کے بعد فیکٹری کی ویب سائیٹ پہ موجود لوگوں کی رائے والا حصہ پڑھنے کے بعد ایک عدد سکیچ بھی بنا چکی تھی مگر داؤد کی آمد کے آثار دور دور تک نظر نہ آئے... اس دفعہ کلاک پہ نظر پڑی تو حیرت ہوئی اتنا وقت وہ لیپ ٹاپ پہ لگی رہی... ساڑھے گیارہ... اب اُس کے منہ کا ضائقہ بدل چکا تھا. اگر وہ ابھی گھر آتا پھر بھی صفا ڈنر پہ جانے کا ارادہ بدل چکی تھی... لباس بدل کر بیڈ میں لیٹنے سے پہلے اپنے اور بچوں کے کمرے کا درمیانی دروازہ کھول کر سرگوشی میں سلامہ سے مخاطب ہوئی...

"سلامہ...؟"

"جی باجی..."

"تم اپنے کمرے میں چلی جاؤ..."

"باجی باہر نہیں جانا...؟"

"نہیں آج نہیں جا رہے..."

"اچھا باجی..."

سلامہ کے جانے کے بعد اُس نے کمرہ اندر سے بند کیا. درمیانی دروازہ کھلا چھوڑ کر اپنے بیڈ پہ نیم دراز ہو کر پھر سے سکیچ بک پکڑ لی... دس ڈیزائن بنانے کے بعد نیند کی وادیوں میں کب اُتری اُس کو پتا نہیں چلا... دروازہ زور زور سے بجایا جا رہا تھا وہ ہڑبڑا کر اُٹھی... جلدی میں بیڈ سے اُتر کر دروازہ کھولا سامنے داؤد ماتھے پہ تھکاوٹ اور اکتاہٹ لیے کھڑا تھا اس کو دیکھتے ہی بولا...

"یار چابی کیوں دروازے میں رکھی ہوئی تھی اور جب ہال کا دروازہ لاک تھا تو اس کو لاک کرنے کی کیا ضرورت تھی...؟"

صفا نے وقت دیکھا صبح کے پونے تین... آنکھیں پھیل گئیں وہ کبھی بھی اتنا لیٹ نہیں ہوا تھا... رات والی چیٹ دماغ کی سکرین پہ روشن ہوئی، شیطان نے پوری طرح حملہ کیا... "تو کیا یہ ساری رات اپنی سابقہ معشوقہ کے ساتھ گزار کر آ رہا ہے...؟"

اتنی سوچ دماغ میں آنے کی دیر تھی صفا کا غصہ سوا نیزے پہ پہنچ گیا... اسی کے انداز میں جواب دیتے ہوئے بولی...

"گھر میں ایک یہی کمرہ تو نہیں ہے نا... کیا ضرورت تھی دروازہ بجا بجا کر میری اور بچوں کی نیند خراب کرنے کی؟ کسی بھی کمرے میں سو جاتے..."

"بہت معذرت بیگم صاحبہ آپ کے آرام میں خلل ڈالنے پر مگر اب تو جاگ گئی ہو... ذرا کپڑے نکال دو میں بہت تھکا ہوا ہوں..."

"جس کی زلفوں میں انگلیاں پھیرتے رات گزری اُس کو ہی ساتھ لے آتے نا تا کہ آ کر وہ تمہارے کپڑے نکالتی، کھانا دیتی، تمہاری ٹانگیں دباتی... مجھے کیا اپنا نوکر سمجھا ہوا ہے..."

وہ ہنسا... "ہیں؟؟؟ کیا بول رہی ہو...؟"

صفا کو اُس کے دانت دیکھ کر آگ ہی لگ گئی...

"میں نے تم پہ اعتبار کر کے بہت بڑی غلطی کی تھی... تم کل بھی ایک کھلاڑی تھے آج بھی کھلاڑی ہو... میں ہی سدا کی پاگل تھی جو سب کے سامنے کئے جانے والے اُس فلمی انداز پہ مر گئی... تم جھوٹے ہو اور ڈائیلاگ بازی میں تمہارا کوئی ثانی نہیں ہے اور مجھ سے بڑا بیوقوف پیدا ہی نہیں ہوا..."

"تم واقعی میں اس وقت پاگل لگ رہی ہو..."

"تو کیوں اپنا قیمتی وقت اس پاگل کے منہ لگ کر ضائع کر رہے ہو... جاؤ..."

"کہاں جاؤں...؟"

"انہی ماؤں کے پاس جن کو مس کرتے ہو..."

"کس کو مس کرتا ہوں..."

"مجھے کیا پتا؟ کوئی ایک ہو تو نام بھی یاد رہے..."

"صفا..."

"نکلو یہاں سے... مجھے نیند آرہی ہے..."

"پٹنے والی باتیں کررہی ہو..."

"اس وقت یہاں سے چلے جاؤ ورنہ میں کوئی چیز اُٹھا کر تمہارے سر پہ مار دوں گی... ہائے اللہ جی مجھے محبت بھی ہوئی تو کس سے...؟ ایک دھوکے باز ٹھر کی انسان سے..."

"پتا ہے کیا... میں جارہا ہوں تم اپنے حواس میں نہیں ہو..."

"بھاگ جاؤ جیسے پہلے بھاگے تھے... بھگوڑے انسان..."

داؤد نے غصے سے اُس کو دیکھا اور خاموشی سے بچوں کے کمرے میں جاکر دروازہ بند کر دیا... اب صفا کو اس بات پہ غصہ آرہا تھا کہ اس طرح کمرے سے گیا کیوں ہے؟ بھلا یہیں سوتا... پیر پٹختی خود بھی کمرے سے نکل کر ڈرائینگ روم میں آگئی... آدھا گھنٹہ کروٹیں بدل بدل کر بڑی کوشش کرلی مگر نیند نہیں آئی.. جب پوری کوشش کرنے پہ بھی فائدہ نظر نہ آیا تو کچن میں جاکر کافی کا کپ بنایا... آتے ہوئے کمرے سے لیپ ٹاپ اُٹھانے گئی تو درمیانی دروازے کے قریب کان لگا کر سُنا... داؤد کے خراٹے سُن کر آنکھیں بھر آئیں...

"میرے بغیر کیسے مزے سے سو رہا ہے کمینہ..." اگلے چند گھنٹے نیٹ فلکس پہ گزرے...

"داؤد سے محبت کرنے سے بہتر تھا میں او ٹریڈ سے محبت کرتی... خیر وہ تو ابھی بھی کرتی ہوں پر وہ بہت خوبصورت مرد سہی مگر داؤد جیسا تو نہیں ہے نا..."

پورے آٹھ بجے کمرے کا دروازہ کھول کر وہ اندر گئی... دونوں بھائیوں کے درمیان وہ سو رہا تھا اور سلیمان کے پیر باپ کے سر پہ رکھے ہوئے تھے... عفان کا سر اُس کے پیٹ پر تھا... داؤد پھر بھی گہری نیند میں تھا... اس نے بڑی احتیاط سے سلیمان کو جگا کر بیڈ سے اُتارا پھر اسی طرح عفان کو... دونوں کو باہر لا کر منہ دھلائے، تیار کیا، ناشتہ کروایا اور خود ہی نرسری چھوڑنے گئی... واپس آئی تو فون کی گھنٹی بج رہی تھی.

"ہیلو...؟"

"اسلام علیکم... کیسی ہو صفا...؟"

کاش میں تمہاری ماں کو بتا سکوں کتنے بُرے ہو...

"پھوپھو میں ٹھیک ہوں... آپ کیسی ہیں...؟"

"میں تو ٹھیک ہوں. داؤد رات کس وقت پہنچا...؟"

"پتا نہیں پھوپھو میں تو سو رہی تھی..." وہ خود بھی حیران ہوئی کس قدر آسانی سے جھوٹ بول گئی تھی...

"دو بجے تو یہ لوگ ہسپتال سے گھر پہنچے تھے پھر وہ باپ کے پاس بیٹھا رہا تھا. کہیں تین بجے گھر کے لیے نکلا تھا. میں نے تو کہا بھی پُتر ادھر ہی سو جاؤ صبح چلے جانا پر کہنے لگا گھر پہ تم لوگ اکیلے ہو اس لیے اُس کو سکون کی نیند نہیں آئے گی... اور صفا میں نے معذرت کرنے کے لیے فون کیا تھا بیٹی... داؤد نے بتایا تھا تم لوگوں کا ڈنر پہ جانے کا پروگرام تھا پر شام سات بجے تمہارے انکل کی طبعیت اتنی خراب ہو گئی. میں

نے داؤد کو فون کیا وہ آکر اُن کو چھٹے کے ہسپتال لے گیا تھا... مجھے بھی ساتھ جانے نہیں دیا میری تو ساری رات جائے نماز پہ گزری..."

شرمندگی کے مارے صفا کی آواز نکلنا مشکل ہو گئی...

"آپ نے مجھے کیوں نہ بتایا... انکل کی طبعیت اب کیسی ہے.؟ ہوا کیا تھا...؟"

"بیٹی تمہیں بتاتی تم نے بھی ساری رات پریشان رہنا تھا..."

وہ تو میں ویسے بھی رہی تھی مگر کہا نہیں...

"ان کا بلڈ پریشر شوٹ کر گیا تھا... ہمیں تو ایسا ہی لگا شاید دل کا مسئلہ ہے کیونکہ ان کے دل پہ درد تھا اسی لیے چھٹہ ہسپتال لیکر گئے... پر دل کو کچھ نہیں تھا بلڈ پریشر کی وجہ سے دل پہ اثر آرہا تھا. انہوں نے ٹیکے، بوتلیں لگا کر تمہارے انکل کو سیٹ کر کے گھر بھیج دیا تھا..."

"اللہ کا لاکھ شکر ہے... آپ کو مجھے بتانا چاہیے تھا میں بھی آجاتی اور پھوپھو... میرے سے ایک غلطی ہو گئی ہے..." شرمندگی اور دکھ سے آنسو آرہے تھے...

"کیا ہوا ہے...؟"

"رات میں نے داؤد سے لڑائی کی تھی... مجھے لگا وہ اپنی کسی جاننے والی کے ساتھ تھا..."

"تمہیں لگا نہیں، تمہیں یقین تھا..." پیچھے سے ایک دم داؤد کی آواز سُن کر وہ زور سے اُچھلی تھی... اس نے صفا کو گھورتے ہوئے اُس کے ہاتھ کے فون پکڑا..

"سلام اماں... صاحب بہادر کیسے ہیں...؟"

دوسری جانب سے ملنے والا جواب سُنتے ہوئے ہوں ہاں کرتا وہ نظریں اُسی پہ گاڑھے ہوئے تھا جو نظر چُرا رہی تھی اور وہاں سے نکلنے کے چکر میں تھی... داؤد نے اُس کی فرار کی راہ کے آگے کھڑے ہو کر رکاوٹ ڈال دی... صفا نے بچوں کے انداز میں ہونٹ باہر نکالے اور دونوں ہاتھوں میں کان پکڑ کر معافی مانگی...

"اماں فرائی چیز تو دینی ہی نہیں ہے نا..."

ماں کو جواب دینے کے ساتھ داؤد نے فون کو کان اور کندھے کے درمیان رکھ کر ہاتھ سے انگوٹھہ الٹا کر کے اُس کی معافی کو رد کر دیا...

"ٹھیک ہے ہم لوگ آپ کی طرف آتے ہیں... پھر بات ہوتی ہے..." فون رکھنے کے بعد وہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوا...

"مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے. ادھر بیٹھ کر میری بات سنو..." داؤد کے کہنے پہ وہ منمنائی...

"معافی مانگ رہی ہوں نا پلیز معاف کر دو... مانتی ہوں مجھ سے غلطی ہو گئی ہے پر میرا اتنا قصور نہیں ہے... تمہاری فیس بک کھلی ہوئی تھی اب بینش کا میسج سامنے تھا میں نے پڑھ لیا... اسی دن تم لیٹ آئے ہو تو خود سوچو..."

"تم سے کہہ رہا ہوں نا کہ ادھر بیٹھ کر آرام سے میری بات سنو..."

"غصے میں تم ڈراونے لگ رہے ہو... اپنا چہرہ نارمل کرو پھر بات سُنوں گی..."

"پوری فلم ہو..." اس کے ساتھ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر صوفے تک لایا، ایک طرف صفا کو بٹھایا دوسری جانب خود جم گیا...

"جو باتیں رات کو تم نے کی ہیں اُن میں سے ایک بات سیدھی دل پہ جا کر لگی ہے جب تم نے یہ کہا کہ میں نے فلمی انداز میں تمہیں منایا تھا... مطلب کیا ہے؟ میں نے ساری دنیا کو گواہ بنا کر تمہارے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے اور تم نے فلمی انداز کہہ کر ساری بات ہی گنوا دی..."

"معاف کر دو..."

"مجھے بات مکمل کرنے دو..."

"جی..."

"مجھ پہ یقین ہے یا نہیں؟ اگر یقین نہیں ہو گا تو یہ رشتہ بے معنی ہے..."

"یقین ہی ہے بس تھوڑی جذباتی ہو گئی تھی..."

"سوشل میڈیا پہ لگی ساری تصوریں تنگ کرتی ہیں...؟"

"نہیں تنگ نہیں کرتی ہیں بس کبھی کبھی دماغ میں سوال آ جاتے ہیں..."

"جو سوال ہیں میں تمہارے سامنے موجود ہوں، پوچھو..."

"ایسے کوئی خاص سوال نہیں ہیں..."

"عام ہی پوچھو..."

"وہ میں سوچتی ہوں تمہاری اتنی خوبصورت لڑکیوں کے ساتھ دوستی تھی..."

"دوستی نہیں تھی..."

"کیا...؟"

"دوستی نہیں تھی علیک سلیک تھی... پارٹیز پہ اکٹھے چلے جانا، ایک دوسرے کو گفٹ دے دینے، تعریفیں کر دینا، ڈنر کروادیا... بس یہ سب... نہ دوستی تھی، نہ عشق و معشوقی..."

"ایسے کیسے ہو سکتا ہے کہ پہلو میں کوئی خوبصورت لڑکی ہو اور انسان کو اُس سے محبت نہ ہو...؟"

"ہائے میری بھولی بیوی... محبت نہ ہوئی لالی پاپ ہو گیا... خیر مجھے صرف ایک لڑکی سے محبت ہوئی ہے اُسی کے ساتھ شادی کی ہے..."

"کیسے مان لوں...؟"

"میں سب کچھ چھوڑ کر تمہارے پاس ہوں کیا یہ ثبوت کافی نہیں ہے؟ جو جاب چھوڑ کر پاکستان میں نوکری کر رہا ہوں جانتی ہو نا تنخواہ کا کس قدر فرق ہے... مگر میں نے ہر بات کو نظر انداز کر دیا ہے کیونکہ مجھے وہیں رہنا ہے جہاں تم ہو..."

"مجھے لگا اپنے بچوں کے لیے جاب چھوڑی تھی..."

"بچوں کی نوکری تو نہیں لگی ہوئی کہ اگر وہ میرے ساتھ امریکہ جاتے تو متاثر ہوتی... اتنا کافی ہے یا دو چار اور فلمی ڈائیلاگ ماروں...؟"

صفا کتنے دنوں سے اُس کو کچھ بتانا چاہ رہی تھی، اس وقت بھی بتانے کا سوچتے ہی اُس کے گال لال ٹماٹر ہوگئے... داؤد نے ماتھے پہ تیوری لیکر تشویش سے اُس کو دیکھتے ہوئے پوچھا...

"تمہاری طبعیت ٹھیک ہے...؟"

"کیوں کیا ہوا ہے...؟"

"تمہارے گال بلش کر رہے ہیں..."

"داؤد ایک مسئلہ ہو گیا ہے..."

"کیا ہوا ہے...؟"

"وہ نا...."

"صفا... کیا ہوا ہے...؟" داؤد نے سختی سے پوچھا تھا جس پہ وہ آنسوؤں کے دوران بولی...

"وہ مجھے لگتا ہے..."

"کیا لگتا ہے...؟"

"اتنا رعب ڈال کر کیوں پوچھ رہے ہو...؟"

"کیونکہ جتنی دیر میں تم بتاؤ گی میں بری سے بری صورتحال کا سوچ کر ویسے ہی ہارٹ فیل کروالوں گا..."

"اللہ نہ کرے..."

"تو پھر جلدی بتاؤ کیا ہوا ہے...؟"

"ابھی نہیں کوئی آٹھ ماہ بعد ہو گا...جو بھی ہو گا..."

"کیا بول رہی ہو؟ کیا ہو گا...؟"

"توبہ داؤد... تم ایک آسان سی بات نہیں سمجھ سکتے..."

وہ وہاں سے واک آؤٹ کر گئی... داؤد نے سر پکڑ لیا...

"یہ اس کو کیا ہو گیا ہوا ہے؟ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ اتنا ردِ عمل... اب ایک بات سیدھے سے نہیں بتا رہی..."

سلامہ جھاڑو سمیت کمرے میں آئی کتابیں وغیرہ اُٹھا کر ان کی جگہ پہ رکھتے ہوئے آرام سے بولی...

"پاجی... باجی کو یہ بتاتے ہوئے شرم آرہی ہے کہ آپ ابا بننے والے ہو..."

"بننے والا ہوں کیا مطلب؟ میں ابا ہوں..."

"پھر سے بننے لگے ہیں..."

"ہیں...!!!" وہ اتنی زور سے چلایا سلامہ کے ہاتھ سے کشن نیچے گر گیا...

"ہائے اللہ... پاجی تراہ کڈ چھڑیا جے..." وہ ہنستا ہوا کمرے سے نکل گیا...

"صفا کی بچی سامنے آؤ... اتنی خوشی کی خبر اتنے ڈراونے انداز میں تم ہی کر سکتی ہو..."

وہ اس کو ڈھونڈتے ہوئے ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں جا رہا تھا اور وہ باہر لان کی دیوار کے پیچھے چھپ کے کھڑی مسکراتے ہوئے اندر سے آتی اُس کی ہنسی سُن رہی تھی...

"او یار سامنے تو آؤ... چہرہ تو دیکھنے دو... صفا...!"

صفا نے وہیں سے سر نفی میں ہلایا پھر اپنی حرکت پہ خود ہی ہنسنے لگی...

****

"آپ ان سے بولتی کیوں نہیں ہیں کہ یہ لوگ مجھے اندر جانے دیں..."

وہ نہ جانے کتنی دفعہ کا کہا سوال پھر سے کر رہا تھا... دیحہ نے سر پیٹ لیا...

"داؤد میرے بچے یہ پاکستان ہے تیرا فارن ملک نہیں جہاں ڈلیوری کے وقت شوہر کو لیبر روم میں جانے کی اجازت ہو..."

"اماں یہ آپ کے شہر میں ہی پابندی ہے. اس سے بہتر میں اس کو کراچی اسلام آباد لے جاتا تو اچھا تھا... یعنی حد ہے یار.. ہمیں کچھ پتا ہی نہیں ہے کہ اندر کیا ہو رہا ہے..."

"وہی ہو رہا ہے جو ہر بچے کی پیدائش پہ ہوتا ہے... تیری اولاد کوئی چرچ دنیا پہ نہیں آ رہی ہے..."

"اماں پلیز آپ ہی اندر جاکر ایک دفعہ اس کو دیکھ آئیں نا..."

"ایوب اس کو یہاں سے لے جاؤ ورنہ یہ میرے سے جوتے کھائے گا... حد ہو گئی ہے بچوں کی طرح ایک ہی بات کئے جا رہا ہے، یہ نہیں کہ بیٹھ کر اس نمانی کے لیے دعا کرے جو اندر زندگی اور موت سے لڑ رہی ہے..."

"اب آپ خود ایسی باتیں کر کے اُس کو مزید ڈرائیں..."

"میں سوچ چکا ہوں اس ڈاکٹر پہ پرچہ کرواؤں گا..."

"جا میرا بیٹا جا کر پولیس چوکی سے ہو آ... کہیں بند ہی نہ ہو جائیں جا..."

"دو گھنٹے سے وہ اس کو اندر لیکر گئے ہوئے ہیں، کوئی خیر خبر کیوں نہیں دے رہے ہیں... اگر اُس کو کچھ ہوا نا اماں اس دو ٹکے کے ہسپتال کو آگ لگا دوں گا اور ڈاکٹر کی..."

مدیحہ نے اس کے شانے پہ زور کا تھپڑ مارا... ایوب اُسکو زبردستی اپنے ساتھ لے گیا... مدیحہ نے اپنے والد کی جانب دیکھا جن کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی... وہ خود بھی ہنس دیں...

"آپ کو اس کی حرکتوں پہ ہنسی آ رہی ہے..."

بڑے ابا شفقت سے بولے "مجھے خوشی ہو رہی ہے..."

"کس بات کی خوشی ابا...؟"

"یہی کہ ان دونوں کے حوالے سے جو خواب میں نے دیکھا تھا وہ کئی خطرناک موڑ لینے کے بعد بلآخر سچ ہو گیا ہے... میں جب بھی صفا کو دیکھتا تھا مجھے داؤد یاد آتا تھا اور جب داؤد سامنے ہوتا تو لگتا صفا بھی وہیں ہے... آج دونوں کو ایک ساتھ خوش دیکھ کر مجھے اپنا آپ جوان و توانا لگتا ہے... اللہ میرے بچوں کی خوشیوں کو ہر بُری نظر سے بچائے...

"آمین... اباجی ثم آمین..."

تبھی دروازہ کھلا اور نرس آسمانی رنگ کے کمبل میں گُل گوتھنے کو لپیٹے لائی... مدیحہ نے بسم اللہ پڑھ کر پوتے کو گود میں لیا...

"میں صدقے... بڑے ابا دیکھیں تو آپ کا نیا پرپوتا..."

بڑے ابا نے جیب سے کئی نوٹ نکال کر نرس کے ہاتھ پر رکھے اور داؤد کے فون پہ بیل مار کر اس کو اندر بلایا کیونکہ انہوں نے وجہ نہیں بتائی تھی اس لیے پانچ منٹ بعد وہ حواس باختہ سا اندر آیا...

"سب ٹھیک تو ہے...؟"

"ہاں ادھر یہ لو... اپنے بیٹے سے ملو..."

بڑے ابا کے بازوؤں میں کمبل دیکھ کر اُس کے قدم وہیں رُک گئے... گہری سانس بھر کر اپنے آپ کو تھوڑا پر سکون کیا ورنہ دل کئی سو کی سپیڈ سے خون کو پمپ کر رہا تھا... وہ بڑے ابا کے برابر بیٹھا اور بڑی نرمی سے کمبل میں چھُپے وجود کو اپنی گرفت میں لیا...

گہرے گلابی ہونٹ پاؤٹ کی صورت میں اُبھرے ہوئے تھے. چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کی مٹھیاں زور سے میچی ہوئی تھیں. داؤد نے سر جھکا کر بیٹے کی پیشانی چومی... اس کو اپنا دل سینے سے بڑا محسوس ہو رہا تھا...

کئی گھنٹے بعد کہیں جا کر اُس کو صفا سے ملنے کا گرین سگنل ملا تھا... فیملی والے سارے ساتھ والے کمرے می موجود تھے سلیمان اور عفان باری باری بھائی کو گود میں اُٹھانے کی فرمائش کر رہے تھے...

وہ نیم تاریک کمرے میں داخل ہوا... سلامہ بیڈ کے پاس رکھی کرسی پہ بیٹھی سلائیاں بُن رہی تھی... اس کو آتا دیکھ کر اپنا سامان اُٹھا کر کمرے سے نکل گئی... وہ بیڈ کے قریب آیا... صفا آنکھیں موندے پڑی تھی چہرے پہ روشنی سی تھی... داؤد نے اُس کی پیشانی پہ لب رکھے... صفا نے آنکھیں کھول دیں...

"تم ٹھیک ہو...؟"

جواب میں صفا نے سر اثبات میں ہلایا پھر آہستگی سے پوچھنے لگی...

"تم ٹھیک ہو...؟"

اس کا مطلب سمجھ کر وہ مسکراہٹ چھپاتے ہوئے بولا...

"مذاق مت اُڑاؤ. میری جان پہ بنی ہوئی تھی..." صفا دھیمے سے ہنسی...

"اب تک چار پانچ نرسیں مجھے تمہاری جانب سے ملنے والی دھمکیوں کی خبر دے چکی ہیں..."

"اتنا ہوں کمزور دل کا واقع ہوا ہوں مگر ابھی میٹرنٹی وارڈ کے سارے سٹاف کو پزا پارٹی دیکر اپنے رویے کی معافی مانگ چکا ہوں..."

"ہائے صدقے جاؤں..."

صفا کے انداز پہ ہنسا پھر ایک دم سنجیدہ ہوتے ہوئے بولا...

"شکریہ..."

"تمہارا بھی شکریہ..."

"مجھے تمہارے بیٹوں سے بہت محبت ہے..."

"مجھے اپنے بیٹوں کے باپ سے بہت محبت ہے..."

"جانتا ہوں بلکہ اب تو سارا پاکستان جانتا ہے..."

صفا کی دلکش ہنسی کے ساتھ داؤد کی گہری مسکراہٹ شامل تھی...

جب میاں بیوی کے ایک دوسرے کے حق میں دل صاف ہوں تو اس طرح ہر چھوٹی سے چھوٹی خوشی بھی بہت بڑی لگتی ہے جیسے صفا اور داؤد کو لگ رہی تھی....

****

"میرا اپنا قصور ہے میں کسی سے کوئی شکوہ نہیں کر سکتی ہوں کیونکہ میں نے ایک ایسے انسان کا اعتبار کیا جو اعتبار کے قابل ہی نہیں تھا... جس کا ریکارڈ میرے حق میں انتہائی خراب تھا اور میں نے کیا کیا...؟ اُس نے ایک معافی مانگی... فقط ایک معافی اور میں نے فٹ سے اعتبار کر کے معاف کر دیا... ایسا بھی کیا بھولا پن صفا... ایسا بھی کیا بھولا پن..."

"مما...؟"

وہ واش روم کے شیشے کے سامنے کھڑی سامنے نظر آتے اپنے عکس کے ساتھ گفتگو کرنے میں ایسی مگن تھی کہ باہر سے پڑنے والی بیٹے کی صدا جیسے سُنائی ہی نہ دی خود سے کہنے لگی...

"مطلب یار تیری کوئی عزتِ نفس نہیں تھی..."

"ممی...! فاطمہ مٹی کھا رہی ہے..."

اس دفعہ سلیمان کی آواز اُس کی توجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی... اس نے جلدی سے اپنی سوجھی ہوئی آنکھوں پہ ٹھنڈے پانی کے دو چار چھینٹے مارے، نل بند کیا، تولیے کی جانب ہاتھ نہیں بڑھایا کیونکہ پچھلے تین گھنٹوں کی ریاضت کے بعد آنکھوں کے گرد کی جلد اس قدر حساس ہو چکی تھی کہ کپڑا چھوتے ہی جلن ہونے لگتی... اُس نے ٹشو پکڑ کر آنکھوں پہ رکھا حتٰی کے ٹشو چھونے سے بھی جلن محسوس ہوئی... واش روم سے باہر نکلی تو سلیمان کو دروازے کے بالکل سامنے کھڑے پایا جو اُس کو دیکھتے ہی تعجب سے بولا...

"آپ کس کے ساتھ باتیں کر رہی تھیں...؟"

اس نے بات سُنی ان سنی کر دی اور پوچھا...

"فاطمہ کدھر ہے...؟ سلامہ...!"

جب ماں نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سوال کر دیا تو اُس نے ماں کو معلومات پہنچائی...

"وہ باہر گیراج میں بیٹھ کر گاڑی کے ٹائر کو صاف کر رہی ہے..."

"کون...؟"

"میری بہن... آپ کی بیٹی..."

"یا اللہ کیا بنے گا اس کا؟ مٹی کھانے کا بہانہ مل جائے یہ لڑکی موقع جانے نہیں دیتی ہے اور یہ سلامہ کدھر مری ہوئی ہے...؟"

سلیمان نے بتایا "باتھ روم میں..."

"کیا مطلب...؟"

"مما وہ پی شی کرنے گئی ہوئی ہیں..."

وہ ماں کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر گیراج کی جانب جاتے ہوئے کسی پیشہ ور ماتحت کی طرح تفصیلات باہم پہنچاتا جا رہا تھا... صفا بھرائی آواز میں بولی...

"یعنی ایک بات طے ہے کہ کسی کا اعتبار نہ کرو مگر آج میں اپنے کام سر انجام نہیں دے سکتی ہوں... مجھے چھٹی چاہیے..."

سلیمان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا اسی لیے پوچھ بیٹھا...

"کس چیز کی چھٹی...؟"

صفا اداسی سے بولی "ذمہ داریوں سے چھٹی..."

اس نے فاطمہ کو گود میں اُٹھایا اور اس کے منہ سے مٹی نکالتے ہوئے بولی...

"میری بیٹی تیرے شاباش ہے اچھی صحت بنا رہی ہو... رنگت دن بادن پیلی پھٹک ہوتی جا رہی ہے..."

تب ہی سلامہ نازل ہوئی...

"باجی، میں نے آپ کو آواز دی تھی اصل میں پیٹ خراب ہو گیا ہے اسلئے انتظار نہ کر پائی..."

"یہ بات ہے تو بیگ تیار کرو اور جب تک طبیعت ٹھیک نہ ہو دو چار دن گھر رہ آؤ..."

"باجی آپ غصے سے مجھے نکال رہی ہیں...؟"

"نہیں بھئی... فوڈ پوائیزن وغیرہ بھی تو ہو سکتا ہے اس لیے اچھا ہے گھر جا کر دو چار دن آرام کر لو... اسی بہانے اپنی ماں سے بھی مل آؤ گی..."

"اچھا باجی پر آپ کی اپنی طبیعت مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی ہے... ایسے کیسے آپ کو اکیلا چھوڑ جاؤں... پا جی بھی گھر پہ نہیں ہیں بچوں کو اکیلے کیسے سنبھالیں گی...؟"

"بچے اپنی دادی امی کی طرف جا رہے ہیں... ان کی فکر نہ کرو، تم تیار ہو ڈرائیور تمہیں چھوڑ آتا ہے..."

"او باجی میں خود ہی بس سے چلی جاؤں گی..."

"ہاں تاکہ راستے میں کہیں بے ہوش ہو کر کسی گاڑی کے نیچے آکر مر کھپ جاؤ..."

"یااللہ معاف... باجی اتنا خوفناک نقشہ کھینچ دیا ہے... یااللہ توبہ..."

"جاؤ تیار ہو کر آؤ..."

سلامہ اپنے کواٹر کی جانب چلی گئی... صفا فاطمہ کو اٹھائے بچوں کے کمرے میں آگئی...

"سلیمان...!"

اس نے حلق کے بل چلا کر آواز دی تھی اُچھلی تب جب بالکل پاس سے ہی سلیمان کا جواب آیا... بچے نے کانوں میں انگلیاں دے کر کہا...

"جی ممی..."

صفا نے سینے پہ ہاتھ رکھ کر خود کو تسلی دی پھر گہری سانس کھینچتے ہوئے بولی...

"بیڈ روم میں سے میرا فون تو لیکر آؤ..."

"بابا کو کال کرنی ہے...؟"

"بالکل بھی نہیں... سوال جواب چھوڑ کر بس فون لے آؤ..."

"جی..." وہ مایوسی سے سر جھکا کر آگے بڑھ گیا...

عفان صاحب پھولا ہوا منہ لیکر کمرے میں داخل ہوئے، ہاتھ میں بیٹ پکڑ رکھا تھا آتے ہی حکم دیا...

"میرے بابا کو کال تو لگائیں..."

صفا نے حیرت سے پوچھا...

"کیوں...؟"

"کیونکہ اس گھر میں کسی کے پاس میرے لیے وقت نہیں ہے... کوئی بال نہیں کرواتا نہ کوئی فیلڈنگ کرتا ہے..."

"ایسا اس لیے ہوتا ہے کیونکہ تم ایک بے ایمان کھلاڑی ہو... تم چاہتے ہو کہ دن رات کوئی تمہیں گیندیں کرواتا رہے، تمہارے لیے بھاگ بھاگ کر فیلڈنگ کرتا رہے اور کسی کے پاس ایسا حوصلہ ہے نہ وقت..."

"پر جب بابا گھر پہ ہوتے ہیں وہ بھی تو میرے ساتھ کھیلتے ہی ہیں. عورتیں نازک بنتی ہیں..."

"اپنے باپ کی مثال نہ دو... وہ تو پیدائشی کھلاڑی ہے... (کمینہ)"

آخری لفظ منہ میں بڑبڑایا تھا... عفان مزید کچھ کہنے لگا تھا جب وہ اپنے درد سے پھٹنے کے قریب ہوئے سر کو دوپٹے سے باندھتے ہوئے ہاتھ اُٹھا کر بولی...

"عفی جان مما بہت تکلیف میں ہیں... ابھی جلدی سے منہ دھو کر آؤ کیونکہ ہم جا رہے ہیں..."

"کہاں...؟"

"دادو کی طرف..."

عفان نے بیٹ ایک طرف پھینکا اور یاہو کا نعرہ مار کر سنک کی جانب بھاگا... اس دوران وہ فاطمہ کا منہ دھلا کر لباس تبدیل کر رہی تھی...

"مما فون..."

"چاچو کا نمبر ملاؤ..."

سلیمان نے اگلے پل فون کی ئبک کھول کر طٰہ کا نمبر ملا کر فون ماں کی طرف بڑھا دیا... یہ سب کرتے ہوئے سلیمان ناراضگی سے چُپ تھا... وہ جانتی تھی یہ خاموشی باپ کی یاد میں ہونے والی اُداسی نے نوازی ہے مگر اس وقت اپنا دل ٹکڑے ٹکڑے تھا وہ اس کو کیا تسلی دیتی...

"ہیلو بھابھی..."

"ہاں طٰہ السلام علیکم... کیسے ہو...؟"

"وعلیکم السلام... میں تو ٹھیک ہوں یہ آپ کی آواز کو کیا ہوا ہے...؟"

"کچھ نہیں بس زکام ہو رہا ہے..."

"اچھا. میرے یار کیا کر رہے ہیں...؟"

"تیار ہو رہے ہیں..."

"کہاں جا رہے ہیں...؟"

"تمہاری طرف کیونکہ میں نے ان کو بولا ہے دادو کی طرف جا رہے ہو... تم پلیز ان کو لینے آ جاؤ اگر مصروف نہیں ہو..."

"میں دوست کی طرف جا رہا تھا اب اس کو کال کر کے منع کر دیتا ہوں. آپ تیار ہوں میں آ رہا ہوں..."

"نہیں میں نے نہیں جانا... بس بچوں کو آج ادھر لے جاؤ تا کہ میرے جراثیم ان کو نہ لگیں..."

"آپ اکیلی رہیں گی بھائی بھی ادھر نہیں ہے..."

"میں کوئی بچی تھوڑی ہوں نہ ہی پہلی دفعہ اکیلی ہوں گی... تم جلدی آ جانا اور تمہارا پروگرام خراب کرنے کے لیے معذرت..."

"ارے کیوں شرمندہ کرتی ہیں... ابھی بس دس منٹ تک آپ کے پاس ہوں گا..."

صفا نے کال بند کی... سلامہ تیار ہو کر آ گئی تھی...

"باجی ایک دفعہ پھر سوچ لیں..."

"ہاں میں اپنی جائیداد تمہارے نام کر رہی ہوں نا جو اتنی سوچ بچار کروں..."

فطمہ کو فرش پہ اُتارنے کی بجائے گود میں اُٹھا کر اپنے کمرے میں آئی. بیڈ سائیڈ دراز میں سے اپنا والٹ نکال کر کھولا اندر سے پانچ ہزار کا نوٹ نکال کر سلامہ کو دیا...

"جاتے ہوئے شہر سے ہی دوائی لیکر جانا اور پانی وغیرہ زیادہ سے زیادہ پینا..."

"اچھا باجی چلتی ہوں..."

"جاؤ...ڈرائیور کو کہنا صبح ہی واپس آئے رات کو نہ چل پڑے..."

"جی باجی پر میرا دل نہیں کر داپیا جان تے..."

"اچھا اگر چھٹی دے رہی ہوں تو ایسے نخرے نہ کرو...چُپ چاپ جاؤ..."

سلامہ چلی گئی. اُس نے فاطمہ کو گود سے نہیں اُتارا کیونکہ وہ دومنٹ میں کپڑے گندے کرتی تھی...اپنی ساس کا نمبر ملا کر فون کندھے اور کان کے درمیان رکھ کر ساتھ ساتھ بچوں کا بیگ پیک کرنے لگی...

"اسلام علیکم..."

"وعلیکم السلام...ماموں آپ کیسے ہیں...؟"

"بہت اچھا ہوں. بس بڑھاپا آگیا ہے..."

"جانے دیں ماموں بوڑھے ہوں گے آپ کے دشمن... آپ تو ابھی جوان جہان ہیں..."

"تم ہی ایسا کہہ سکتی ہو بیٹا ورنہ آثار تو اس کے الٹ ہی ہیں..."

"آپ کو بس تھوڑا سا لائف اسٹائل تبدیل کرنے کی ضرورت ہے باقی سب فٹ ہے..."

"لائف سٹائل کیا خاک تبدیل کرنا ہے... مرغی آرہی ہے تو دو نمبر مانوں فائدہ چھوڑ نقصان ہی نقصان ہیں... کل سودا لیکر آیا ہوں اور تمہاری پھوپھو کل سے ملاوٹ مافیہ کو گالیاں کوسنے دے رہی ہیں کیونکہ سُرخ مرچ، ہلدی تک میں میں چونے اور بھوسے کی ملاوٹ بھری ہوئی ہے...ڈاکٹر نے مشورہ دیا تھا کہ بزرگو ہر روز واک پہ جایا کرو. میرے گھر سے نزدیک تو چھوڑو دور دور تک کوئی واکنگ ٹریک نہیں ہے نہ

کوئی پارک ہے.... پارک کہیں رہ گئے اب تو درخت بھی شہروں میں چیدہ چیدہ نظر آتے ہیں... واک کہاں کریں؟ پلیوشن سے بھری سڑکوں پر جہاں لوگوں نے کچرا پھینک پھینک کر گندگی کے ڈھیر لگائے ہوئے ہیں..."

"اف اللہ... ماموں آپ کتنی سچی باتیں کر رہے ہیں..."

"میں سچ کہوں نا صفا تو میں اپنے ملک کے معاملے میں بہت زیادہ مایوسی کا شکار ہو گیا ہوں... ہر بات تو نئے حکمران پر ڈال رہے ہیں جس کو آئے ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں ہوئے ہیں اور اُن کو بچارہ بولتے ہیں جو اس ملک کو بیچ کر کھا گئے ہیں... جنہوں نے اس ملک کو لوٹ کر اتنا پیسہ بنایا ہوا ہے کہ ان کی آنے والی نسلیں بیٹھ کر کھائیں گی... میری عوام ان کو کچھ نہیں کہتی... غلام لوگ غلام سوچ کے مالک ہیں... یہ ٹی وی سٹیشن والوں سے کوئی پوچھے بھئی تم چور لٹیروں کو دو دو گھنٹے کا سکرین ٹائم کیوں دیتے ہو؟ تم ان سے یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ اتنی بڑی بڑی گاڑیوں میں لاکھوں کے برینڈز پہن کر گھومنے والو تم لوگ آج تک ملک کا سیوریج سسٹم تک نہ بنا سکے... تمہاری بجلی کے کھمبوں کے ساتھ لگ کر کئی بے قصور جان کی بازی ہار گئے... بھئی الف سے لے کری تک سیاستدان عوام سارے کا سارا خانہ خراب ہے..."

"ادھر کریں فون... وہ بچاری کیا کرے جس کو یہ سب سُنا رہے ہیں...؟"

پھوپھو ماموں سے فون لیکر خود بات کرنے لگیں...

"کیسی ہو میری جان...؟"

"ماموں کی باتوں نے تو مجھے مزید اداس کر دیا ہے... ہائے پھوپھو کیا ہو گا؟ اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے چاہے جتنا مرضی امیر اور خوبصورت خزانہ ہو، بے قدرے اور مفاد پرست لوگ اس کو کوڑیوں کے مول کر دیتے ہیں..."

"کیا کریں بیٹی... اب تو پاکستان میں کوئی اچھی خبر سُننے کو نہیں ملتی ہے... یہاں بیٹی نے ماں کے ساتھ مل کر باپ کا قتل کر دیا وہاں باپ نے بیٹے کو صرف اسلیے مار دیا کیونکہ اس نے شور مچا کر باپ کی نیند خراب کی تھی. کہیں پانچ سال کی بچی کو اغوا کر کے قتل کیا گیا ہے کہیں بوڑھی ماں کو جا کر گند کے ڈھیر پر پھینکا جا رہا ہے. بیٹا کہتا ہے میں کیوں باپ سے معافی مانگوں، باپ نے میرے مانگنے پر دو ہزار روپیہ نہ دیکر میری تذلیل کی ہے... ہم لوگ اخلاقی طور پر مردہ ہو چکے ہیں. ہم مانیں یا نہ مانیں مگر ہمارا معاشرہ بالکل ختم ہو گیا ہے. اس میں کچھ نہیں بچا ہے نہ لڑکوں کو لڑکیوں پر اعتبار ہے، نہ لڑکیوں کو لڑکوں پر...
دونوں ہی ایک دوسرے کو اپنے مطلب کے لیے استعمال تو کر رہے ہیں مگر ایک دوسرے کی اہمیت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں... عزت تو گئے وقتوں کی بات ہے. شوہر کو وہ نہیں بھاتی جو اُس کے گھر میں ہے اور اُس کے علاوہ ساری دنیا کی عورتیں اس کو پُرکشش لگتی ہیں... اور عورت اس چکر میں مجنوں بنی جعلی عاملوں اور تاویذ گنڈے والوں کے پاس رقمیں دے دیکر اُجڑ رہی ہے کہ کسی طرح مرد میرے قابو میں آجائے، میرا بے زبان غلام بن جائے اور مرد تو پہلے ہی خود کو عورت کا حاکم سمجھتا ہے.. جس آخری وقت کی پیشن گوئیاں سُنا کرتے تھے نا وہ وقت ابھی چل رہا ہے ہم اُسی میں سے گزر رہے ہیں... اب ڈر یہ لگتا ہے کہ آگے آگے کیا ہو گا... حد تو ہم نے پار کر لی ہے مزید کتنا گہرائی میں گرنے والے ہیں..."

"مجھ سے تو یوں فون چھینا تھا جیسے میں کوئی غلط بات کر رہا تھا اب خود تو ہیر پڑھ رہی ہو نا..."

ماموں کے شکوے پہ پھوپھو کے ساتھ ساتھ صفا کی بھی ہنسی نکل گئی...

"اف! آپ دونوں میاں بیوی نے مجھے اتنے مسئلے گنوا دیئے ہیں کہ مجھے اپنا مسئلہ بھول ہی گیا ہے..."

"صدقے جاؤں. تمہیں کیا مسئلہ در پیش ہو گیا...؟"

"مجھے آپ کو تھوڑی تکلیف دینی پڑ رہی ہے..."

"کیسی تکلیف...؟"

"بچوں کو کچھ دن کے لیے آپ کی طرف بھیج رہی ہوں..."

"ایسی خوبصورت تکلیف سے ہم تا عمر گزرنے کے لیے تیار ہیں بے فکر ہو کر بھیجو بلکہ ہم لوگ آ کر لے جاتے ہیں... کیا تم خود نہیں آ رہی ہو...؟"

"آپ کو آنے کی ضروت نہیں ہے...طہ سے بات ہوئی ہے وہ آ رہا ہے اور نہیں میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور میں بہت زیادہ تھکن محسوس کر رہی ہوں اسلیے گھر پہ رہ کر آرام کرنا چاہ رہی ہوں..."

"میں تو کہتی ہوں ادھر ہی آ جاؤ... داؤد بھی ادھر نہیں ہے پھر گھر پر اکیلی کیا کرو گی...؟"

"آج نہیں پھوپھو پھر کسی وقت آ جاؤں گی..."

مدیحہ نے تشویش سے پوچھا "صفا...؟"

وہ احتیاط سے بولی "جی پھوپھو..."

"سب ٹھیک تو ہے نا؟ تمہاری اور داؤد کی لڑائی تو نہیں چل رہی ہے...؟"

وہ لاپرواہ انداز اپناتے ہوئے بولی...

"ارے نہیں پھوپھو... اچھا پھر بات ہوتی ہے میں بچوں کا بیگ تیار کرلوں طہ آتا ہی ہو گا..."

"داؤد کب واپس آرہا ہے...؟"

"کچھ کہہ نہیں سکتی ہوں کیونکہ میری اس کے ساتھ بات نہیں ہوئی ہے..."

صفا نے فون بند کر دیا... مدیحہ پورے یقین کے ساتھ شوہر کو بتانے لگیں...

"ان دونوں کی لڑائی ہو گئی ہے..."

"تم کیسے کہہ سکتی ہو...؟"

وہ کچن کی جانب جاتے ہوئے بولیں...

"عام طور پر اس کی ہر بات داؤد سے شروع ہو کر اُسی پہ ختم ہوتی ہے مگر آج اس نے داؤد کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی پھر میرے پوچھنے پر جس انداز میں داؤد کے ذکر کو ٹال گئی ہے یہ سب ثابت کرتا ہے... ہونا ہو دال میں کچھ کالا ہے..."

"وہ واپس کب آرہا ہے...؟ مہینے سے اوپر ہوا ہے اس کو دوست کی شادی پر لندن سدھارے... اب شادی کے بعد ان کے ہنی مون پر بھی تو ساتھ نہیں چلا گیا..."

"اللہ جانے یہ کیا کرتا پھر رہا ہے... بھلا جانا ہی تھا تو بیوی کو بھی ساتھ لے جاتا... اب ہم کیا کریں...؟"

"تم کیوں ٹینشن لیتی ہو؟ دونوں سمجھدار ہیں. اول تو امید ہے کوئی ایسی ویسی بات نہیں ہو گی اور اگر ہوئی بھی تو وہ دونوں حل کر لیں گے... اب ذرا چائے کا کپ ہی پلا دو..."

"میں چائے بناتی ہوں. آپ ذرا اپنی بیٹی کو آواز دیں آ کر بچوں کے لیے پاستا بنا لے... تینوں ہی بڑے شوق سے کھاتے ہیں... اگر اس کو سامان چاہیے ہوا تو وہ بھی بازار سے لا دیجئے گا..."

"یہ کہو کہ میں بیٹھا تمہیں اچھا ہی نہیں لگتا ہوں... ایک سو ایک کام بتا دیا ہے..."

****

رات کے دو بجے دبئی سے آنے والے جہاز نے لاہور ایئرپورٹ پر لینڈنگ کی تھی... آج پورے ایک ماہ اور تین دن کے بعد وہ اپنے ملک لوٹا تھا... سرپرائز دینے کے چکر میں اُس نے نہ ہی ماں باپ کو اپنے آنے کی اطلاع دی تھی نہ ہی گھر پہ کال کی تھی... امیگریشن سے فارغ ہونے کے بعد دس بیس منٹ سامان لینے میں لگ گئے جیسے ہی باہر آیا ٹھنڈی ہوا کے تھپیڑوں نے استقبال کیا... اس نے اپنی جیکٹ کی کالر اونچی کی اور سکارف کو مزید اچھی طرح گردن کے گرد لپیٹتے ہوئے ٹیکسی سٹینڈ کی طرف آیا...

"جی سر جی کدھر جانا ہے...؟"

"گوجرانوالہ..."

"چلتے ہیں... آپ کاؤنٹر سے جا کر پرچی بنوا لائیں..."

اس نے کہے پر عمل کیا اور دس منٹ بعد ہی اُس کی ٹیکسی رنگ روڑ کی جانب رواں دواں تھی... داؤد نے باہر دیکھتے ہوئے کہا...

"شاید بارش کی وجہ سے سردی میں اضافہ لگ رہا ہے..."

"جناب آج تو شکر کریں بارش ہے تو ہم نارمل سپیڈ پہ جا رہے ہیں ورنہ ابھی کل اس وقت میں ملتان کی سواری لیکر گیا تھا. دھند کی وجہ سے حدِ نظر انتہائی کم تھی اور اب تو فوگ کے ساتھ ساتھ ہمیں سموگ بھی چمٹی ہوئی ہے..."

داؤد چونکے لمبے سفر کی وجہ سے تھکا ہوا تھا بس ہنس کر خاموش ہو گیا... رات کا وقت ہونے کی وجہ سے سفر تیزی سے کٹا... پونے دو گھنٹے کا سفر ڈیڑھ گھنٹے میں ختم ہو گیا... وہ صفا سے ملنے کا سوچ کر ہی خوش ہو رہا تھا... بچوں سے اداسی کا تو عالم ہی اور تھا... اس کے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ کون زیادہ یاد آ تا رہا تھا بیٹے بیٹی یا ان کی ماں...؟

ڈرائیور نے اس کے بتائے ہوئے پتے پر گاڑی روکی... داؤد نے گاڑی سے برآمد ہو کر تگڑی سی انگڑائی لیکر جوڑوں کو سیدھا کرنے کی کوشش کی جو مسلسل بیٹھنے کی وجہ سے اکڑ رہے تھے ساتھ ہی چوکیدار کے کمرے کی بیل بجائی... ڈرائیور گاڑی کی ڈکی سے اس کا سامان نکال رہا تھا جس میں دو بڑے سوٹ کیس اور ایک ہینڈ کیری شامل تھا... پانچ منٹ کے انتظار کے بعد انٹر کام پر چوکیدار کی آواز سنائی دی...

"کون ہے...؟"

"تم سوتے ہو یا گلی کی چوکیداری کرتے ہو...؟"

"صاحب جی... ابھی آیا جی..."

چوکیدار نے گیٹ کھولا تب تک وہ ڈرائیور کو رقم کے ساتھ ساتھ ٹپ دیکر فارغ کر چکا تھا... ادھر وہ اندر کی جانب بڑھا اُدھر گاڑی واپس روانہ ہو گئی... اس نے اپنے ہینڈ کیری کی جیب سے چابیاں نکالیں اور ہال کا دروازہ کھول کر اندر آگیا. یہ بھی اس کو غنیمت محسوس ہوا جو اس کی چابیوں کا سیٹ اس کے پاس ہی تھا ورنہ جس قدر گھر کے اندر خاموشی چھائی ہوئی تھی، دروازہ کھلوانے کے لیے اچھے سے دروازہ بجانا پڑتا تھا... چوکیدار نے اس کے ساتھ مل کر سامان ہال میں رکھا اور داؤد کو مطلع کرنے لگا...

"بچے پرسوں سے آپ کی امی کے گھر گئے ہوئے ہیں... گھر پر بی جی اکیلی ہی ہیں..."

داؤد کو اپنے کانوں پر یقین نہ آیا...

"کیا صفا بچوں کے ساتھ نہیں گئی...؟"

"نہیں جی... بی بی گھر پہ ہیں..."

"سلامہ...؟"

"اس کو بی بی نے چھٹی پہ بھیجا ہوا ہے..."

"ٹھیک ہے تم جاؤ..."

چوکیدار کے جانے کے بعد اُس نے ہال کا دروازہ اندر سے لاک کیا... اس کے لیے صفا کا بچوں کے بغیر رہنا حیرت انگریز امر اس لیے تھا کیونکہ وہ ایک دن بھی ان کے بغیر نہیں رہی تھی اور اب اچانک سے ایسا کیا ہو گیا جو بچوں کو یوں خود سے دور کر کے بیٹھی ہوئی تھی...؟ سلامہ کو کیوں بھیجا...؟

وہ سیدھا اپنے کمرے میں گیا دروازہ کھلا ہوا ملا اور کمرہ خالی تھا... اس نے بتی جلا کر سارا جائزہ لیا ماتھے پہ تشویش کی تیوری لیے بچوں کے کمرے کی جانب بڑھا، وہ بھی خالی منہ چڑا رہا تھا... اسٹور روم چیک کیا، گیسٹ روم کھول کر دیکھا، راستے میں کچن کو بھی چیک کیا... اب پریشانی لاحق ہونا شروع ہو رہی تھی... آخری کمرہ ڈرائینگ روم تھا جس کا ہینڈل گھمایا تو وہ اندر سے لاک ملا... اس نے مضبوط ہاتھ سے دروازہ بجایا... دوسری جانب کوئی حرکت نہ ہوئی...

"صفا...؟"

تیسری چوتھی دفع دروازہ پیٹنے پر کمرے کی بتی جلی... داؤد نے شکر کا سانس لیا کیونکہ اب اسکا صبر جواب دینے والا تھا... دروازہ کھلا... صفا کو دیکھتے ہی داؤد کی نظریں پھیل گئیں...

بکھرے ہوئے بال، سوجی ہوئی آنکھیں، زرد رنگت....

"یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے...؟"

صفا پہلے چند سیکنڈ اسکو دیکھتی رہی جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہو وہ واقعی سامنے کھڑا ہے... داؤد اُس کے اور اپنے درمیان کا فاصلہ مٹانے کی کوشش میں دو قدم آگے آیا... صفا تیزی سے دو قدم پیچھے ہو گئی... منہ سے کچھ بولنے کی بجائے اُس نے اپنے آس پاس نظر ڈالی... دروازے کے قریب عفان کی کار نظر آئی.. صفا نے کار اُٹھائی اور داؤد کو دے ماری...

"واٹ دا ہیل...؟"

وہ ہکا بکا سا اپنے دفاع میں نیچے جھکا. گاڑی اُس کی سر کے اوپر سے اڑتی ہوئی دور فرش پہ جا کر گری... پھر تو جیسے کسی ایکشن فلم کی شوٹنگ شروع ہو گئی ہو... اُس کے ہاتھ میں جو جو چیز آئی وہ سوچے سمجھے بغیر داؤد کو نشانے میں رکھ کر مارتی گئی...

"پاگل تو نہیں ہو گئی ہو...؟"

داؤد کے دھاڑنے پر وہ اُس سے بھی اونچی آواز میں بولی...

"کمینے تمہاری اتنی جرات جو اپنا یہ بوتھا لیکر میرے سامنے آئے..."

وہ ہال کے پلر کے پیچھے پناہ لیتے ہوئے تعجب سے بولا...

"پانچ سال بعد اچانک میرے بوتھے سے ایسی کیا الرجی ہو گئی ہے...؟"

"اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو یہاں سے چلے جاؤ..."

"اگر مجھے علم ہوتا میری چند دن کی جدائی تمہارا یہ حال کرے گی، میں جانے سے پہلے سو دفعہ سوچتا..."

میز پر رکھا گلدان، اس کے اندر سجے پھول، صوفوں کے کشن، میز کے نیچے پڑی بچوں کی کہانیوں والی کتابیں، کونے میں پڑے باکس میں سے بچوں کے کھلونے... ایک ایک کر کے یہ سارا سامان داؤد کو سلامی پیش کرنے کی نیت سے پھینکا گیا مگر سامنے ایک کھلاڑی تھا جس نے بڑی خوبی سے تمام نشانے خطا کئے مگر الجھن سی الجھن کا شکار تھا... اس دفعہ سب سے بھاری چیز پر ہاتھ پڑا...

کانچ کا ایش ٹرے پوری قوت سے ہوا میں بلند ہوتا ہوا پلر کے پیچھے چھپے داؤد کی جانب گیا تھا اور عین اسی لمحے اُس نے پلر کے پیچھے سے سر نکال کر دیکھا لہذا ایش ٹرے اس کے گال پر لگ کر زمین بوس ہوا...

ایش ٹرے کے لگنے سے درد اتنا نہیں ہوا تھا جتنا اُس نے واویلا مچا دیا کیونکہ ہلکا سا مس کر کے گزرا تھا سیدھا لگا نہیں تھا...

"عجیب پاگل عورت ہو... پورے مہینے بعد گھر آیا ہوں اور جان لینے کے درپے ہوئی ہو... اب ادھر ہی کھڑی رہنا تمہارے ہواس میں ٹھکانے لگاتا ہوں..."

صورتحال کے بدلتے ہی صفا کی آنکھیں پھیل گئیں دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر بولی...

"خبردار جو میرے قریب آئے..."

وہ اپنی جیکٹ اُتار کر صوفے کی جانب اچھالتے ہوئے بولا...

"اب کیا ہو سکتا ہے... شروعات تم نے خود کی ہے..."

صفا صوفے کے عقب میں جاتے ہوئے بولی...

"انسانوں کی طرح دور سے بات کرو..."

"نہیں ایسا ممکن نہیں ہے..."

"کیوں...؟"

"کیونکہ تم نے جانوروں کے انداز میں بات کی ہے. مجھ پر بھی لازم ہے کہ اسی انداز میں جواب دوں..."

"اگر تم نے ایک قدم بھی میری طرف بڑھایا تو میں تمہیں یہیں کھڑے کھڑے طلاق دے دوں گی..."

"ایک...؟ میں تین قدم آگے آگیا ہوں طلاق دے بھی دو اب..."

وہ اس کے پاس آیا۔ وہ صوفے کی دوسری طرف بھاگ گئی... وہ تیز تیز قدم اٹھاتا وہاں گیا... وہ آگے سے ڈائننگ ٹیبل کے پیچھے بھاگ گئی...

"تم مجھے اس طرح سے بلیک میل نہیں کر سکتے ہو دنیا کے بد کردار ترین مرد..."

داؤد کے قدم رک گئے... تیوری لیے بولا.."

"کچھ علم ہے کیا کہہ گئی ہو...؟"

"ہاں... جو ایک وقت میں نہ جانے کتنی عورتوں کے ساتھ تعلقات قائم رکھے ہوئے ہو اس کو بد کردار ہی کہا جاتا ہے..."

دونوں دس گیارہ فٹ کی دوری پر کھڑے تھے... سٹنگ روم کا حشر ہو چکا تھا... وہ کتنی دیر بے یقینی میں اُس کی غصے سے بھری آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر دھیرے سے بولا...

"صفا تمہارا دماغ آؤٹ ہو گیا ہے..."

"نہیں ابھی انڈر کنٹرول ہی ہے پر اگر تم میرے سامنے سے ہٹے نہیں نا... میں کچھ بھی کر جاؤں گی..."

"یہ بات ہے تو پھر آؤ۔ میں بھی تو تمہارے ڈبل سٹینڈرڈ اپنی آنکھوں سے دیکھوں..."

"تم جیسے خود ہو ویسا ہی دوسروں کو سمجھتے ہو..."

"پھر تو یہ اصول تم پر بھی لاگو ہونا چاہیے... کیا خود بد کردار ہو جو مجھے کہہ رہی ہو...؟"

صفا کو اپنے کانوں پر یقین نہ آیا... تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی اُس تک آئی اس دفعہ وہ وہیں ڈٹ کر کھڑا رہا... صفا قریب آئی اور کھینچ کر داؤد کے گال پر ایک تھپڑ رسید کر دیا... ابھی اس کا ہاتھ بھی نیچے نہیں گیا ہو گا جب سامنے سے ویسا ہی تھپڑ صفا کے گال پر پڑا...

دونوں بالکل قریب آمنے سامنے سے ایک دوسرے کی آنکھوں میں گھورتے گئے... غصے سے سانس پھول رہی تھی... جہاں تھپڑ پڑے تھے وہاں دونوں کے گالوں سے دھواں نکلتا محسوس ہو رہا تھا خاص کر صفا کا گال لال ٹماٹر ہو چکا تھا... وہ دھیرے سے بولا...

"سوری..."

صفا نے مکوں اور گھونسوں کی بارش کر دی... داؤد نے ہنستے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لیکر اُس کے غصے کو ٹھنڈا کرنا چاہا...

"غصہ جانے دو... اگلی دفعہ اگر اتنے سارے دنوں کے لیے کہیں جانا پڑا میں تمہیں اپنے ساتھ ہی لیکر جاؤں گا..."

وہ اب پیروں سے اُس کو مارنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی...

"تمہارے ساتھ جاتی ہے میری جوتی..."

داؤد نے اس کو دیوار کے قریب لے جا کر اس طرح دیوار کے ساتھ لگایا جیسے پولیس والے کسی آپے سے باہر ہوئے انسان کو زبردستی پکڑ کر اس کی تلاشی لیتے ہیں...

"بے بی کام ڈاؤن... فار گاڈ سیک آئی مسڈ یو سو بیڈ..."

داؤد نے یہ کہتے ہوئے صفا کی اُس گال پر پیار کیا جس پہ تھوڑی دیر پہلے تھپڑ مارا تھا... جواب میں صفا کا بس نہیں چل رہا تھا کیا کر دیتی...

"مجھے چھوڑو خبیث انسان... ایک مہینہ اپنی کسی ہوتی سوتی کے ساتھ رنگ رلیاں مناتے رہے ہو، زنا کرتے رہے ہو... اب اپنے ناپاک ہاتھوں سے مجھے مت چھوؤ..."

داؤد کو لگا اُس نے غلط سُنا ہو گا... جیسے ہی اُس کی گرفت ڈھیلی پڑی صفا اپنے ہاتھ چھڑوا کر سیدھی ہو گئی...

"اب بولتی بند ہو گئی؟ تم تو یہی سمجھے ہو گے جو مرضی کرتا پھروں کون سا صفا کو پتا چلے گا مگر جس کے ساتھ لندن کی سردی انجوائے کرتے رہے ہو اُس نے ہی مجھے تمہاری اصلیت دکھائی ہے. جس کے لیے میں اس کی تا عمر شکر گزار رہوں گی... تم اب میرے سامنے کھڑے ہو کر معصوم اور لاعلم ہونے کی بھونڈی اداکاری بند کر کے چُپ چاپ یہاں سے چلے جاؤ. آئندہ میرے سامنے مت آنا... تمہارے لیے میں مر گئی میرے لیے تم..."

"واہ بہت اچھی تقریر کر رہی ہو... اگر تمہارے مزاج پر ناگوار نہ گزرے تو میں اپنی اصلیت اور بدکرداری کے ثبوت دیکھنا چاہوں گا..."

دونوں مسلسل ایک دوسرے کو دیکھ کر بات کر رہے تھے. صفا طنزیہ ہنسی...

"یہ کون سا مشکل کام ہے... ابھی لو..."

اس نے آگے ہو کر ڈرائینگ روم کا نیم وا دروازہ مکمل کھولا اور دونوں ہاتھوں کو ادا سے ہلا کر بولی..

"ٹاڈا.... لو دیکھ لو..."

وہ اُسی پر نظر رکھتے ہوئے دروازے کے پاس آیا پھر نظر ہٹا کر ڈرائینگ روم کے اندر لگی بتالیس انچ کی روشن ایل سی ڈی سکرین کو دیکھا اور پھر کیا تھا... بس دیکھتا ہی رہ گیا جہاں ایک سلائیڈ چل رہی تھی... تین چار تصویریں بار بار بدل بدل کر سامنے آ رہی تھیں... سب انتہائی نازیبا تصویریں تھیں مگر جس چیز نے چند پل کے لیے داؤد کو ساکت کر دیا. وہ اُن تصویروں میں موجود مرد تھا جو نیم برہنہ حالت میں بیڈ پر سویا ہوا تھا اور اکاس بیل کی طرح ایک عورت اس کے جسم کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی... ایک تصویر میں وہ کالے تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا اور اُسی عورت کو بانہوں میں بھرے اس کے لبوں پہ جھکا ہوا تھا...

وہ مرد کوئی اور نہیں داؤد خود تھا اور وہ عورت بینش تھی جو کسی زمانے میں اس کی گرل فرینڈ رہ چکی تھی.. کتنی دیر تک وہ بے یقینی سے کھڑا دور سے سکرین کو دیکھتا رہا... پھر کمرے میں داخل ہوا اور جیبوں میں ہاتھ ڈال کر عین سکرین کے سامنے جم کر کھڑا ہو گیا...

صفا اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے ڈرائینگ روم کے اُسی صوفے پہ گرنے کے انداز میں بیٹھی جہاں داؤد کے آنے سے پہلے کمبل لیکر لیٹی ہوئی تھی... داؤد کو بے حس و حرکت کھڑے پانچ منٹ گزر چکے تھے جب وہ بولی...

"ثبوت دیکھ کر بولتی بند ہوگئی ہے نا..."

داؤد نے یک دم سر گھما کر اس کی طرف دیکھا جو آنسو چھپانے کی نیت سے نظر پھیر گئی... کیوں وہ اس کے سامنے رو کر خود کو کمزور ثابت کرتی... وہ اُس کے پاس آیا اور دھیمے سے بولا...

"مجھے معاف کر دو..."

صفا نے سر اُٹھا کر اُس کی آنکھوں میں دیکھا... وہ معافی مانگ رہا تھا اس کا کیا مطلب ہوا...؟ معافی تو کوئی تب ہی مانگتا ہے نا جب اپنی غلطی تسلیم کرلے... وہ جو دل میں ایک چھوٹی سی امید تھی جب وہ آئے گا یہ کہہ کر صفا کو اس اذیت سے نکال لے گا کہ یہ سب جھوٹ ہے... ایسا کچھ نہیں ہوا ہے وہ امید ختم ہوگئی... جو پچھلے دو ہفتوں سے رو رو کر ایسا لگتا تھا کہ اب آنکھوں کا پانی ختم ہوگیا ہے، ایسا نہیں تھا... یوں بھل بھل آنسو برسنے لگے جیسے مون سون میں بادل برستے ہوں...

داؤد نے اس کو یوں روتے دیکھا تو لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا... صفا کی سسکیوں نے اس کا پیچھا کیا تھا... ہال میں رکھا لینڈ لائن کا کورڈلیس اُٹھا کر یو کے کا ایک نمبر ملایا... بیل جاتی رہی. جواب نہ ملا... اس نے اونچی آواز میں گالی دیتے ہوئے دوبارہ سے نمبر ملایا... اس دفع چہکتی ہوئی آواز نے جواب دیا...

"ہیلو...؟"

"داؤد بول رہا ہوں. تمہارے پاس اگلے چوبیس گھنٹے کا وقت ہے اس سے پہلے پہلے میرا فلیٹ خالی کر دو... میں اس وقت خود کو دنیا کا احمق ترین انسان سمجھ رہا ہوں جس نے تم جیسی عورت کے ساتھ بھلائی کی ہے. میں نے اگر تم پر کسی زمانے میں عنایات کی تھیں تو اب تصویر کا دوسرا رُخ بھی میں ہی دکھاؤں گا... مجھے جو کچھ کرنا پڑا جتنا پیسہ اُجاڑنا پڑا میں تمہاری نوکری ختم کرواؤں گا. ہوم آفس سے رابطہ کر کے تمہارا ویزہ ختم کروادوں گا. ڈرگز کے چکر میں جیل کروادوں گا. جو جو کچھ کر سکا کروں گا اور تم جانتی ہو میں یہ سب کر سکتا ہوں... تمہارے لیے بہتر یہی ہے میری بیوی سے معافی مانگو... اگر وہ تمہیں معاف کر دے تو شائد تمہاری کچھ بچت ہو جائے ورنہ جو تم نے اُس کے ساتھ کیا ہے، کم از کم میں تمہیں کبھی نہیں بخشنے والا ہوں..."

"تم اتنی بیچ اور گھٹیا عورت ہو اپنے حسد میں تم میری فیملی لائف کو برباد کرنے چلیں تھیں... میرے گھر کا سکون تباہ کرنا چاہتی ہو. شکر کرو... شکر کرو آج مجھے میری بیوی زندہ سلامت ملی ہے. اگر وہ تمہاری اس کمینگی کے نتیجے میں جذباتی ہو کر کوئی الٹا سیدھا قدم اُٹھا لیتی نا تو بینش میں تمہیں وہاں پھینکواتا جہاں تم ساری عمر موت کی تمنا کرتیں... میرے سامنے منتیں کرنے سے کچھ نہیں ہونا..."

داؤد نے فون بند کر کے صوفے پر پھینک دیا... بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے گہری سانس کھینچ کر غصے کو کم کرنا چاہا... سر گھما کر دیکھا وہ ڈرائینگ روم کے دروازے میں کھڑی حیرت سے اس کو دیکھ رہی تھی...

وہ یوں مخاطب ہوا جیسے کسی چھوٹے بچے سے بات کی جاتی ہے پیار سے... لاڈ سے... نرمی سے...

"ادھر آؤ..."

وہ ڈری ڈری سی، روئی روئی سی، کنفیوزڈ سی اس کے پاس آئی... داؤد نے اپنے سامنے کھڑی صفا کے چہرے کو غور سے پڑھتے ہوئے پہلا سوال کیا...

"کب سے رو رہی ہو...؟"

نچلا ہونٹ چباتے ہوئے بولی... "دو ہفتوں سے..."

"مجھے کیوں نہ بتایا...؟"

"تم مصروف تھے..."

"مصروف تھا... مرا تو نہیں تھا..."

صفا کی آنکھ پھر چھلکی...

"اپنی گرل فرینڈ کو صرف اسلیے برا بھلا کہہ رہے ہو کہ اُس نے تمہاری سچائی عیاں کر دی ہے..."

وہ اُسی نرمی سے اُس کے گالوں سے پانی چُنتے ہوئے بولا...

"صفا ہمارے چار بچے ہو گئے ہیں اور تم ابھی تک مجھے نہیں پہچانتی ہو... بیڈ والی تصویر میں وہ میں نہیں ہوں... میری چیسٹ پہ بال ہیں جبکہ تصویر والے کا ایک بھی بال نہیں ہے..."

صفا نے چونک کر اس کو دیکھا اور ہونقوں کی طرح بولی...

"ہیں...؟"

"ہاں..."

وہ اپنا ہاتھ چھڑا کر اندر کو بھاگ گئی... داؤد سچ کہہ رہا تھا...صفا کی ہنسی نکل گئی چہکتے ہوئے بولی...

"اف اللہ میں کس قدر اندھی ہوں... پہلے یہ بات نوٹ کیوں نہیں کی ہے اور دیکھو داؤد اس آدمی کا پیٹ کتنا موٹا ہے. تمہارا تو پیٹ ہی نہیں ہے..."

پھر ایک دم دکھی نظر آنے لگی... داؤد جو آکر اُس کی پشت پر کھڑا ہوا تھا. اُس کی خاموشی نوٹ کر کے پوچھنے لگا...

"اب کیا ہوا ہے...؟"

"دوسری تصویر میں تو تم ہی اُس کا بوسا لے رہے ہو..."

"ہاں میں ہوں مگر یہ تصویر ہماری شادی سے ایک سال پہلے کی ہے..."

داؤد نے اسکو بانہوں میں بھرا. صفا نے گھوم کر اپنا چہرہ اس کی جانب کیا... دونوں ایک دوسرے کو دیکھے گئے... وہ بولی

"مجھے لگا چونکہ اب میں پھر سے موٹی ہو رہی ہوں تو تمہاری محبت بھی ختم ہو گئی ہے اسی لیے اپنی پرانی محبوبہ کے ساتھ وقت بتا رہے ہو..."

داؤد اس کے ہونٹوں کو دیکھتے ہوئے بولا...

"صفا تمہیں تصویروں کی بجائے میرا یقین کرنا ہو گا... میں بے ایمان نہیں ہوں. اگر یہ سب کرنا ہوتا تو میں تمہارے ساتھ اپنی فیملی کیوں بناتا...؟"

صفا مسکرائی اور داؤد کے چہرے کو دونوں جانب ہاتھ لگا کر اپنی جانب کھینچا...

"میں تمہیں کسی اور کے ساتھ برداشت کر ہی نہیں سکتی ہوں... تصویر میں تمہارا چہرہ دیکھتے ہی میرا دماغ آؤٹ ہو گیا تھا. باقی کسی بات پر دھیان ہی نہیں دیا..."

داؤد کے گلے میں سے مسکراتی ہوئی گمبھیر آواز بلند ہوئی...

وہ دو سیکنڈ کی بریک لیتے ہوئے بولی...

"جاننا چاہتے ہو صفا کے لیے داؤد کیا ہے...؟"

داؤد بولا "ہوں..."

"آکسیجن..."

داؤد نے اسکو مزید اپنے قریب کیا...

"تم اتنا عرصہ نظر نہیں آئے مجھے کھانا پینا، سونا جاگنا سب بھول گیا..."

صفا کی باتوں کے جواب میں داؤد بولا...

"چلو ایک اور بیٹی کے لیے کوشش کریں..."

صفا کی آنکھیں پھیل گئیں...

"بیٹی ہے تو سہی... وہی بہت ہے..."

"نہیں... مجھے کم از کم ایک اور چاہیے. ایک کو بیاہ کر بہت دکھی ہو جاؤں گا... دو ہوں گی تو ایک چلی جایا کرے گی ایک آجایا کرے گی...

"تم پاگل ہو گئے ہو..."

صفا اُس سے دور ہو کر ہنستی ہوئی بیڈ روم کی جانب جاتے ہوئے بولی تھی...

"پہلے ہی فرید اور فاطمہ کے درمیان صرف ایک سال کا وقفہ ہے..."

"اب اگر بیٹی ہوئی تو اس کا نام عائشہ رکھوں گا..."

"اور اگر بیٹا ہو گیا تو پھر...؟"

صفا کے یوں سنجیدگی سے پوچھنے پر وہ شرارت سے مسکراتے ہوئے بولا...

"یعنی تم ہاں کر رہی ہو..."

صفا ہنستے ہوئے چلائی...

"ہرگز بھی نہیں..."

کمرے کا دروازہ بند ہو گیا مگر اندر سے داؤد کا زندگی سے بھرپور قہقہہ ابھرا تھا....

ختم شُد.....